﴿......اِنَّ الفَضلَ بِيَدِ اللهِ يُؤتِيهِ مَن يشاء ☆﴾(آل عمران:٧٤) ﴿......عَسٰى اَن يَبعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحمُودًا﴾ (بنی اسرائیل:٨٠)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:— نصیر احمد قمر

جلد ۴ جمعۃ المبارک ۲۵/ جولائی ۱۹۹۷ء شمارہ ۳۰-۳۱

۲۰/ جمادی الاول ۱۴۱۸ ہجری ☆ ۲۵/ وفا ۱۳۷۶ ہجری شمسی

جلسہ سالانہ نمبر

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

متقی کو آئندہ کی زندگی یہیں دکھلائی جاتی ہے انہیں اسی زندگی میں خدا ملتا ہے، نظر آتا ہے اور ان سے باتیں کرتا ہے

"سو یہ ایک نعمت ہے کہ ولیوں کو خدا کے فرشتے نظر آتے ہیں۔ آئندہ کی زندگی محض ایمانی ہے لیکن ایک متقی کو آئندہ کی زندگی یہیں دکھلائی جاتی ہے۔ انہیں اسی زندگی میں خدا ملتا ہے، نظر آتا ہے اور ان سے باتیں کرتا ہے۔ سو اگر ایسی صورت کسی کو نصیب نہیں تو اس کا مرنا اور یہاں سے چلے جانا نہایت خراب ہے۔ ایک ولی کا قول ہے کہ جس کو ایک سچا خواب عمر میں نصیب نہیں ہوا اس کا خاتمہ خطرناک ہے جیسے کہ قرآن مومن کے یہ نشان ٹھہراتا ہے۔ سنو! جس میں یہ نشان نہیں اس میں تقویٰ نہیں۔ سو ہم سب کی یہ دعا چاہئے کہ یہ شرط ہم میں پوری ہو۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام، خواب، مکاشفات کا فیضان ہو، کیونکہ مومن کا یہ خاصہ ہے۔ سو یہ ہونا چاہئے۔

بہت سی اور بھی برکات ہیں جو متقی کو ملتی ہیں۔ مثلاً سورہ فاتحہ میں جو قرآن شریف کے شروع میں ہے۔ اللہ تعالیٰ مومنوں کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ دعا مانگیں ﴿اهدنا الصراط المستقيم . صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين﴾ (الفاتحہ)۔ یعنی ہمیں وہ راہ سیدھی بتلا ان لوگوں کی جن پر تیرا انعام و فضل ہے۔ یہ اس لئے سکھلائی گئی کہ انسان عالی ہمت ہو کر اس سے خالق کا منشاء سمجھے اور وہ یہ ہے کہ یہ امت بہائم کی طرح زندگی بسر نہ کرے، بلکہ اس کے تمام پردے کھل جاویں۔ جیسے کہ شیعوں کا عقیدہ ہے کہ ولایت بارہ اماموں کے بعد ختم ہو گئی۔ برخلاف اس کے اس دعا سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ خدا نے پہلے سے ارادہ کر رکھا ہے کہ جو متقی ہو اور خدا کی منشاء کے مطابق ہو، تو وہ ان مراتب کو حاصل کر سکے جو انبیاء اور اصفیاء کو حاصل ہوتے ہیں۔ اس سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ انسان کو بہت سے قویٰ ملے ہیں جنہوں نے نشوونما پانا ہے اور بہت ترقی کرنا ہے۔ ہاں ایک بکرا چونکہ انسان نہیں، اس کے قویٰ ترقی نہیں کر سکتے۔ عالی ہمت انسان جب رسولوں اور انبیاء کے حالات سنتا ہے کہ وہ انعامات جو اس پاک جماعت کو حاصل ہوئے اس پر نہ صرف ایمان ہی ہو بلکہ اسے بتدریج ان نعماء کا علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین ہو جاوے"۔

(ملفوظات جلد اول، طبع جدید، صفحہ ۱۲،۱۳)

یہ جلسہ وہ جلسہ ہے جو ہمارے مباہلے کے سال کے نتیجہ کو دکھانے والا جلسہ ہوگا

جب دشمن دکھ دے، مخالفانہ چالیں چلے تو تم نے جہاں توکل کرنا ہے وہاں صبر سے بھی کام لینا ہے

اگر دعا کریں گے تو انشاء الله اگلے دو سال میں خدا اپنے فضل سے ایسے حیرت انگیز نظارے دکھائے گا جن کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۱/ جولائی ۱۹۹۷ء)

لندن (۱۱/ جولائی): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور نے سورہ الزمر کی آیت نمبر گیارہ ﴿قل يا عباد الذين آمنوا اتقوا ربكم .... الخ﴾ تلاوت کی اور پھر فرمایا کہ جلسہ سالانہ یو۔کے۔ جو عملاً سب دنیا کا مرکزی جلسہ بن چکا ہے بہت قریب آ رہا ہے۔ اس جلسہ کی آمد کے ساتھ ساتھ مہمانوں کی بھی آمد آمد ہے۔ ان میں منتظمین بھی ہیں، کام کرنے والے بھی ہیں جو نیک نیتیں لے کر خدمت کی غرض سے یہاں پہنچتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ میں اس جلسے کی ایک اور حیثیت بھی آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ یہ جلسہ وہ جلسہ ہے جو ہمارے مباہلے کے سال کے نتیجے کو دکھانے والا جلسہ ہوگا۔ کیونکہ اس مباہلے میں خصوصیت کے ساتھ سب احمدیت کے دشمنوں کو یہ دعوت دی گئی تھی کہ تم زور مارو، دعائیں کرو، جو کچھ ہو سکتا ہے کرو لیکن تم احمدیت کو ناکام نہیں کر سکتے۔ تم دیکھو گے کہ امسال خدا کے فضل سے پہلے سے بہت کثرت کے ساتھ جماعت احمدیہ بڑھے گی اور اور بھی برکت کے آثار دکھائی دیں گے۔ یہ مقابلہ ہے جو اس جلسہ سالانہ پر کھل کر سامنے آ جائے گا۔

حضور نے فرمایا اس ضمن میں جماعتیں پہلے بھی کوشش کرتی تھیں اب اور بھی کر رہی ہیں اور کوشش سے بڑھ کر دعاؤں سے کام لے رہی ہیں اور وہ دعائیں بھی کوششوں کا حصہ ہی ہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے خصوصیت سے خطبہ کے آغاز میں تلاوت فرمودہ

بقیہ صفحہ ۲ پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی ذہنی، روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تاکہ اگر کوئی اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔کے۔) سے اس کی ویڈیو حاصل کر سکیں۔ گزشتہ ہفتہ کے پروگرام "ملاقات" کا مختصر خلاصہ درج ذیل ہے۔

ہفتہ ۵/ جولائی ۱۹۹۷ء:

آج مکرم و محترم عطاء المجیب راشد صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی عدم موجودگی میں بچوں کی کلاس لی۔ تلاوت کلام پاک اور نظم کے بعد آپ نے بچوں سے یہ سوال کیا کہ آپ میں سے کس کس نے حضور ایدہ اللہ کا خطبہ جمعہ فرمودہ ۴/ جولائی جو آپ نے کینیڈا سے ارشاد فرمایا تھا سنا ہے؟ بہت سے بچوں نے ہاتھ کھڑے کئے۔ مکرم امام صاحب نے بچوں کو تواتر اور توجہ کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ کے خطبات جمعہ سننے کی تاکید کی۔ اس کے بعد آپ نے بچوں سے مندرجہ ذیل سورتیں مع ترجمہ کے سنیں: سورہ ایلاف، الاخلاص، الکوثر، الفیل، الھمزہ، الماعون، النصر اور الکافرون۔ ٹھیک سنانے والے بچوں کو انعامات دئے گئے۔

آخر میں مکرم امام صاحب نے بچوں کو نصیحت کی کہ ان تمام سورتوں کی تلاوت Cassette میں موجود ہے۔ آپ وہ کیسٹ حاصل کر کے بار بار سن کر فائدہ اٹھائیں اور اپنے تلفظ کو بہتر بنائیں۔

اتوار، ۶/ جولائی ۱۹۹۷ء:

آج انگریزی بولنے والے احباب کے ساتھ حضور انور کی، ۲۰/ مارچ ۱۹۹۸ء کو ریکارڈ کی گئی ملاقات کے دوران کئے گئے سوال و جواب کا پروگرام دوبارہ نشر ہوا۔ اہم سوالات درج ذیل ہیں:-

☆ التحیات میں تشہد کے وقت کیا انگلی خدا کی وحدانیت کی طرف اشارہ کیلئے اٹھائی جاتی ہے؟

☆ دوسرا سوال سزائے موت کے بارہ میں تھا جس کی تفاصیل پہلے اس کالم میں ہدیہ قارئین کی جا چکی ہیں۔

☆ سفر پر روانہ ہونے کے وقت زندگی کا بیمہ، اسی طرح انشورنس وغیرہ کے جواز وغیرہ کے سلسلے میں سوال کیا گیا۔ حضور انور نے جواباً فرمایا کہ اصولی طور پر ہر وہ انشورنس جس میں سود اور جوئے کا عنصر شامل ہے منع ہے۔ حضور نے فرمایا کہ جماعت نے بورڈ مقرر کیا ہے جو ہر Case کا مطالعہ کرے گا۔ حضور نے فرمایا کہ ہماری تحقیقات کے مطابق بعض Co-operative کمپنیاں ایسی ہیں جو جوئے اور سود کے عناصر سے مقابلۃً آزاد ہیں۔

☆ اسلام میں تدفین کا عام رواج ہے۔ لیکن Cremation کے بارے میں کیا خیال ہے؟

حضور نے فرمایا اسلام میں مردوں کا مثلہ منع ہے۔ Cremation کا رواج غیر اسلامی لوگوں میں آپس کے فاصلے بڑھ جانے کی وجہ سے محبت اور ہمدردی کی کمی کی وجہ سے اور اقتصادی حالات کی وجہ سے ہے۔

اس کے علاوہ اور چند عام نوعیت کے سوالات کئے گئے جن کے حضور انور نے جوابات ارشاد فرمائے۔

سوموار، ۷/ جولائی ۱۹۹۷ء:

آج ۷/ نومبر ۱۹۹۴ء کو نشر کی گئی ہومیوپیتھی کی کلاس نمبر ۱۴ دوبارہ براڈکاسٹ کی گئی۔ ہومیوپیتھک کی ہر کلاس انتہائی کارآمد ادویات، نسخہ جات اور تجربات کے بیانات پر مشتمل ہوتی ہے۔ اس کالم میں چیدہ چیدہ باتیں ہی سپرد قلم کی جاتی ہیں۔ مثلاً آج کی کلاس میں ہک ورم، تھریڈ ورم یعنی چمونوں وغیرہ کی دوائی Stannum کی تفصیلات پر روشنی ڈالی گئی۔ اس دوائی کے ساتھ کاربوایج میلس بھی مفید ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ میرے لیکچر میٹیریا میڈیکا کے سمجھنے میں آپ کی مدد کر سکتے ہیں۔ لیکن آپ اپنے مطالعہ کو وسیع کریں اور ذاتی طور پر تجربات حاصل کریں۔

منگل، ۸/ جولائی ۱۹۹۷ء:

آج ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۲۰۱ حضور انور نے لی اور سورہ القصص کی آیات ۴۰ تا ۵۷ کا ترجمہ اور مختصر تفسیر بیان فرمائی۔

بدھ، ۹/ جولائی ۱۹۹۷ء:

ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۲۰۲ ریکارڈ بھی ہوئی اور نشر بھی کی گئی۔ سورہ القصص کی آیات ۵۸ تا ۷۶ زیر ترجمہ و تفسیر آئیں۔

بقیہ صفحہ ۲ پر ملاحظہ فرمائیں

اداریہ

خدا نے ہم کو دی ہے کامرانی

الٰہی جماعتوں کی مثال بھی ایک شجرہ طیبہ کی ہوتی ہے کہ وہ خدا کے کلام سے سچی اور کامل وابستگی رکھتی ہیں اس لئے اس کا فیض ان میں جاری ہوتا ہے-وہ اصول ایمانیہ میں ثابت اور مستحکم اور قوی الایمان اور صبر واستقامت میں بے نظیر ہوتی ہیں-وہ اللہ تعالیٰ کی وحی والہام اور رؤیاء صادقہ و مکاشفات صحیحہ اور الٰہی نصرت و تائیدات پر مشتمل نشانات بینہ کے پانی سے نشوونماپاتے ہوئے تیزی سے بڑھتی اور پھولتی اور پھلتی ہیں اور ہر دور اور ہر زمانہ میں ان کی برکات و تاثیرات ظاہر ہو کر ان کی صداقت پر گواہ بنتی ہیں-جماعت احمدیہ مسلمہ بھی ایک ایسی ہی الٰہی جماعت ہے جو خدا تعالیٰ کی نظروں کے سامنے، اس کی حفاظت میں، اس کے فضلوں کے سایہ تلے پروان چڑھ رہی ہے اور شاہراہ ایمان پر مضبوط اور پر وقار قدموں کے ساتھ آگے بڑھ رہی ہے اور خدا تعالیٰ اپنی قدرت اور رحمت کے نشانوں سے مومنین کو ثبات واستحکام بخشتا چلا جاتا ہے-ایسے ہی بہت سے عظیم الشان نشانوں میں سے ایک نشان ہمارا جلسہ سالانہ بھی ہے-وہ جلسہ جو ۱۰۶-سال قبل صرف ستر آدمیوں کے اجتماع سے شروع ہوا تھا آج دنیا بھر میں کئی جلسوں کی صورت میں ڈھل چکا ہے اور ہزارہا آدمی اس میں شامل ہوتے ہیں اور یہ جلسے خدا تعالیٰ کے ان وعدوں کے پورا ہونے کا زبردست ثبوت مہیا کرتے ہیں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو زمانہ گمنامی میں یہ خبر دی گئی کہ تو اپنے مکان کو وسعت دے-لوگ تیرے پاس دور دور سے آئیں گے-میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا-میں تیرے دلی محبوں کا گروہ بڑھاؤں گا-ان کے نفوس اور اموال میں برکت دوں گا......-ہمارے یہ جلسے ایسے تمام الہامات کی صداقت پر گواہ ہیں-اور اب تو ایم-ٹی-اے کے توسط سے ہر جلسہ ہی عالمی جلسہ بنتا چلا جارہا ہے-خصوصیت سے وہ جلسے جن میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بنفس نفیس شرکت فرماتے ہیں ان کی تو شان ہی اور ہوتی ہے اور بہت سے ممالک سے لوگ پروانہ وار ان میں شمولیت کے لئے پہنچتے ہیں-

جماعت احمدیہ برطانیہ کا جلسہ سالانہ ان سب جلسوں میں ایک منفرد شان رکھتا ہے-اطراف عالم سے نمائندگان اس میں شامل ہوتے ہیں اور محض "ربانی باتوں کے سننے کے لئے" اور اپنے محبوب امام سے ملاقات کا شرف حاصل کرنے اور ان کی دعاؤں سے حصہ پانے کے لئے- یہ جلسہ اگرچہ اپنی ذات میں بہت سے نشانات کا مجموعہ ہے لیکن خصوصیت سے اس میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ دوران سال ظاہر ہونے والے اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت کے نشانات کا بھی اختصار کے ساتھ نمونۃً ذکر فرماتے ہیں جس سے قلوب واذہان پر ایک عجیب وجد اور سرور کی کیفیت طاری ہوتی ہے-خدائی وعدوں پر یقین بڑھتا ہے اور ایک نیا عزم اور حوصلہ عطا ہوتا ہے کہ ہاں ہم ہی وہ عاجز جماعت ہیں جسے خدا تعالیٰ نے اپنے دین کو تمام دنیا پر غالب کرنے کے لئے منتخب فرمایا ہے اور اس کا قوی ہاتھ ہماری پشت پر ہے

ملایا خاک میں سب دشمنوں کو کیا ہر مرحلہ میں ہم کو منصور
حقیقت کھول دی ان پر ہماری مگر تاریکی دل سے ہیں مجبور
ہماری فتح ونصرت دیکھ کر وہ غم و رنج و مصیبت سے ہوئے چور
ہماری رات بھی ہے نور افشاں ہماری صبح خوش ہے شام مسرور
خدا نے ہم کو وہ جلوہ دکھایا جو مولوی کو دکھایا تھا سر طور
ملے ہم کو وہ استاد و خلیفہ کہ سارے کہہ اٹھے نور علیٰ نور
خدا نے ہم کو دی ہے کامرانی فسبحان الذی اوفی الامانی

بقیہ مختصرات از صفحہ اول

جمعرات، ۱۰ر جولائی ۱۹۹۷ء :

آج ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۲۴۲ جو ۸ نومبر ۱۹۹۴ء کو ریکارڈ ہوئی تھی نشر کی گئی۔ آج کی کلاس میں الیکٹرولائٹس سالٹس کی تفصیل حضور انور نے بیان فرمائی۔ حضور نے فرمایا الیکٹرولائٹس انسانی جسم میں جو محلول ہے اس کے نمکیات ہیں۔ خون کے سفید خلیات وغیرہ بھی اسی محلول سے بنتے ہیں۔ صحت کے لئے خون میں معلق ان ذروں کا توازن قائم رہنا از حد ضروری ہے۔ کسی ایک نمک کی زیادتی یا کمی کی وجہ سے سارا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ حضور نے آج کی کلاس میں دواؤں کے استعمال کے سلسلے میں انتباہ بھی فرمایا کہ بعض ماؤں نے سن رکھا ہے کہ ہومیوپیتھی معصوم دوائیں ہیں اور بچوں کو کھلاتی رہتی ہیں۔ کچھ دیر کے بعد ان بچوں کا الیکٹرولائٹ بدلنے لگتا ہے اور بعض کو تو کینسر بھی ہو جاتا ہے۔ حضور انور نے کالی فاس کے تواتر سے استعمال کے سلسلے میں کافی سخت انتباہ فرمایا۔ حضور نے فرمایا کالی فاس کے استعمال سے اگر الیکٹرولائٹ کا توازن بگڑ جائے تو اچانک بغیر کسی ظاہری بیماری یا الارم کے فوری موت واقع ہو سکتی ہے۔

جمعۃ المبارک، ۱۱ر جولائی ۱۹۹۷ء :

آج حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کا اردو بولنے والے زائرین کے ساتھ ملاقات کا دن تھا۔ حسب معمول لوگوں نے کچھ علمی ادبی اور روزمرہ مسائل کے متعلق رہنمائی چاہی۔ چند سوالات اور جوابات کا خلاصہ درج ذیل ہیں :

☆ پاکستان میں جماعت اسلامی والے غریب نوجوانوں کو کشمیر بھجوار ہے ہیں جہاں چند دن کے بعد وہ گولیوں کا شکار ہو جاتے ہیں اور غریب والدین تو واویلا کرتے ہیں اور جماعت اسلامی والے انہیں شہید کہتے ہیں۔ اس کا جواز کیا ہے ؟

☆ آج کل بدھ مت کے ایک دعویدار مسیح ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور لوگ کہتے ہیں کہ وہ جس جگہ ظاہر ہوتے ہیں وہاں پانی کے چشمے جاری ہو جاتے ہیں جن میں لوگ نہا کر شفا پاتے ہیں۔ حضور نے فرمایا یہ Cults بے حقیقت ہوتے ہیں ان کی کوئی مخالفت نہیں کرتا۔ بس کچھ دن پیسے کما کر خود ہی ختم ہو جاتے ہیں۔

☆ کیا قومی ہیرو اور مذہبی رہنماؤں کے مجسمے بنانے جائز ہیں ؟

حضور نے فرمایا کہ اگر ناجائز ہوتا تو حضرت داؤد اور حضرت سلیمان کے زمانے میں اس فن کا ذکر نہ ملتا۔ ان کے زمانے میں فن مجسمہ تراشی بہت عروج پر تھا۔ جو بات منع ہے وہ شرک ہے۔ ایسے بت بنانا جنہیں خدائی صفات سے ملا دیں یا ان کا مظہر سمجھیں وہ ناجائز ہے۔ لیکن چونکہ مجسموں کا تصور گمراہ کن بھی ہو سکتا ہے اسلئے میں احمدیوں کے لئے پسند نہیں کرتا اور خاص طور پر مذہبی رہنما کا مجسمہ بہت سے خطرات پر منتج ہو سکتا ہے۔ اس لئے مسلمانوں کا یہ فن اختیار کرنا پسندیدہ نہیں۔

☆ کچھ لوگ بیعت کرتے وقت یہ کہتے ہیں کہ ہمارا نام ظاہر نہ ہو۔ یہ کس حد تک جائز ہے ؟

حضور نے فرمایا آنحضرت ﷺ کے زمانے میں بھی ایسا ہوا اور حضرت موسیٰ کے زمانے میں قرآن مجید نے بتایا ہے کہ فرعون کی قوم کا ایک آدمی اپنے دل میں ایمان چھپائے ہوئے تھا۔ اس لئے یہ وعدہ ممنوع نہیں۔

☆ میں عربی پڑھنے کی کوشش کرتا ہوں، ترجمہ سیکھنے کی کوشش میں ہوں تو کیا ترجمہ پڑھ لینے سے ثواب کا مستحق ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ قرآن مجید کے عربی Text کو پڑھنا بھی باعث برکت ہے۔ ترجمہ اگر پڑھ لیا جائے تو اس میں برکت کیوں نہیں ہوگی۔

☆ ہندو اور سکھ مردوں کو جلاتے کیوں ہیں۔ کیا یہ جائز ہے ؟ حضور نے فرمایا حدیث میں بھی کئی لوگوں کا اپنے آپ کو جلا دینے کا ذکر ملتا ہے۔ لیکن عیسائیوں یہودیوں اور مسلمانوں میں تدفین کا رواج ہے۔ حضور نے فرمایا وید اور گیتا میں بھی ستی کے علاوہ جلانے کا حکم نہیں ملتا۔ ہو سکتا ہے کہ وباؤں یا کسی اور مصیبت کی وجہ سے جلانے کا رواج ہندوستان میں پڑ گیا ہو۔

☆ عیسائیت کو غلط عقائد کے باوجود غلبہ کیوں حاصل ہے ؟

☆ پیش گوئی حضرت مصلح موعود میں کیا تین کو چار کرنے والا سے خلافت رابعہ کا عہد بھی لیا جا سکتا ہے ؟- حضور نے فرمایا کہ وہ پیش گوئی حضرت مرزا سلطان احمد صاحبؓ کے حضرت مصلح موعودؓ کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے پوری ہو گئی تھی۔

نیز یہ سوالات بھی کئے گئے کہ آج کل ڈاکٹر کروموسوم بدل کر رحم میں لڑکا یا لڑکی بنا سکتے ہیں۔ کیا یہ جائز ہے ؟ رحمۃ للعالمین سے کیا مراد ہے ؟ لا اکراہ فی الدین کے ہوتے ہوئے حضرت ابو بکر نے طاقت استعمال کی ؟، مریخ پر زندگی کا وجود ہے یا نہیں ؟، جو نیک سفارش کرے اس کے لئے نیک بدلہ اور جو بری سفارش کرے اس کے لئے برا بدلہ ہوگا، کا کیا مفہوم ہے ؟، حضور نے سب سائلین کو حسب حال جوابات ارشاد فرما کر مطمئن فرمایا۔ (ا۔م۔چ)

بقیہ خلاصہ خطبہ از صفحہ اول سورہ الزمر کی آیت کے حوالے سے اہم نصائح کرتے ہوئے فرمایا کہ اس آیت کے آخر پر یہ مضمون ہے کہ یقیناً صبر کرنے والوں کا اجر بغیر حساب کے بہت بڑھایا جاتا ہے۔ یہ بات ہے جو آپ کو اس وقت پیش نظر رکھنی ہے۔ اب جماعت احمدیہ میں عالمگیر سطح پر اس شعور کو بیدار کیا جارہا ہے کہ جب دشمن دکھ دے، مخالفانہ چالیں چلے تو تم نے جہاں توکل کرنا ہے وہاں صبر سے بھی کام لینا ہے اور ہرگز صبر کے دامن کو ہاتھ سے نہیں چھوڑنا۔

حضور نے مخالف احمدیت مولویوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کی حکمت عملی یہ ہے کہ جہاں بھی یہ خدا کے پودے کو نشوونما پاتا ہوا دیکھتے ہیں وہاں یہ ضرور پہنچ جاتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ وہ رس جس کے نتیجہ میں جماعت کی آبیاری ہو رہی ہے اسے یہ چوسنا شروع کر دے۔ اس پہلو سے ہم نے اسے ناکام کرنا ہے۔ حضور نے بتایا کہ کس طرح حال ہی ایک افریقن ملک میں جہاں جماعت کو کامیابی ہو رہی تھی مولویوں نے حکومت پر اثر انداز ہو کر جماعت کو غیر مسلم قرار دینے کی کوشش کی۔ افراد جماعت کے مشتعل ہونے کا خطرہ تھا لیکن انہیں صبر کی ہدایت کی گئی اور جماعت نے صبر سے کام لیتے ہوئے صحیح جوابی کارروائی کی اور وہی جوش جو لوگوں کو مارنے پر صرف ہونا تھا وہ احمدیت کی تبلیغ پر صرف ہوا۔ چنانچہ اللہ کے فضل سے دشمن کی تدبیر بری طرح ناکام رہی۔ حضور نے بتایا کہ تمام دنیا میں یہی کوششیں جماعت کے خلاف جاری ہو چکی ہیں اور ہندوستان میں بھی یہی چیز ظاہر ہوئی ہے۔ وہاں مولویوں نے ہندوؤں سے، مشرکوں سے درخواست کی ہے کہ احمدیوں کو غیر مسلم قرار دو۔ حضور نے فرمایا کہ ہندوستان کی حکومت اگر عقل رکھتی ہے تو اول تو اس قسم کے غیر جمہوری مطالبے کو دیکھنا بھی پسند نہیں کرے گی لیکن اگر کرنا ہے تو تمام مسلمانوں کو انصاف کے ساتھ یہ موقعہ دیں کہ وہ ثابت کریں کہ وہ کیوں مسلم ہیں اور دوسرے کیوں غیر مسلم ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ ہم ان کے متعلق ان کے قلم سے لکھے ہوئے فتوے دکھائیں گے کہ ایک دوسرے کی نظر میں یہ سارے غیر مسلم ہیں۔ اس پہلو سے انہیں سارے ہندوستان میں سوائے جماعت احمدیہ کے کوئی مسلمان دکھائی نہیں دے گا۔ حضور نے فرمایا کہ امر واقعہ یہ ہے کہ اگر پاکستان میں بھی انصاف سے کام لیا جاتا تو صرف جماعت احمدیہ ہے جس کا اسلام ثابت ہوتا ہے باقی سب کا اسلام ایک دوسرے کی تلوار سے کاٹا جا چکا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ میں ہندوستان کی جماعتوں کو متنبہ کرتا ہوں کہ اب وقت ہے کہ جوابی کارروائی شروع کریں اور اہل انصاف ہندوؤں اور غیر ہندوؤں کو متوجہ کریں کہ اگر تم نے جمہوریت بچانی ہے تو سب سے پہلے اس رخنہ کو ختم کرو۔ اور اگر قبول کرنا ہے تو انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے کرو کہ کون مسلم ہے اور کون غیر مسلم ۔ حضور نے فرمایا کہ یہ جو نئی تحریک مولویوں کی طرف سے وہاں چلی ہے، یہ تحریک بتا رہی ہے کہ یہ دل میں یقین رکھتے ہیں کہ جماعت احمدیہ جیت چکی ہے۔ جب بھی غیر مسلم بنانے کے لئے حکومتوں سے درخواستیں کی جائیں تو صاف پتہ چلتا ہے کہ عوام کی نظر میں یہ مولوی احمدیوں کو غیر مسلم ثابت کرنے میں ناکام ہو چکے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ جب تک جماعت صبر پر قائم ہے کوئی اس کا بال بیکا نہیں کر سکتا۔ لیکن خدا پر توکل کریں اور ناجائز حربے اختیار نہ کریں۔ حضور نے فرمایا کہ سورہ الزمر کی اس آیت میں حسن عمل دکھانے والوں کو وسعت ارضی کا وعدہ دیا گیا ہے۔ اس میں یہ بھی پیغام ہے کہ اور نئی زمینوں کی طرف توجہ کرو۔

حضور نے فرمایا کہ عددی غلبہ حاصل کرنا دین کا مقصد نہیں ہے۔ جب قوموں کو عددی وسعت وطاقت نصیب ہوتی ہے تو وہ متکبر ہو جاتی ہیں اور ظلم کرتی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ مظلومیت کو بڑھانا اور صبر کو وسعت دینا اس طرح کہ غالب آئیں تو مظلومیت اختیار کئے ہوئے ہوں اور صبر سے چمٹے رہیں یہ ہے جو اصلی مقصد ہے۔ پس اپنی مظلومیت اور صبر کی اقدار کی حفاظت کریں۔ ایسے لائحہ عمل اختیار کریں کہ جن میں صبر کے ساتھ لازماً آپ نے آگے بڑھنا ہے۔ اپنے گردو پیش کی ساری زمینوں پر محنت کریں اور دور کے خالی علاقوں میں بھی کہیں کہیں پیڑ لگانے شروع کریں۔ ابھی ہمارا کام بہت زیادہ ہے۔ حضور نے فرمایا کہ صبر کے نتیجے میں حوصلے بھی بڑھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ مزید حسن عمل کی توفیق عطا فرماتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ اگر دعا کریں گے تو انشاء اللہ اگلے دو سال میں خدا اپنے فضل سے ایسے حیرت انگیز نظارے دکھائے گا جن کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ حضور نے فرمایا کہ اب جو آسمان سے مسیح موعود کی صداقت کی آواز اتر رہی ہے اور تصویروں کے ساتھ اتر رہی ہے یہ بھی غلبہ کا ہی ایک نشان ہے۔

اسلام میں ارتداد کی سزا کی حقیقت

خطاب سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفة المسیح الرابع ایده الله تعالیٰ بنصره العزیز
برموقع جلسہ سالانہ یو کے، ۱۹۸۶ء

قسط دوم

مودودی صاحب کی اختراع کردہ تعریف

یہ تعریفیں اپنی جگہ۔ مولانا مودودی نے ایک الگ تعریف پیش کی ہے۔ اس تعریف کی تفصیل تو نہیں بتائی لیکن اس کا اطلاق کر کے دکھا دیا ہے۔ میں اس کا نمونہ بھی آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں تا آپ دیکھیں کہ اگر مولانا مودودی کی تعریف کی رو سے آج پاکستان کے مسلمانوں کے چہرے دیکھے جائیں تو ان پر مسلمان لکھا ہوا نظر آئے گا یا کافر لکھا ہوا نظر آئے گا؟ چونکہ موجودہ حکومت کا یہ دور مودودی نواز دور ہے اور مودودی اور وہابی طرز خیال کے علماء اس حکومت پر قبضہ کئے ہوئے ہیں اس لئے ضروری ہے کہ مودودی تعریف کو اس وقت آپ کے سامنے پیش کیا جائے۔ "مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش" حصہ سوم میں مودودی صاحب فرماتے ہیں :

"یہ انبوہ عظیم جس کو مسلمان کہا جاتا ہے اس کا حال یہ ہے کہ اس کے ۹۹۹ فی ہزار افراد نہ اسلام کا علم رکھتے ہیں نہ حق و باطل کی تمیز سے آشنا ہیں۔ نہ ان کا اخلاقی نقطہ نظر اور ذہنی رویہ اسلام کے مطابق تبدیل ہوا ہے۔ باپ سے بیٹے اور بیٹے سے پوتے کو بس مسلمان کا نام ملتا چلا آ رہا ہے، اس لئے یہ مسلمان ہیں۔ نہ انہوں نے حق کو حق جان کر اسے قبول کیا ہے، نہ باطل کو باطل جان کر اسے ترک کیا ہے۔ ان کی کثرت رائے کے ہاتھ میں باگیں دے کر اگر کوئی شخص یہ امید رکھتا ہے کہ گاڑی، اسلام کے راستے پر چلے گی تو اس کی خوش فہمی قابل داد ہے"۔

(مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش- بار ششم ، اچھرہ لاہور- مکتبہ جماعت اسلامی حصہ سوم صفحہ ۱۰۵، ۱۰۶)

۱۹۷۴ء میں جو واقعہ ہوا جو تعریف اسلام کی تعریف سمجھی گئی وہ انہی لوگوں کے ہاتھوں میں اسلام کی باگیں دینے کے نتیجے میں پیدا ہوئی ہے۔

اس پر کوئی یہ خیال کر سکتا ہے کہ مودودی صاحب کا خیال یہ تھا کہ عامۃ الناس اگر اکٹھے ہو کر فیصلہ دیں گے تو اس کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی۔ ہو سکتا ہے کہ مودودی صاحب کے ذہن میں یہ بات ہو کہ بڑے بڑے چوٹی کے علماء یہ حق رکھتے ہیں، اور وہ اسلام فہم اور اسلامی ذوق رکھنے کی بناء پر مستند ہو جاتے ہیں اس لئے چونکہ اس فیصلے میں اس قسم کے علماء بھی شامل تھے اس لئے اس کی حیثیت اور ہے یا ہو سکتا ہے کہ کوئی یہ خیال کرے کہ عامۃ الناس کی بات تو رد کی جائے گی کیونکہ اس قسم کے عامۃ الناس ہیں جیسے مودودی صاحب نے بیان فرمائے ہیں لیکن ان کی منتخب نمائندہ اسمبلی کو تو بہر حال یہ حق حاصل ہونا چاہئے، ان پر یہ فتویٰ جاری نہیں کیا جا سکتا۔ تو ان دونوں باتوں کا جواب میں اپنے الفاظ میں دینے کی بجائے مولانا مودودی کے الفاظ ہی میں دیتا ہوں۔ پہلی بات کا جواب وہ یہ دیتے ہیں :

"خواہ مغربی تعلیم و تربیت پائے ہوئے سیاسی لیڈر ہوں یا علماء دین و مفتیان شرع متین (وہاں یہ دو ہی قسم کے لوگ تھے اس اسمبلی میں جس نے وہ تعریف منظور کی جس کی رو سے جماعت احمدیہ خارج از اسلام کہلاتی ہے۔ ناقل) دونوں قسم کے راہنما اپنے نظریہ اور اپنی پالیسی کے لحاظ سے یکساں گم کردہ راہ ہیں۔ دونوں راہ حق سے ہٹ کر تاریکیوں میں بھٹک رہے ہیں...... ان میں سے کسی کی نظر بھی مسلمان کی نظر نہیں"۔

(مسلمان اورموجودہ سیاسی کشمکش- صفحہ ۷۷، ۷۸)

جہاں تک اس وہم کا تعلق ہے کہ خواہ کیسے ہی ہوں جب ان کو جمہوری قوت حاصل ہو جائے اور جمہور کی نمائندگی حاصل ہو جائے تو پھر ان کے فتوے لازماً چلنے چاہئیں۔ پھر ان کی تعریف لازماً قابل قبول ہونی چاہئے۔ تو اس کا جواب بھی مودودی صاحب کی زبان ہی میں آپ کو دیتا ہوں۔ فرماتے ہیں :

"جمہوری انتخاب کی مثال بالکل ایسی ہی ہے جیسے دودھ کو بلو کر مکھن نکالا جاتا ہے۔ (کیسی عمدہ مثال دی ہے۔ اس سے تو انکار نہیں۔ نہایت خوبصورت مثال ہے۔ مگر اس سے نتیجہ کیا نکلتا ہے۔ ناقل) اگر دودھ زہریلا ہو تو اس سے جو مکھن نکلے گا قدرتی بات ہے کہ وہ دودھ سے زیادہ زہریلا ہوگا۔ ...... پس جو لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ اگر مسلم اکثریت کے علاقے ہندو اکثریت کے تسلط سے آزاد ہو جائیں اور یہاں جمہوری نظام قائم ہو جائے تو اس طرح حکومت الٰہی قائم ہو جائے گی، ان کا گمان غلط ہے۔ دراصل اس کے نتیجے میں جو کچھ حاصل ہوگا وہ صرف مسلمانوں کی کافرانہ حکومت ہوگی"۔

(گزشتہ حوالہ صفحہ ۱۰۷، ۱۰۸)

یہ کل کی باتیں ہیں۔ آج کی باتیں کچھ اور ہو رہی ہیں۔ کیا دین اسلام اس طرح اپنے رنگ بدلا کرتا ہے؟ کیا کوئی بھی حق کی بات اس طرح پینترے بدل کر، مختلف شکلیں اختیار کیا کرتی ہے؟ پھر فرماتے ہیں :

"یہاں جس قوم کا نام مسلمان ہے وہ ہر قسم کے رطب و یابس سے بھری ہوئی ہے۔ کیریکٹر کے اعتبار سے جتنے ٹائپ کافروں میں پائے جاتے ہیں اتنے ہی اس قوم میں بھی موجود ہیں"۔ (سابقہ حوالہ)

ارتداد کی تعریف

اب میں ارتداد کی تعریف کی طرف توجہ کرتا ہوں۔ علامہ راغب اپنی کتاب "المفردات" میں لکھتے ہیں :

"الارتداد والردة: الرجوع فی الطریق الذی جاء منه ، لکن الردة تختص بالکفر ، والارتداد یستعمل فیه و فی غیره . قال تعالیٰ: ان الذین ارتدوا علیٰ ادبارهم. و قال: یاایهاالذین آمنوا من یرتد منکم عن دینه. و هو الرجوع من الاسلام الی الکفر ......"۔

(حسنین بن محمد المعروف بالراغب الاصفهانی- المفردات زیر لفظ "رد")

یعنی ارتداد اور ردۃ کے معنی ہیں اس راستے کی طرف واپس چلے جانا جس راستے سے کوئی آیا ہو۔ لیکن ردہ کا لفظ کفر کی طرف واپس جانے سے مختص ہے اور ارتداد کا لفظ کفر کی طرف لوٹنے یا کسی اور امر کی طرف لوٹنے کے لئے مشترک ہے۔ جیسے قرآن کریم میں فرمایا: ﴿ان الذین ارتدوا علی ادبارهم﴾۔ نیز فرمایا: ﴿یا ایها الذین آمنوا من یرتد منکم عن دینه﴾۔ یہ دوسری آیت اسلام سے کفر کی طرف لوٹنے کے معنوں میں آئی ہے۔

عظیم حکمت الٰہی

"ارتداد" ایک ایسا لفظ ہے جو محض لازم استعمال ہوتا ہے اور متعدی استعمال ہو ہی نہیں سکتا۔ یعنی مرتد صرف اس کو کہتے ہیں جو خود اعلان کرے کہ میں باہر جا رہا ہوں۔ عربی قواعد کی رو سے یہ اجازت ہی نہیں کہ کوئی دوسرا اس کو مرتد کہہ کر باہر نکال دے۔ مرتد کی اپنی مرضی اس میں شامل ہے۔ ایسا حیرت انگیز لفظ خدا تعالیٰ نے چنا ہے ارتداد کے اظہار کے لئے کہ دوسرے کے دخل سے ہر مسلمان کو آزاد کرتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے بھی ایسی ہی تعریف فرمائی۔ فرمایا :

﴿قل الحق من ربکم . فمن شآء فلیومن و من شآء فلیکفر......﴾ (الکہف : ۳۰)

کہ دیکھو! تمہارے رب کی طرف سے حق آ چکا ہے اب ہر شخص کا اختیار ہے۔ چاہے تو ایمان لائے اور چاہے تو کفر اختیار کرے۔

کسی کو کسی کی تکفیر کا حق نہیں

اور چاہنے کا تعلق دل سے ہے۔ کہیں قرآن کریم نے اجازت نہیں دی کہ چاہو تو فلاں کو مومن قرار دے دو اور چاہو تو فلاں کو کافر قرار دے دو، بلکہ ہر شخص کا اپنا حق رکھا اور اس اعلان کی اجازت دی۔ اب اس اعلان میں کسی جبر کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی کہ ﴿من شآء فلیومن و من شآء فلیکفر﴾۔ اگر ارتداد کی سزا قتل ہے یا کفر کی سزا قتل ہے تو ﴿من شآء﴾ کے کیا معنی رہ جاتے ہیں؟ اپنی مرضی کو ہر شخص خود بتا سکتا ہے۔ پس اگر کسی سے پوچھا جائے کہ تم کافر ہوتے ہو یا مومن رہتے ہو اور وہ کہہ دے کہ میں مومن ہوں، میں مسلمان ہوں، تو چونکہ "شآء" کا تعلق دل سے ہے اس لئے کسی اور کو قرآن اجازت ہی نہیں دیتا کہ اس کے دل کی بات وہ بیان کرے۔

نظریہ قتل مرتد قرآن کریم کی روشنی میں

اسلام جس شاندار مذہبی آزادی کی تعلیم دیتا ہے اس کے متعلق چند آیات آپ کے سامنے رکھنے کے بعد میں ان دلائل کی طرف متوجہ ہونگا جو قتل مرتد کے جواز میں علماء کی طرف سے پیش کئے جاتے ہیں۔

پہلی آیت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

﴿لا اکراه فی الدین قد تبین الرشد من الغی، فمن یکفر بالطاغوت و یومن بالله فقد استمسك بالعروة الوثقیٰ لا انفصام لها. والله سمیع علیم﴾

(سورہ البقرہ : ۲۵۷)

کہ دیکھو! دین کے معاملے میں کسی قسم کا جبر جائز نہیں اور اس کی ضرورت ہی نہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ ہدایت اور گمراہی کا فرق خوب ظاہر ہو چکا ہے۔ قد تبین الرشد من الغی۔ پس جو شخص اپنی مرضی سے نیکی سے روکنے والے کی بات ماننے سے انکار کرے اور اللہ پر ایمان رکھے اس نے ایک مضبوط، قابل اعتماد چیز پر ہاتھ ڈال لیا جو ٹوٹنے کی نہیں، یا وہ ہاتھ اب اس چیز کو چھوڑنے والا نہیں۔

یہ ایک بہت ہی گہری حکمت کی بات پیش کرنے والی آیت ہے۔ یہاں بالکل برعکس مضمون بیان ہوا ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ تمہیں حق ہے کہ لوگوں کو ارتداد اختیار کرنے سے روکو۔ فرمایا کسی کو حق نہیں ہے کہ تمہیں اپنا دین چھوڑنے پر مجبور کرے۔ فرمایا چونکہ حق ظاہر ہو گیا ہے اور دین میں جبر نہیں ہے۔ تم تو جبر نہیں کرو گے کیونکہ خدا کا تمہیں حکم مل چکا ہے کہ دین میں کوئی جبر نہیں ہے۔ لیکن غیر کا جبر بھی نہیں چل سکتا، کیونکہ تم نے حق کو حق سمجھ کر قبول کیا ہے، ایک مضبوط کڑے پر ہاتھ ڈال بیٹھے ہو۔ پس جو طاغوتی طاقتوں کا مقابلہ کرے گا اور ان کے دین میں لوٹنے سے انکار کر دے گا اور اللہ کے ایمان پر قائم رہے گا اس نے گویا ایک مضبوط کڑے پر ہاتھ ڈال دیا۔ "لا انفصام لها" اب یہ تعلق ٹوٹنے کا نہیں۔ یعنی جبر تمہارے خلاف استعمال ہوگا۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ تم ایسے روشن مقام پر فائز ہو کہ کسی طرح بھی اندھیروں کی طرف لوٹ جانے والے نہیں۔

دوسری آیت

﴿و اطیعوا الله و اطیعوا الرسول و احذروا. فان تولیتم فاعلموا انما علیٰ رسولنا البلٰغ المبین﴾

(سورہ المائدہ : ۹۳)

کہ تم اللہ کی بھی اطاعت کرو اور رسول کی بھی اطاعت کرو اور ہوشیار رہو۔ اگر اس تنبیہ کے باوجود بھی تم پھر گئے تو جان لو کہ ہمارے رسول کے ذمہ تو صرف کھول کر بات پہنچا دینا ہے۔ (قتل کرنا نہیں)۔

اگر مرتد کی سزا قتل ہوتی تو اس کا تو فوری جواب یہ ہونا چاہئے تھا کہ ہم نے خوب بات کھول دی ہے۔ اتنی بات کھولنے کے باوجود اگر تم اس دین سے پھر گئے تو یاد رکھو تلوار تمہارا جواب ہے۔ اور تمہاری گردن کاٹی جائے گی۔

تیسری آیت

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ سکیم آف تھنگز (Scheme of Things) یہ نہیں ہے۔ خدا نے دین کا نقشہ بناتے وقت اس میں جبر کو کبھی داخل ہی نہیں ہونے دیا۔ کائنات کی جو تصویر اس کامل مصور نے کھینچی ہے اس میں تو دین اور جبر کا کوئی علاقہ اس نے قائم ہی نہیں ہونے دیا۔ فرمایا :

﴿ولو شآء ربك لآمن من فی الارض کلهم جمیعا. افانت تکره الناس حتیٰ یکونوا مومنین﴾

(سورہ یونس : ۱۰۰)

کہ دیکھو! اگر اللہ چاہتا کہ مومنوں کی تعداد بڑھ جائے، سارے لوگ ایمان لے آئیں تو اس کا چاہنا ہی کافی تھا اور تمام کے تمام بنی نوع انسان فوراً خدا کی چاہت کے ساتھ ہی ایمان لے آتے۔ جب اللہ نے ایسا نہیں چاہا" افانت تکره

الناس" تو اے محمدؐ! کیا تو مجبور کرے گا لوگوں کو وہ ایمان لے آئیں۔

دو اہم اعلان

اس میں دو اعلان ہیں۔ ایک یہ کہ آنحضرت ﷺ سے ہمیشہ کے لئے جبر کے الزام کی نفی فرما دی گئی، کیونکہ محمد مصطفیٰ کا چاہنا تو وہی تھا جو خدا کا چاہنا تھا۔ آپؐ کا کلام خدا کا کلام تھا۔ آپؐ خدا کی منشا کے تابع بات کرتے تھے۔ ﴿قل ان صلوتی و نسکی و محیای و مماتی لله رب العالمین﴾۔ یہ ایک ہی نبی ہے جسے خدا نے بنی نوع انسان کے سامنے یہ اعلان کرنے کی اجازت دی کہ میری ساری قربانیاں، میری تو زندگی اور موت کلیۃً خدائے رب العالمین کی ہو چکی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جب یہ فرمایا کہ اے محمدؐ! میں تجھے بتاتا ہوں کہ میرا منشاء ہے کہ دین میں آزادی ہو اور کسی کو زبردستی مومن نہ بنایا جائے تو" افانت تکرہ الناس" کا کلمہ کسی ناراضگی کا کلمہ نہیں بلکہ پیار کا کلمہ ہے۔ ہم خوب جانتے ہیں کہ تو اب ایسی بات کر نہیں سکتا، کیونکہ تجھے ہمارا منشاء معلوم ہو چکا ہے۔

اور دوسری طرف تمام ان مسلمانوں کے لئے جو بعد کی نسلوں میں آنے والے تھے یہ اعلان تھا کہ اب اگر تم نے دین میں جبر کے عقیدے کی اشاعت کی اور اس کی تلقین کی تو یاد رکھو کہ اللہ اور محمد مصطفیٰ ﷺ کے واضح منشاء کے خلاف ایسا کرو گے۔ اس کے مطابق کبھی ایسا نہیں کرو گے۔

چوتھی آیت

فذکر انما انت مذکر. لست علیهم بمصیطر. الا من تولیٰ و کفر. فیعذبه الله العذاب الاکبر۔

(سورہ الغاشیہ: ۲۲ تا ۲۵)

کہ اے محمدؐ! تو تو نصیحت کرنے والا ہے۔ پس نصیحت کرتا چلا جا۔ تو ان لوگوں پر داروغہ مقرر نہیں ہے۔ یعنی اگر کوئی ایمان لایا تو جس طرح داروغے کی حفاظت میں چیزیں دی جاتی ہیں اور کوئی چیز ضائع ہو جائے تو اس کی جواب طلبی ہوتی ہے، ہم ہرگز تیری جواب طلبی نہیں کریں گے۔ یہاں "داروغہ نہیں ہے" کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ ہم نے تمام بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے تجھے مقرر فرمایا ہے لیکن جبر کے اختیار کو تم سے چھین لیا ہے۔ تو نصیحت کرتا چلا جا۔ اور نہ ماننے والوں کا معاملہ ہمارے ذمہ ہے۔ جو انکار کرے گا، کفر کرے گا تو اس کے لئے عذاب اکبر ہے لیکن جہاں تک تیری ذات کا تعلق ہے تجھ سے ہرگز ان لوگوں کے بارہ میں نہیں پوچھا جائے گا جو انکار کر رہے ہیں۔

علماء کے مزعومہ قرآنی دلائل

اب میں آپ کے سامنے علماء کے چند دلائل پیش کرتا ہوں جو انہوں نے اپنے زعم میں قرآن کریم سے نکال کر نص صریح کے طور پر اپنے عقیدے کی تائید میں پیش کئے ہیں۔

علماء کی پہلی دلیل:

پہلی مزعومہ و مبینہ قرآنی دلیل جو علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی نے پیش کی ہے ان کی ایک ہی دلیل ہے۔ اپنے رسالہ "الشہاب" میں اپنے استدلال کی بنیاد اس آیت پر رکھتے ہیں:

﴿و اذ قال موسیٰ لقومه انکم ظلمتم انفسکم باتخاذکم العجل فتوبوا الی بارئکم فاقتلوا انفسکم ذالکم خیر لکم عند بارئکم فتاب علیکم انه هو التواب الرحیم﴾ (البقرہ: ۵۵)

یعنی اے قوم بنی اسرائیل! تو نے بچھڑے کو معبود بنا کر اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ تم اب خدا کی طرف رجوع کرو۔ پھر اپنے آدمیوں کو قتل کرو۔

اس آیت کا یہ ترجمہ کر کے اس کو قتل مرتد کے عقیدے کی تائید میں پیش کرتے ہوئے یہ تمہید باندھتے ہیں:

"یوں تو قرآن کریم کی بہت سی آیات ہیں جو مرتد کے قتل پر دلالت کرتی ہیں لیکن ایک واقعہ جماعت مرتدین کے بحکم خدا قتل کئے جانے کا ایسی تصریح اور ایضاح کے ساتھ قرآن میں مذکور ہے کہ خدا سے ڈرنے والوں کے لئے اس میں تاویل کی ذرہ گنجائش نہیں"۔

گویا جو آیتیں میں نے تلاوت کر کے آپ کو سنائی ہیں ان میں (نعوذ بالله من ذالك) خدا سے ڈرنے والوں کے لئے بہت گنجائشیں موجود ہیں، لیکن اس واقعہ میں کوئی گنجائش نہیں رہی۔

"نہ وہاں محاربہ ہے، نہ قطع طریق، نہ کوئی دوسرا جرم۔ صرف ارتداد اور تنہا ارتداد ہی وہ جرم ہے جس پر حق تعالیٰ نے ان کے بے دریغ قتل کا حکم دیا ہے......"۔

یعنی آنحضرت ﷺ کے زمانے کا کوئی واقعہ ان کو نہیں ملتا۔ نہ ان کے نزدیک قرآن کریم بیان کرتا ہے۔ حضرت موسیٰ کی قوم کا ایک واقعہ ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے اس پر یہ قتل مرتد کے عقیدے کی بناء باندھ رہے ہیں اور لکھتے ہیں:

"فاقتلوا انفسکم" میں "انفسکم" کے معنے وہ ہی ہیں جو "ثم انتم هؤلاء تقتلون انفسکم" میں ہیں۔ اور قتل کو اپنے اصلی اور حقیقی معنے سے (جو ہر طرح قتل کو خواہ لوہے سے ہو یا پتھر سے شامل ہے) پھیرنے کی کوئی وجہ موجود نہیں...... اس حکم کا نتیجہ جیسا کہ ایک روایت میں ہے یہ ہوا کہ کئی ہزار آدمی جرم ارتداد میں خدا کے حکم سے موسیٰ علیہ السلام کے سامنے قتل کئے گئے اور صورت حال یہ ہوئی کہ قوم میں سے جن لوگوں نے بچھڑے کو نہیں پوجا تھا ان میں سے ہر ایک نے اپنے اس عزیز و قریب کو جس نے گوسالہ پرستی کی تھی اپنے ہاتھ سے قتل کیا"۔

اس کی انہوں نے دلیل نہیں دی۔ میں آگے چل کر جب آیت پر بحث کروں گا تو آپ حیران ہونگے کہ کس طرح انہوں نے آیت کے مضمون سے کھلا کھلا انحراف کیا ہے۔

"یہ واضح رہے کہ یہ مقتولین سزا قتل دیئے جانے سے قبل ایک طرح کی توبہ بھی کر رہے تھے...... لیکن اس توبہ نے بھی ان کو دنیا کی عقوبت سے نہیں بچایا...... کہا جا سکتا ہے کہ یہ واقعہ موسوی شریعت کا ہے۔ امت محمدیہ کے حق میں اس سے تمسک نہیں کیا جا سکتا لیکن آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ پہلی امتوں کو جن شرائع اور احکام کی ہدایت کی گئی ہے۔ اور قرآن نے ان کو نقل کیا ہے وہ ہمارے حق میں بھی معتبر ہیں۔ اور ان کی اقتداء کرنے کا امر ہم کو بھی ہے، جب تک کہ خاص طور پر ہمارے پیغمبر یا ہماری کتاب اس حکم سے علیحدہ نہ کر دیں...... پس اسی قاعدہ سے بنی اسرائیل کے مرتدین کو قتل کئے جانے کے حکم میں بھی تعلیم ہم ہی مسلمانوں کی ہوگی"۔

(مولوی شبیر احمد عثمانی۔ الشہاب لرجم الخاطف المرتاب۔ قاسمی پریس دیوبند، انڈیا۔ ناشر مولوی محمد طیب و مولوی محمد طاہر۔ صفحہ ۱۵ تا ۱۹)

مسخ حقائق

یہ جو دعویٰ کیا ہے کہ قرون خالیہ کے جن احکام و شرائع کا قرآن کریم میں ذکر ملتا ہے، جب تک قرآن کریم ان پر عمل سے کھلے طور پر منع نہ فرما دے اس وقت تک وہ ہماری شریعت کا حصہ بن جاتے ہیں، بالکل غلط اور بے بنیاد بات ہے۔ ایک تاریخی حقیقت کو توڑ مروڑ کر پیش کیا گیا ہے۔ اور وہ حقیقت یہ ہے کہ جب تک قرآن کریم کی تعلیم مکمل نہیں ہوئی تھی، جب تک شریعت اپنی پوری شکل میں نازل نہیں ہوئی تھی اس وقت تک آنحضرت ﷺ کا یہ دستور تھا کہ اگر قرآن میں کسی خاص مسئلے کے متعلق کوئی حکم نازل نہ ہوا ہو تو گزشتہ کتب سے نظیر پکڑا کرتے تھے۔

(مسلم کتاب الفضائل، باب فی سدل النبی ﷺ شعرہ)

اور جن امور کے بارہ میں قرآن کریم میں نص صریح نازل ہو چکی ہو ان میں ہرگز کبھی ایک دفعہ بھی آنحضرت ﷺ نے امت مسلمہ کے لئے گزشتہ کتب سے کوئی نظیر نہیں پکڑی۔ قتل مرتد کا کوئی ذکر قرآن کریم میں، مرتد کے ذکر کے باوجود بھی موجود نہیں۔ مرتد کے بارہ میں تفصیلی تعلیمات موجود ہیں۔ بکثرت ذکر موجود ہے۔ جب قرآن نے مرتد کے موضوع پر لب کشائی فرمائی اور قتل کا ذکر نہ فرمایا تو یہ استدلال نہایت کج استدلال ہے کہ قرون خالیہ میں کسی واقعہ کا ذکر موجود ہے اور اس کا انکار نہیں کیا گیا اس لئے ہم اس سے نظیر پکڑتے ہوئے اسے شریعت کا حصہ بنا لیں گے اور یہ ہم پر فرض ہے۔ یہ بات بالکل غلط ہے۔ سنت کے بالکل خلاف ہے۔ ہمیشہ بلا استثناء جب کسی موضوع پر حکم نہیں ملتا تھا اس وقت آنحضرت ﷺ پرانی امتوں یعنی تورات کی تتبع کیا کرتے تھے۔ جب اس موضوع پر حکم آ جاتا تھا تو ہرگز اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے تھے۔

اور اب دوسرے استدلال کا قصہ سنئے اور دیکھئے کہ مرتد کی سزا کا موضوع ہے بھی کہ نہیں۔ عثمانی صاحب درج ذیل آیت کریمہ پیش کرتے ہیں: ﴿ولما سقط فی ایدیهم و راٰوا انهم قد ضلوا قالوا لئن لم یرحمنا ربنا و یغفرلنا لنکونن من الخاسرین﴾۔ (الاعراف: ۱۵۰)۔ یعنی جب وہ معاملہ ان کے ہاتھ سے جاتا رہا اور انہوں نے خوب کھول کر یہ بات دیکھ لی کہ وہ گمراہ ہو گئے اور غلطی کی تھی تو انہوں نے کہا اگر خدا تعالیٰ ہم پر رحم نہ فرمائے اور ہماری بخشش نہ کرے یا ہم پر رحم نہ فرماتا اور ہماری بخشش نہ کرتا تو ہم یقیناً گھاٹا پانے والوں میں سے ہوتے۔ اور پھر استدلال فرماتے ہیں کہ:

"دیکھو! باوجود اس کے کہ انہوں نے توبہ کر لی، باوجود اس کے کہ ان کی مغفرت ہو گئی پھر بھی قتل کا حکم جاری فرما دیا"۔ (مجلہ الشہاب صفحہ ۱۸)۔

گویا مولوی صاحب کے نزدیک گھاٹا پانے والوں کی یہ تعریف ہے۔

حادثہ کے بارہ میں قرآن میں مذکور تفاصیل

اب پورا واقعہ قرآن کریم کے پیش کردہ سیاق و سباق کی روشنی میں سنئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿واذ وٰعدنا موسی اربعین لیلة ثم اتخذتم العجل من بعده و انتم ظلمون. ثم عفونا عنکم من بعد ذالك لعلکم تشکرون. و اذ اتینا موسی الفرقان لعلکم تهتدون. و اذ قال موسی لقومه یٰقوم انکم ظلمتم انفسکم باتخاذکم العجل فتوبوا الی بارئکم فاقتلوا انفسکم ذالکم خیر لکم عند بارئکم فتاب علیکم. انه هو التواب الرحیم﴾۔ (البقرہ: ۵۲ تا ۵۵)۔

یعنی اس وقت کو یاد کرو جب ہم نے موسیٰ سے چالیس راتوں کا وعدہ کیا۔ پھر تم نے اس کے چلے جانے کے بعد ظالم بن کر بچھڑے کو معبود بنا لیا۔ پھر ہم نے اس کے بعد بھی تمہیں معاف کر دیا تاکہ تم شکر گزار ہو۔

یہ معافی اور عفو کا سلوک مولوی عثمانی صاحب کے نزدیک یہ تھا کہ ایک طرف کہا کہ ہم تمہیں معاف کر رہے ہیں اور دوسری طرف سے قتل کا حکم دے دیا اور گویا وہ شکر ادا کرتے کرتے قتل ہو گئے کہ اے خدا! تیرے بڑے ہی ممنون ہیں۔ تو نے کمال معاف کر دیا۔ کسی انسان سے ایسا عفو ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔ ایسی مغفرت کبھی سننے میں بھی نہیں آئی تھی کہ زبان سے عفو کا حکم جاری ہے اور اشارے یہ ہو رہے ہیں کہ ان کو قتل کرتے چلے جاؤ۔ اس سے بڑا عفو ممکن نہیں۔

پھر فرماتا ہے اور اس وقت کو بھی یاد کرو جب ہم نے موسیٰ کو کتاب یعنی تورات اور فرقان یعنی معجزات دیئے تاکہ تم ہدایت پاؤ اور اس وقت کو بھی یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم تم نے بچھڑے کو معبود بنا کر اپنی جانوں پر بہت ہی ظلم کیا ہے۔ پس اللہ سے توبہ کرو اور توبہ کے بعد اپنے نفسوں کو قتل کرو۔ یہ بات تمہارے پیدا کرنے والے کے نزدیک تمہارے حق میں بہت اچھی ہے۔ (جب تم نے ایسا کر لیا) تب اس نے تمہاری طرف فضل کے ساتھ پھر توجہ کی۔ وہ یقیناً اپنے بندوں کی طرف بہت توجہ کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

یہ آخری آیت وہ آیت ہے جس کا غلط ترجمہ کر کے آپ کے سامنے پیش کیا گیا ہے حالانکہ یہاں "فاقتلوا انفسکم" میں مذکور "انفسکم" وہی "انفسکم" ہیں جن کا ذکر "ظلمتم انفسکم" میں ہوا ہے۔ سو "فاقتلوا انفسکم" سے مراد یہ ہے کہ ظلم کرنے والا اپنے نفس کو قتل کرے۔ کہیں بھی ہرگز یہ نہیں لکھا کہ ایک دوسرے کو قتل کرو۔ بلکہ جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا ان کو مخاطب کر کے کہا جا رہا ہے کہ جن جانوں پر تم نے ظلم کیا ہے ان کو قتل کر دو۔

"قتل نفس" کا مفہوم

اور قتل نفس کا یہاں مطلب عربی لغت کی رو سے واضح طور پر یہ ہے کہ گریہ وزاری اور Penance کے ذریعہ، توبہ واستغفار کے ذریعہ اپنے نفس امارہ کو کچلو۔ ایک ظلم تم نے کیا شرک کر کے۔ اب شرک کے اثر مٹانے کے لئے دوسرا ظلم یہ کرو کہ اپنے نفس کو توجہ دلاؤ، بار بار توبہ واستغفار کرو۔

علامہ شبیر عثمانی صاحب کو یہ واضح بات سمجھ نہیں آ رہی کہ ایک ایسی بات کی ہے جس کا قرآن سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ ان کو یہ بات تو سمجھ آگئی کہ جنہوں نے خود ظلم کیا ہے وہ اپنے آپ کو کس طرح قتل کریں گے؟ خود کشیاں کر لیں توبہ کے بعد؟ اس کا حل یہ بتایا کہ ان کو حکم یہ تھا کہ تم لوگوں میں سے جن لوگوں نے گناہ نہیں کیا وہ باقی ان سب کو قتل کر دیں جنہوں نے گناہ کیا ہے۔ یعنی جو اپنے دین پر قائم رہے وہ مرتدین کو قتل کر دیں۔ حالانکہ قرآن کریم مخاطب ہی ان کو کر رہا ہے جنہوں نے ظلم کیا تھا اور کہیں بھی کسی آیت میں بھی سارے مضمون میں جہاں جہاں بھی بیان ہوا ہے ان لوگوں کا کوئی ذکر ہی نہیں جنہوں نے گناہ

بقیہ صفحہ ۱۸ پر ملاحظہ فرمائیں

سو سال پہلے

تاریخ احمدیت سے ایک ورق

۱۸۹۷ء پر ایک اجمالی نظر

از قلم: حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ایک بزرگ صحابی حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ عنہ نے روئیداد جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء کے عنوان سے ایک نہایت ہی مفید اور حد درجہ دلپذیر اور ایمان افروز رپورٹ مرتب کر کے شائع فرمائی تھی۔ جس میں اس جلسہ کے موقع پر ہونے والی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تین تقاریر کے علاوہ حضرت الحاج مولانا نورالدین رضی اللہ عنہ اور حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ کی تقاریر بھی شائع کی گئی ہیں۔

اس رپورٹ کے آغاز میں حضرت عرفانی صاحبؓ نے ۱۸۹۷ء کے اہم واقعات کا اختصار کے ساتھ نہایت روح پرور ذکر فرمایا ہے۔ آج جبکہ اس دور میں بھی سو سال پہلے کے حالات دہرائے جا رہے ہیں ہم حضرت عرفانی صاحبؓ کی رپورٹ کا یہ حصہ قارئین الفضل انٹرنیشنل کے ایمان کی تازگی اور روح کی شادابی کی غرض سے پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ (مدیر)

”.......... اگرچہ یہ پچھلے سال بہت سی برکتوں اور نصرتوں کے سال تھے مگر ۱۸۹۷ء اپنی ہیئت اور شکل میں جیسا مبارک سال اور کامیابیوں کا سال اس مشن کے لئے گزرا ہے اور کسی کے لئے کیا ہوگا۔ چونکہ ہمارے ملحوظ خاطر خصوصیت کے ساتھ ۱۸۹۷ء ہی کے مفصل رپورٹ زیر نظر ہے اس لئے اس مضمون کو ہم مختلف عنوانوں کے تحت لکھیں گے۔

عام حالت

۱۸۹۷ء اپنی نوعی حالت کے لحاظ سے اور عام حیثیت سے اسباب پرست اور آسمان پر نظر نہ کرنے والے گروہ کے نزدیک بہت کچھ مصیبتوں اور کلفتوں کا سال تھا اور اسی لئے اس کو عام الحزن کہا۔ ملک اور دنیا کے کسی حصہ میں کسی نہ کسی پاش پاش کرنے والے حملہ کا اندیشہ رہا ہے۔ قحط، وبا، زلزلے، عالم آشوب جنگیں غرض بہت سے قسم کے شدائد و مصائب حملہ آور رہے اور بہت سی خلق تباہ ہو کر دوسروں کے لئے موجب عبرت ہوئی۔ مرنے والوں کی لاشیں اور ہلاک ہونے والوں کی چیخوں سے بہ آواز بلند یہ صدا آتی تھی کہ من نکردم شما حذر بکنید۔ عام طور پر لوگ آسمانی مصیبتوں اور بلاؤں کے وقت رہائی اور مخلصی کے لئے اول ترین تدبیر یہ سوچتے ہیں کہ جس طرح ہو سکے بھاگ کر اس سے پناہ لیں۔ اور چونکہ بالکل دنیا ہی کے کیڑے بنے ہوئے ہوتے ہیں اس لئے دنیاوی تدابیر اور انسداد پر امید اور بھروسہ کر بیٹھتے ہیں اور آسمان تک نظر اٹھتی بھی نہیں۔ عقلمند وہ ہے جو مصیبت اور بلا میں گرفتار ہونے سے پیشتر ان سے بچنے کی تدابیر کرے اور تدابیر مناسب اور موزوں وہ ہو سکتی ہیں جب ان اسباب پر اول غور کر لی جاوے جو اس کی آمد کا موجب ہوتے ہیں۔ کیونکہ جب تک تشخیص کامل طور پر نہ ہو لے، اسباب اور علامات پر پورا غور نہ کر لیا جاوے کوئی علاج کیوں نہ کیا جائے مفید نہیں پڑ سکتا۔ ایسا ہی دانشمند انسان کا فرض ہونا چاہئے کہ جب کبھی وہ ایسی مصیبتوں کو اترتا دیکھے وہ فی الفور اس کے اسباب پر غائر نظر کرنے کی فکر میں ہو جائے۔

یہ تو ایک مسلم بات ہے کہ وبائیں، بلائیں، قحط اور دنیا کو اور اور رنگوں میں ہلاک کر دینے والی مصیبتیں عالمگیر اور عذاب الٰہی ہوتی ہیں اور انسان کا کانشنس بول اٹھتا ہے کہ یہ معمولی تکلیف اور عارضہ نہیں بلکہ آسمانی ہیبت اور رعب اپنے اندر رکھنے والا عذاب ہے جو ضرور بالضرور خدا تعالیٰ کے جلال کے اظہار کے لئے کسی مرد پاک کی عظمت کو قائم کرنے کے لئے تمرد اور سرکشی کے لازمی نتیجے کی صورت میں اترا ہے۔ چنانچہ ہم اس امر کی صراحت اور توجیہہ قرآن کریم میں (جو خدائے علیم و رحیم کی مقدس کتاب ہے اور جو کتب قیمہ کا مجموعہ ہے) یوں پاتے ہیں ”وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا“ یعنی عذاب الٰہی کے نزول کے لئے یہ ضروری ہے کہ رسول مبعوث ہو کر آئے۔ کسی قوم اور ملک پر کبھی عذاب نہیں آتا جب تک کہ اس میں کوئی نذیر آکر آنے والے دردناک عذاب سے نہ ڈراوے۔ بعثت رسول اور عذاب الٰہی دو لازم و ملزوم امر ہیں۔ پس جس وقت آسمان پر عذاب کے آثار نظر آویں اور زمین کی حالت خطرناک دکھائی دے ایک تڑپتے ہوئے دل اور لرزتی ہوئی روح کے ساتھ انسان اس تلاش میں لگ جاوے کہ وہ عذاب الٰہی کا مظہر اور موجب بھی کہیں تو آیا ہوگا۔

اس موقع پر تدبر سے کام نہ لینے والا جلد باز یہ اعتراض کر سکتا ہے کہ رسول جو مبعوث ہو کر آتا ہے وہ تو رحمت اللہ کا مظہر اور انعام الٰہی کا موجب ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کے ہوتے تو خدا تعالیٰ کو اس کی خاطر بہت منظور اور عزیز ہوتی ہے پھر عذاب الٰہی کیوں نازل ہوتا ہے۔ ہم نے اس پر خوب غور کیا ہے اور اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ جو لوگ مامور من اللہ ہو کر آتے ہیں نفس الامر میں وہ رحمت الٰہیہ کا مظہر ہوتے ہیں اس وقت خدا تعالیٰ زمین کی طرف خاص نظر سے توجہ کرتا ہے۔ باب السماء کھولے جاتے ہیں اور آسمان زمین کے بہت ہی قریب ہو جاتا ہے۔ مگر اس میں دو ہی خاصے اسوقت موجود ہوتے ہیں ایک تو یہ کہ اس قریب آسمان کی وجہ سے اگر اہل زمین کی دلی حالت میں تبدیلی واقع ہو جاوے اور وہ خدا تعالیٰ کی دی ہوئی قوتوں سے کام لے کر فرستادہ حق کی تلاش میں مصروف ہو کر اس کو پالیں تو پھر انعام اللہ کے مورد بن جاتے ہیں اور اگر استہزاء اور سرکشی سے کام لیں تو پھر ہلاک اور بھسم کر دینے والا دردناک عذاب نازل ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ غیرت و رحمت الٰہی نزول کے لئے ہمہ تن تیار ہوتی ہے اور یہی وجہ ہے کے ایسے وقت میں ایک لحہ عبادت اور خداجوئی کا ہزار ہا سال سے بہتر ہوتا ہے اور ساتھ ہی تھوڑا سا تمرد بھی ہلاکت کا موجب ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ ہر صورت سے خدا تعالیٰ کو اپنے بندے کی خواہش منظور ہوتی ہے ان کی خوشی خدا کی خوشی اور اس کا رنج خدا کا رنج ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے عرش دل پر آباد ہوتا ہے۔

دوسرا راز اور سر ماموروں کی بعثت کے وقت عذاب الٰہی کے نزول میں یہ ہے کہ ان لوگوں کی بعثت اس وقت ہوتی ہے جب دنیا والوں کی شوخیاں اور شرارتیں اپنے انتہائی مرکز پر پہنچ جاتی ہیں۔ اور ہر طرف کفر اور شرک کی ظلمت اور ضلالت کی شب تار چھا جاتی ہے۔ اس گھٹا ٹوپ اندھیرے کے وقت آسمان سے ایک نور اترتا ہے جو دنیا والوں کو روشنی اور اجالے میں لاتا ہے اور ان کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ چونکہ ان کی بے باکیاں اور شوخیاں اس مامور کی بعثت کا باعث ہوتی ہیں اس لئے خدا تعالیٰ اس مامور کے ذریعہ اہل دنیا کو متنبہ کرتا ہے کہ چونکہ تمہاری شوخیاں اور شرارتیں حد سے تجاوز کر گئی ہیں اور اب اس قابل نہیں رہیں کہ ان پر توجہ نہ کی جاوے اسی لئے قبل از وقت تم کو اس مامور کے ذریعہ مطلع کیا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ سے صلح کر لو ورنہ نتیجہ اور انجام اچھا نہ ہوگا۔ اب اس مقام پر غور کرنے والا دل نہایت آسانی اور سہولت سے سمجھ سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا یہ تو فضل عمیم تھا کہ بجائے اس کے کہ ان کی بدکاریوں کی پاداش میں ان پر عذاب نازل کرے ایک ہمدرد اور خیر خواہ کے ذریعہ ان کی خبر دی کہ تمہارے ہاتھ اور تمہاری کرتوتیں تمہارے لئے اس قسم کا سامان کر چکی ہیں۔ اب اگر چاہتے ہو کہ بچ جاؤ تو توبہ اور استغفار میں لگ جاؤ۔ ورنہ نتیجہ اچھا نہیں ہوگا۔ پس یہ مامور دو خواص اپنے اندر رکھتا ہے۔ انذار اور ابشار کا۔ نذیر تو اس لئے ہوتا ہے کہ آنے والے عذاب کی خبر دیتا ہے اور بتلا دیتا ہے کہ تمہاری کرتوتیں رنگ لایا چاہتی ہیں۔ اور بشیر اس پہلو سے ہوتا ہے کہ صلح اور رجوع الی الحق پر اس عذاب سے بچ جانے کی بشارت دیتا ہے۔ اس امر کو ہم ثابت کرنے کی کوئی کوشش نہیں کرنا چاہتے کہ ان کی یہ باتیں کہاں تک وزن دار ہیں اور قابل وقعت ہوتی ہیں کیونکہ صدہا کیا ہزارہا اور بے انتہا ماموران من اللہ کی تاریخ شہادت دینے کو موجود ہے۔ اور عام طور پر اس کے خلاف کوئی دلیل بھی ہم نہیں پاتے۔ پھر کیوں ہم تحصیل حاصل کی کوشش کریں۔

قرآن کریم پر تدبر کرنے سے یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ مامور من اللہ کی بعثت پر الٰہی عذاب آتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”وما ارسلنا فی قریة من نبی الا اخذنا اھلھا بالباساء والضراء لعلھم یضرعون“ یعنی عذاب الٰہی کے نزول کی فلسفی یہی ہے کہ جب کسی قریہ میں کوئی مامور آتا ہے تو اس بستی کے رہنے والوں کو بیدار کرنے کے لئے شدائد اور مصائب بھی بھیجے جاتے ہیں۔ یہ عذاب اور بلیات سماوی دراصل خشوع و خضوع پیدا کرنے والے ملائکہ ہوتے ہیں۔ پس یہ ایک ضروری امر ہے کہ کسی مرد خدا کی بعثت پر عذاب الٰہی آوے لیکن وہ عذاب مشروط ہوتا ہے توبہ اور استغفار سے۔ اس لئے ہر شخص کو موقعہ مل سکتا ہے کہ وہ اس آنے والے عذاب سے اپنے آپ کو بچالے۔ اور خدا کا رحم بہت جوش میں ہوتا ہے اس لئے انسان کا ذرا سا رجوع بھی اس کے لئے سپر اور نجات کا موجب ہو جاتا ہے۔ پس کیسے مبارک ہیں وہ لوگ جو خدا سے مغفرت چاہتے ہیں اور اس کی رضاجوئی کی راہوں پر چلنے کے لئے اس کے فرستادہ کی عزت، و عظمت کو دل میں جگہ دیتے ہیں اور ہلاکت ہے ان پر جو آنکھیں رکھتے ہیں پر دیکھتے نہیں، دل رکھتے ہیں پر نہیں سمجھتے

اب اس قدر بیان کے بعد یہ سمجھ میں آنا مشکل نہیں معلوم ہوتا کہ کیوں عذاب آتا ہے؟ اور مامور من اللہ سے اس کا کیا رشتہ ہے۔ پس ۱۸۹۷ء میں جو عام طور پر وباء اور قحط اور دوسرے مصائب و شدائد کا حربہ سال بھر تک برابر چلتا رہا یہ اسی سنت اللہ کا نتیجہ ہے جو لا تبدیل اور لا تحویل ہے۔ ہم نے ان بلاؤں کے نزول پر اور خصوصاً طاعون وغیرہ وباء کی دردانگیز مصیبت پر جب اپنے خیالات کو وسیع کیا تو یہ امر ہماری سمجھ میں آیا کہ یہ بات تو ہے ہی کہ ایک مامور نے دعویٰ کیا۔ خدا کا پیغام پہنچایا۔ عقل کے اندھوں اور کوتاہ اندیش نادانوں نے مخالفت کی استہزا کیا۔ اس وقت اس زمانہ کے مامور اور مجدد کے دل سے بے اختیار وباء کے لئے ایک صدا نکلی یہ صدا حمامة البشریٰ کی آخیر نظم میں جہاں موجودہ زمانہ کی حالت پر ریویو فرمایا ہے۔ عربی شعر میں اس طرح درج ہے ۔

فلما طغیٰ الفسق المبید باھله
تمنّیت لو کان الوباء المتبر
فان ھلاك النفس عند اولی النھیٰ
احب و اولی من ضلال یخسر

اس صدا کا نکلنا تھا کہ اسی سال سے قریباً ایسے آثار ظاہر ہونے لگے۔ غرض جہاں تک ہمارا خیال ہے چونکہ ایک صادق کے منہ سے نکلی ہوئی بات پوری ہوئی ہے اس لئے دعائیں ہی اس عذاب اور بلا کے دور ہونے کا موجب ہونگی اور ہمارے دل میں یہی یقین راسخ ہے کہ اس مرد خدا کی تضحیک اس عذاب کا باعث ہوئی ہے اور اس کے ساتھ صلح ہی اس کے دور ہونے کا موجب ہوگی۔ لہذا یہ موقع ہے مخلصی چاہنے والی روحوں کے لئے۔

۱۸۹۷ء کی عالمگیر مصائب کی وجہ بیان کر چکنے کے بعد اب ہم ان واقعات پر بحث کرتے ہیں جو کھلے کھلے طور پر اس مشن کی عزت افزائی اور کامیابی کا موجب ہوئے ہیں اور یہ کہ اوپر کہیں کہہ آئے ہیں مختلف عنوانوں کے تحت ہیں۔

نشانات یعنی پیشگوئیوں کا پورا ہونا

شروع سال سے مبارک زمانہ شروع ہوا۔ اور وہ وقت آگیا کہ خدا زور آور حملوں سے اپنے نذیر کی سچائی کو ظاہر کرے۔ چنانچہ مارچ ۱۸۹۷ء کی ۶ تاریخ کو عید کے دوسرے روز لیکھرام پشاوری دردناک موت سے ہلاک ہوا۔ اور پیشین گوئی جو براہین احمدیہ میں درج ہو کر ایک فتنہ عظیمہ کی خبر دے رہی تھی پوری ہوئی۔ اس پیشین گوئی کا ذکر متعدد کتب اور رسالجات میں اور اشتہاروں میں ہو چکا تھا اور ہر ایک قوم کے شریف کو اس کا علم تھا۔ غرض جو کچھ کہا گیا تھا لفظاً لفظاً پورا ہوا۔ والحمدللہ علی ذالك

اس وقت سے پیشینگوئی کے پورا ہونے کا سلسلہ بڑے زور سے شروع ہوا۔ اس ہیبتناک موت پر ہندو کمیونٹی میں ایک شور عظیم برپا ہوا اور ہر طرح سے کوشش کی گئی کہ کسی طرح پر اس راستباز کے پاک دامن کو ناپاک خون سے ملوث کریں مگر وہ دامن جس سے بادشاہ برکت ڈھونڈنے والے تھے کیونکر اس سے داغدار ہو سکتا تھا۔ آخر زبردست حملوں اور کوششوں کے بعد بھی راستباز، راستباز ہی ثابت ہوا اور کوتاہ اندیش مخالف خدا سے لڑنے والے ٹھہرے۔ اس امر کا تذکرہ فضول ہے کہ آریہ قوم اور نام کے مسلمانوں اور عیسائیوں نے اپنی متفقہ کوشش سے جو کچھ، خلاف کاروائیاں کیں اس سے وہ ذرا بھی فائدہ نہ اٹھا سکے۔ اس پیشین گوئی کے

ضمن میں وہ پیشینگوئی بھی پوری ہوئی جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۵۶ اور ۵۵۷ میں درج ہو چکی تھی اور چمکدار نشان کے لوازم پورے ہوئے۔ یعنی ۸؍ اپریل ۱۸۹۷ء کو حضرت اقدس کے مکان کی تلاشی اس چمکدار نشان کے متعلق ہوئی۔ اور نہ صرف یہی ہوا بلکہ مخالفین کی روسیاہی کے اظہار کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ ایک سامان پیدا کر دیا جو نیک دل اور پاک طبیعتوں کے لئے ایک اعلیٰ درجہ کا نشان اور تازگی یقین کا باعث ہوا اور لوگ جو سفاہت اور جہالت سے اس پیشین گوئی سے اعراض کیا کرتے تھے جو امام الزمان کے مبارک لبوں پر فصاحت کے اجرا کے متعلق ہے اور جو عربی تصانیف کی صورت میں پوری ہوئی تھی اور کہا کرتے تھے کہ عربی لکھنے والوں کی کمیٹی ہے اور پیشینگوئیوں کے لئے آلات نجوم و جفر رکھے ہوئے ہیں۔ آخر اس تلاشی نے بتلا دیا کہ ہمارے مخالف کہاں تک جھوٹ بولنے میں دلیر اور ہوشیار ہیں۔

اسی پیشینگوئی کے ضمن میں ایک اور ہیبت ناک مگر روشن اور بین نشان ظاہر ہوا۔ وہ یہ کہ ہمارے سید و امام جناب مرزا صاحب نے بذریعہ اعلان مشتہر کیا تھا کہ اگر آریہ لوگ ہماری سازش سے لیکھرام کی خارق عادت موت قرار دیتے ہیں تو کوئی دل گردہ والا آریہ اسی پر قسم کھائے پھر اگر وہ ایک سال کے اندر ایسی ہیبت ناک موت سے ہلاک نہ ہو جس میں انسانی سازش اور ہاتھ کا احتمال تک بھی نہ ہو تو مجھے قاتل سمجھا جائے۔ ایک بیباک اور شوخ نوجوان کو آمادہ کیا گیا جو اپنی شوخی اور بیباکی کی وجہ سے اپنے عہدہ سے برطرف ہوا اور آخر رکیک اور بے جا حجتوں سے دم دبا کر بھاگ گیا۔ اس پیشینگوئی کے ضمن میں راج اندر سنگھ ایڈیٹر خالصہ بہادر کو دعوت دی گئی مگر مومن کا مقابلہ کرنے والا کون؟ آخر مقابلہ کو نہ نکل سکتا تھا اور نہ نکلا۔ یہ نشان چونکہ اس مامور من اللہ کی ہی تائید اور صداقت کے لئے تھے اس لئے وہ نشان جو خارجی طور پر دوسروں کے ذریعہ ظاہر ہوئے اور ان سے بھی اسی راستباز کی تصدیق ہوئی تھی۔ ہم ان کو ذیل میں اگر بیان کر دیں تو کچھ حرج نہ ہوگا چنانچہ ایک شخص فقیر محمد ساکن سیالکوٹ اور ایک عفیفہ پارسا نے اپنی الہامی شہادتیں پیش کیں جو شائع ہو چکی ہیں۔

چودھویں صدی کے بزرگ کے متعلق جو نشان ظاہر ہوا وہ بھی توجہ کرنے والوں اور سمجھنے والوں کے لئے کچھ کم نہ تھا۔ راولپنڈی کے چودھویں صدی نام اخبار میں حضرت اقدس کے اشتہار متعلقہ سفیر روم پر بہت کچھ استہزاء کیا گیا تھا جس پر مرد خدا نے یکم جولائی ۱۸۹۷ء سے جولائی ۱۸۹۸ء تک کی یک سالہ میعاد کا اشتہار جاری کیا جو رجوع سے مشروط تھا۔ آخر بزرگ موصوف نے بذریعہ چودھویں صدی ہی ان آثار اور علامات کو دیکھ کر اور محسوس کر کے توبہ کی درخواست کی جو اس کریم النفس امام نے منظور کی۔ اس کا رجوع کرنا اور پھر آثار اور نشانات کو دیکھ کر رجوع کرنا آسان امر نہ تھا۔ مگر یہ خدا کے ہاتھ کی چمکار تھی اور اسی علیم و خبیر کی باتیں تھیں جو پوری ہوئیں۔

مخالفوں کو مباہلے کے واسطے بلایا گیا مگر کسی کو حوصلہ اور سکت نہ ہوئی۔ آخر قصور والا مولوی ذرا آگے نکلا اور بس ہاں کرنے میں ہی مارا گیا اور بہت جلد ہلاک ہوا۔ اس طرح پر یہ سب نشانات ٹھیک اسی طرح پورے ہوئے جس طرح خدا تعالیٰ کے برگزیدہ کے ہونٹوں سے نکلے تھے۔ ان نشانات میں ایک عظیم الشان لیکن دل ہلا دینے والا اور روح کو تڑپا دینے والا نشان بھی تھا جو الہام "انی مهين من اراد اهانتك" کی صورت میں ایک عرصہ سے ہو چکا تھا۔ اس کا نظارہ نادان ملا مکفر کو ایک جم غفیر کے روبرو کرسی مانگ کے دیکھنا اور دکھانا پڑا۔ ان تمام نشانات پر پاک دل غور کر کے سبق سیکھ سکتے ہیں اور صداقت کا کھوج لگا سکتے ہیں۔ لیکن جن کے دل ضد اور تعصب کے گھن سے ضائع ہو چکے ہیں وہ سمجھنے کی طاقت کہاں سے لائیں گے۔

تالیف کتب

اس سال میں پچھلے سالوں کی نسبت کتابیں بہت زیادہ تالیف کی گئیں۔ چنانچہ انجام آتھم، حجۃ اللہ، سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب، استفتاء، سراج منیر اور کتاب البریہ کی تالیف کا سلسلہ بھی اسی سال میں شروع ہوا جن میں سے انجام آتھم اور حجۃ اللہ عربی زبان میں لکھی گئیں۔ یہ کتابیں صرف کثیر سے شائع ہوئیں جن پر دو ہزار روپیہ سے کیا کم لاگت آئی ہو گی۔ اب کیا کوئی دانشمند کہہ سکتا ہے کہ ایک مصنوعی اور من گھڑت کارخانہ اس طرح چل سکتا ہے۔ نہیں نہیں یہ خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے جو ضرور ضرور سرسبز رہے گا اور بڑھے گا۔

اشتہارات

اشتہارات کا صیغہ بھی اس سال نہایت ہی ترقی پر رہا۔ چنانچہ قریباً ڈیڑھ لاکھ اشتہار عربی، فارسی، اردو اور انگریزی میں اندرونی اور بیرونی مخالفوں کے لئے شائع کئے گئے۔ کیا اس قدر تائید اور نصرت ایک عام انسان کی ہو سکتی ہے۔ شاید کوئی کوتاہ اندیش اشتہاروں کی اس تعداد پر حیرت ظاہر کرے مگر ہم اس کو ثابت کر دینے کے لئے تیار ہیں۔ ۲۵ اشتہار تعداد میں شائع ہوئے ہیں جن میں سے چار چار اور بعض آٹھ آٹھ صفحوں اور ورقوں کے ہیں۔ یہ اندازہ ہم نے ایک صفحہ کے اشتہار پر کیا ہے اور اس پر خرچ کو جو ان اشتہارات کی روانگی اور تقسیم میں ہوا اگر سرسری طور پر بھی خیال میں لائیں اور کل خرچ چھپوائی وغیرہ بھی شامل کریں تو دو ہزار سے کسی صورت میں کم نہیں ہو سکتا۔ یہ خدا کا فضل نہیں تو کیا ہے۔ ایک انسان جو اپنے مخالفوں کی نظر میں ایک معمولی درجے کا آدمی سمجھا جاتا ہے اور پھر اس کو مسلمان بھی نہیں سمجھا جاتا حیرت اور تعجب کا مقام ہے کہ اس کی اشاعت تو اس قدر کثرت سے ہو اور گویا و اذا الصحف نشرت اس کے لئے خصوصیت سے ہو جائے اور حق پرست اور حق پسند مومنوں کے لئے ذرا بھی تائید نہ ہو؟ کس قدر تعجب کی بات ہے اس قدر مصارف عظیمہ کا متحمل ہو سکنا انسان کا کام نہیں اور پھر نہ اپنے لئے بلکہ بنی نوع انسان کی بھلائی اور ہمدردی کی خاطر۔ ان اشتہاروں کو اگر دیکھا جاوے تو وہ سب کے سب احیاء اسلام اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے ہیں۔ نہ اپنی شہرت منظور اور نہ کوئی اور غرض مقصود۔

خطوط

کتابوں اشتہاروں پر ہی اکتفا نہیں اشاعت اسلام کا ایک اور طریق بھی ہے جو اس مامور نے باعلام الٰہی رکھا ہوا ہے۔ وہ کیا؟ خط و کتابت۔ اس سال میں جس قدر خطوط جناب کو پہنچے اور جن کا جواب لکھا گیا ان کا اندازہ بہت مشکل ہے۔ قرینے سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ کم و بیش ۱۲ ہزار خطوط اپنے احباب اور مخالفوں کو لکھے گئے جو من اولہ الی آخرہ اسلام اور بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت کو قائم کرنے اور دنیا کو روشنی اور نور کی دعوت کے مضامین پر مشتمل تھے۔ یہ امر خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ اس صیغہ میں ہمارے مخدوم مولانا عبدالکریم صاحب، مرزا خدا بخش صاحب اور حکیم فضل الدین نے بہت حصہ لیا ہے۔ خصوصیت سے یہی احباب خطوط کی روانگی کا انتظام کرتے رہے۔ اس قسم کے کام بغیر اخلاص کے ممکن نہیں اور کوئی شخص اپنی طبیعت پر جبر کر کے اس قسم کے کاموں میں ہاتھ نہیں ڈال سکتا مگر جس شوق سے میں نے مولانا عبدالکریم کو یہ کام کرتے دیکھا ہے رشک اور حیرت آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے اور ہم سب کو توفیق۔ چنانچہ ۱۸۹۷ء کے آخری حصہ میں خصوصیت سے مولوی صاحب ممدوح ہی کو یہ فخر حاصل رہا کہ وہ ڈاک کا جواب دیں۔ اور خطوط کی تعمیل کریں۔ ان خطوط میں سے بہت سے رجسٹرڈ ہو کر جاتے ہیں اور علی العموم آدھ آنہ کے لفافوں میں۔ اس خرچ کا اندازہ بھی تخمیناً کیا جاوے تو دو دو سو روپیہ سال سے کیا کم ہو سکتا ہے۔ یہ شاخ بھی ان پنجگانہ شاخوں میں سے ہے جن کا تذکرہ حضور نے "فتح اسلام" میں فرمایا ہے۔

مہمانوں کی آمد و رفت

ایک سلسلہ مہمانوں کی آمد کا ہے جس ذریعہ سے اکثر لوگ آکر اپنے خیالات کی اصلاح کرتے ہیں اور وہ فیض اور فائدہ اٹھاتے ہیں جو جناب سیدنا مرزا صاحب ایدہ اللہ الاحد کے نزول سے اللہ تعالیٰ نے مقصود رکھا ہے پچھلے سالوں میں مہمانوں کی اسقدر کثرت نہیں تھی جس قدر لوگ اس سال میں آئے یہ تعداد بھی سال بھر میں ڈیڑھ ہزار سے کسی صورت میں کم نہیں رہی جن کی مہمانداری پر ایک کثیر رقم خرچ آتی ہے۔ ہم کو بار بار حیرت آتی ہے کہ کیا مخالف بالکل اندھے اور بہرہ ہو گئے ہیں کہ وہ اس قدر کثرت کے ساتھ نشانات دیکھتے ہیں جو راستباز کی عظمت کو قائم کرتے ہیں لوگوں کی آمد و رفت کے سلسلہ کا اس قدر وسیع ہونا کیا منصوبہ باز کو میسر آ سکتا ہے۔ اور پھر ایسی حالت میں کہ وہ وسع مكانك. يا تون من كل فج عميق کی پیشگوئی بھی کر چکا ہو۔ لاریب یہ خدا کے کام ہیں جو کر رہا ہے اور یہی زبردست حملے اور چمکدار نشان ہیں جو صادقوں کی صداقت کی دلیل ٹھہرتے ہیں پھر ان آنے والے لوگوں میں معمولی کم حیثیت کے لوگ نہیں بلکہ مولوی، حافظ، تاجر، گورنمنٹ کے معزز اور مقتدر عہدہ دار، بڑے بڑے اہل الرائے اصحاب اور تعلیم یافتہ گروہ ہے۔

حضرت اقدس کے سفر

اسی سال میں حضرت اقدس کو دو مرتبہ سفر بھی کرنا پڑا اور یہ سفر عظیم الشان نشانوں کو عظمت اور جلال سے ظاہر کرنے کے لئے ہوا۔ ان میں سے پہلا سفر تو اس مقدمہ کے متعلق ہے جو آتھم والی پیشینگوئی کا ایک ضمیمہ تھا جو ایک ابتلاء عظیم کے طور پر آیا۔ اس مقدمہ کے پیشتر ہی حضرت اقدس نے اپنے احباب کو بذریعہ خطوط اطلاع دے دی تھی کہ کوئی ابتلاء عظیم آیا چاہتا ہے۔ پھر مقدمہ کا سارا نقشہ بھی بتلا دیا۔ آخر عزت و احترام سے بری ہونے کی بشارت بھی سنائی جس کے صدہا گواہ موجود ہیں۔ یہ مقدمہ دراصل آتھم والے الہام کے ایک جزو کو پورا کرنے کے لئے اس شکل میں ہوا۔ جس میں لکھا گیا تھا کہ ان کا مکر کھول دیا جاوے گا۔ پس عیسائیوں نے جب کوئی اور موقع اپنی جانبری کا نہ دیکھا تو ڈاکٹر مارٹن کلارک نے اقدام قتل عمد کا مقدمہ بنایا۔ آخر جس قدر نشانات کو پورا کر کے یہ مقدمہ ختم ہوا ان کا ذکر وضاحت کے ساتھ کتاب البریہ میں ہو چکا ہے۔ یہاں اعادہ کی ضرورت نہیں۔ اس مقدمہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ مماثلت بھی عجیب رنگ سے ثابت ہوئی۔ اس سفر میں حضرت کے ساتھ بہت سے مخلصین تھے اور خدا کا فضل ہے کہ ہم کو بھی اس سفر میں لطف اٹھانے اور الٰہی تائیدات کا نظارہ دیکھنے کی توفیق ملی۔ اور نہ صرف اسی قدر بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے جنگ مقدس ثانی کے حالات کے مرتب کرنے کا فخر بھی ہم کو ہی ملا۔ ذالك فضل الله يوتيه من يشاء۔ یہ سفر بٹالہ اور گورداسپور کا تھا۔

دوسرا سفر ملتان کا تھا اس سفر میں بھی ایک مقدمہ کی شہادت تھی۔ اس شہادت کا نقشہ پیشتر ہی سے جناب نے بیان فرمایا تھا جو ٹھیک اسی طرح ظاہر ہوا۔ یہ مقدمہ بھی ہمارے مشن کے ایک سخت مخالف پر تھا اور خود اس نے ہی حضور کو طلب کروایا۔ اس سفر میں بھی حضرت کے ہمراہ چند احباب تھے۔

جلسے

اس سال میں حضرت اقدس کو تین مختلف تقریبوں پر عظیم الشان جلسے کرنے کی ضرورت ہوئی۔ ان جلسوں میں صدہا احباب شریک ہو کر روحانی برکات سے حصہ اٹھاتے رہے۔ پہلا جلسہ ڈائمنڈ جوبلی کی تقریب پر ہوا۔ چونکہ ۱۸۹۷ء کی خوشی کی یادگاروں میں سب سے عظیم ترین مسرت مجسم یادگار ڈائمنڈ جوبلی ہی تھی اس لئے اس مبارک اور مقدس انسان نے بھی اپنی جماعت کے ہمراہ اس تقریب پر خوشی منائی۔ ان جلسوں کے لئے پہلے سے اعلان شائع کر دیا گیا تھا۔ اس جلسہ کی ضرورت اس لئے محسوس کی گئی کہ چونکہ گورنمنٹ انگلشیہ کے پرامن عہد میں خدا تعالیٰ نے اس کو بھیجا ہے جس کی وجہ سے اسکے دشمن اس کو کوئی گزند نہیں پہنچا سکتے۔ چونکہ یہ خاندان ہمیشہ سے گورنمنٹ انگلشیہ کا ایک وفادار اور فرمان پذیر خاندان مسلم ہو چکا ہے اور وقتاً فوقتاً ضروری امداد سے گورنمنٹ کا ہاتھ بٹاتا رہا ہے۔ مگر سیدنا مرزا صاحب چونکہ دنیا سے بے تعلق ایک اور قسم کی زندگی بسر کر رہے ہیں اس لئے اسی زندگی کے حسب حال ضروری امداد سے گورنمنٹ کے احسانوں کا شکریہ ادا کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ عربی فارسی کی تصانیف میں اور اشتہاروں میں ان خام خیالیوں اور غلط فہمیوں کی اصلاح فرما کر بلاد شام و عرب و افغانستان میں شائع کیا ہے جسمیں اکثر کوتاہ بین مبتلا تھے اور اپنے وجود باجود سے ثابت کر دیا کہ وہ یضع الحرب کے لئے آئے ہیں اور دنیا میں امن اور سلامتی کا پھیلانا ان کا مشن ہے۔ غرض کوئین وکٹوریہ کی شصت سالہ جیوبلی کی تقریب پر عظیم الشان جلسہ ہوا اور چھ مختلف زبانوں میں ملکہ معظمہ کی درازی عمر اور صحت و اقبال کے لئے دعائیں مانگیں اور اس کے ساتھ ملکہ قیصرہ کو روحانی مراتب کے عطا ہونے کی بھی دعا کی گئی۔ یہ قاعدہ کی بات ہے اور سچے وفادار اور جان نثار کا یہ فرض ہے کہ جو چیز وہ دنیا بھر میں اپنے لئے سب سے عزیز رکھتا ہے اپنے محسن کے لئے وہی چاہے۔ چونکہ سیدنا مرزا صاحب کو دنیا بھر میں ایک اسلام ہی سب سے عزیز ہے اس لئے وہی تحفہ قیصرہ مبارکہ کے لئے خدا تعالیٰ سے چاہا۔ اور سب سے بہتر اور مبارک ہدیہ اس تقریب پر تحفہ قیصرہ کے نام سے ملکہ معظمہ کے پاس پہنچا۔ جس سے بڑھ کر کبھی کوئی لطیف اور قابل عزت ہدیہ قیصرہ کو اپنے ایک وفادار اور رئیس کی طرف سے نہ پہنچا ہوگا۔ اس جلسہ کی کارروائی جلسہ احباب کے نام سے ایک مختصر سی رپورٹ کی شکل میں شائع کی گئی۔

دوسرا جلسہ حضور کے لخت جگر جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد سلمہ اللہ کے ختم قرآن کی تقریب پر ہوا۔ اس جلسہ پر بھی بہت سے احباب تشریف لائے جو آمین حضور نے اس موقع کے لئے تالیف فرمائی ہے اس کو دیکھ کر انسان کو پتہ لگ سکتا ہے کہ حقیقی خوشی کیا چیز ہے اور

باقی صفحہ ۱۸ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

اصل جہاد یہی ہے کہ ساری دنیا میں اسلام کو غالب کرنا ہے

تبلیغ کے ذرائع بے شمار ہیں، صرف تلاش کرنے والے کی ضرورت ہے۔

تبلیغ کے متعلق نہایت اہم تفصیلی ہدایات

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۶؍جون ۱۹۹۷ء بمطابق ۶؍احسان ۱۳۷۶ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

يايها الرسول بلغ مآ انزل اليك من ربك و ان لم تفعل فما بلّغت رسالته

والله يعصمك من الناس ان الله لا يهدى القوم الكٰفرين– (سوره المائده آيت ٦٨)

اس آیت کریمہ میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ یہ وضاحت فرما رہا ہے کہ اے رسول جو کچھ تیرے رب کی طرف سے تجھ پر اتارا گیا ہے اسے آگے لوگوں تک پہنچا دے۔ ﴿و ان لم تفعل فما بلغت رسالته﴾ اگر تو نے اس پیغام کو آگے نہ پہنچایا تو گویا تو نے رسالت کا حق ادا نہیں کیا۔ ﴿والله يعصمك من الناس﴾ ان لوگوں سے اللہ تعالیٰ تجھے بچائے گا کیونکہ اسکے نتیجے میں مخالفین ضرور ہونگی شدید رد عمل ہونگے لیکن یاد رکھ کہ جس کے حکم کی تو پیروی کرے گا وہی خدا تیری حفاظت فرمائے گا۔ ﴿ان الله لا يهدى القوم الكافرين﴾ اور اللہ تعالیٰ کافروں کی قوم کو ہدایت نہیں کیا کرتا۔

یہ وہ امور ہیں جن کا آج کے خطبے سے بنیادی طور پر تعلق ہے۔ اگرچہ گزشتہ خطبے میں بھی اسی مضمون یعنی دعوت الی اللہ کے مضمون کو بیان کیا تھا مگر چونکہ یہ ہمارا سال جو جلسہ سالانہ یوکے پر ختم ہوگا یہ تھوڑا باقی رہ گیا ہے اور کام ابھی بہت باقی ہیں اس لئے گزشتہ خطبے میں تو زیادہ تر میرے ذہن میں افریقن ممالک اور کئی مشرقی ممالک تھے جن میں خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بہت تیزی سے کام آگے بڑھ رہے ہیں اور ان بڑھتے ہوئے اور تیز رفتاری سے بڑھتے ہوئے کاموں کے تقاضے پورے کرنے کے لئے میں نے کچھ نصیحتیں کی تھیں۔ اب خصوصیت سے میرے پیش نظر وہ ممالک ہیں جو پیچھے رہ گئے ہیں اور ان میں مغربی ممالک، جرمنی کو چھوڑ کر باقی مغربی ممالک، خاص طور پر میرے مخاطب ہیں کیونکہ تبلیغ کے کاموں میں وہ بہت پیچھے ہیں۔

امریکہ ہو یا کینیڈا ہو یا یورپ کے دیگر ممالک اور یوکے جہاں یہ خطبہ ہو رہا ہے اکثر نے حقیقت میں تبلیغ کی طرف پوری توجہ نہیں دی۔ اور سمجھتے ہیں کہ یہ زائد کام ہے۔ اس غلط تصور کو توڑنے کے لئے میں نے یہ آیت آج آپ کے سامنے پڑھی ہے۔ لغو اور بیہودہ خیال ہے یہ زائد کام ہے ہی نہیں۔ اگر یہ زائد کام ہوتا تو آنحضرت ﷺ کو مخاطب فرما کر خدا یہ نہ کہتا کہ تبلیغ کرو ورنہ تو رسالت کا حق ہی ادا کرنے والا نہیں ہوگا۔ گویا تو نے رسالت کا حق ادا نہیں کیا۔ میں پہلے بھی خوب اس بات کو خوب کھول چکا ہوں۔ اگر ادنیٰ سی بھی عقل سے کام لے کے دیکھیں کہ کیا رسول اللہ ﷺ کو اکیلے تبلیغ کا حکم تھا اور ماننے والوں کو اجازت تھی کہ تم جو چاہو کرتے پھرو اکیلے محمد رسول اللہ کو تبلیغ کرنے دو۔ یہ تو ویسی ہی ذلیل بات ہے جیسے موسیٰ کی قوم نے حضرت موسیٰ سے کہی تھی کہ جا تو اور تیرا رب لڑتے پھرو ہم تو یہاں بیٹھ رہنے والے ہیں جب فتح حاصل کر لو گے تو ہمیں بتا دینا۔ تو اگرچہ اللہ تعالیٰ چاہتا تو فتح دے بھی سکتا تھا لیکن انکار کر دیا اور حضرت موسیٰ کو بھی اسکی وجہ سے تکلیف اٹھانی پڑی۔ تو وہ عرصہ جو وعدے کا عرصہ تھا وہ گزر گیا اور پھر بھی آپ کو ارض مقدسہ میں داخل ہونے کی توفیق نہ ملی کیونکہ قوم نے ساتھ نہیں دیا تھا۔ تو اب آنحضرت ﷺ کے ساتھ دینے کا معاملہ ہے۔ اس کو کون کہہ سکتا ہے کہ طوعی بات ہے۔ فرض ہی نہیں بلکہ جذبات کے ساتھ اس کا ایسا گہرا تعلق ہے کہ آنحضرت ﷺ کو جب آپ نے پوچھا تھا اہل مدینہ پیش نظر تھے، کہ بدر کی جنگ میں کیا مشورہ دیتے ہو۔ تو جب صحابہ سمجھ گئے اور اہل مدینہ سمجھ گئے کہ ہم مخاطب ہیں تو ایک نے ان میں سے اٹھ کر کہا کہ یا رسول اللہ ہم نے جو میثاق مدینہ کیا تھا پہلے زمانے کی باتیں ہیں۔ جب یہ شرطیں تھیں کہ مدینے پر اگر کوئی حملہ آور ہوا تو ہم لڑیں گے اور اگر مدینہ سے باہر ہوا تو ہم نہیں لڑیں گے ساتھ۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ آپ کے ذہن میں وہ بات ہے۔ وہ تو گزر گئے زمانے۔ آپ کو جانتا کون تھا اس وقت، کون پہچانتا تھا کہ آپ کی کیا عظمت ہے۔ مطلب یہ نہیں کہ اس طرح کہا تھا مگر مراد یہی تھی۔ اب جب کہ ہم آپ کے عاشق ہو چکے ہیں، آپ کی عظمت کو پہچان گئے ہیں آج ہمارا جواب یہ ہے کہ خدا کی قسم ہم آپ کے آگے بھی لڑیں گے، آپ کے پیچھے بھی لڑیں گے، آپ کے دائیں بھی لڑیں گے اور آپ کے بائیں بھی لڑیں گے۔ ناممکن ہے کہ دشمن آپ تک پہنچے سوائے اس کے کہ ہماری لاشوں کو روندتا ہوا آئے۔ اور اے رسول اللہ !اگر آپ حکم دیں گے کہ سمندروں میں گھوڑے دوڑاؤ تو خدا کی قسم ہم سمندروں میں گھوڑے دوڑا دیں گے۔ یہ ہے حقیقت ایمان، یہ ہے آنحضرت ﷺ کا عشق جس کا اظہار اس وقت ایسی شان سے ہوا ہے کہ کبھی دنیا میں کسی نبی کی قوم نے اس طرح اپنے نبی کو مخاطب نہیں کیا۔

تو وہی ہم ہیں اور وہی محمد رسول اللہ ہیں ﷺ۔ آج بھی جہاد ہے یہ اور **اصل جہاد یہی ہے کہ ساری دنیا میں اسلام کو غالب کرنا ہے۔ اس موقع پر کون کہتا ہے کہ طوعی چیز ہے ، مرضی ہے تو کرو مرضی ہے تو نہ کرو۔** حد سے زیادہ بے وقوفی اور ظلم ہے۔ آج کیا رسول اللہ کو اکیلے چھوڑ دو گے جبکہ ﴿ليظهره على الدين كله﴾ کے دن آئے ہیں۔ جب ساری دنیا پر اسلام کو غالب کرنے کا وقت پہنچا ہے تو کیا تم پیچھے ہٹ جاؤ گے۔ اور یہ سوچو گے کہ پتہ نہیں ہم مخاطب ہیں بھی کہ نہیں۔ ہم تو تبلیغ کر ہی رہے ہیں۔ اکیلے کو مخاطب کرنے میں یہ حکمت ہے ورنہ اللہ تعالیٰ ساری قوم کو مخاطب کر سکتا تھا جس کا مطلب بعض دفعہ فرض کفایہ لیا جاتا ہے۔

اگر اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کی بجائے مسلمانوں کو عمومی مخاطب کرتا تو لوگ سمجھتے کہ ہم میں سے بعض تو کر ہی رہے ہیں نا، فرض پورا ہو گیا۔ مگر دو حکمتیں ہیں ایک رسول اللہ کو ذاتی طور پر مخاطب کرنے کا مطلب ہے کہ تجھ سے زیادہ بڑا کسی کا مقام نہیں، تجھ سے زیادہ مجھے کوئی پیارا نہیں ہے اگر تو بھی یہ کام نہیں کرے گا تو میری نظروں میں رد ہو جائے گا۔ نعوذبالله من ذالك۔ رد ہونے کا تو سوال ہی نہیں تھا مگر سننے والے کانوں کو پیغام تھا کو غور سے سن لو کیا ہو رہا ہے۔ اگر آنحضرت ﷺ جن کی خاطر میں نے کائنات کو پیدا کیا تھا آپ کو مخاطب کر کے میں کہہ رہا ہوں کہ تبلیغ نہیں کرو گے تو تم رسالت کا حق ہی ادا نہیں کرو گے۔ اے محمد رسول اللہ کے غلامو! تم اپنے متعلق سوچ لو کہ تمہارا کیا حال ہوگا، تمہاری کیا حیثیت ہو گی میرے سامنے اگر تم نے محمد رسول اللہ کا پیغام آگے نہ پہنچایا تو کس شمار میں ہو۔

دوسرے واحد کے صیغے میں مخاطب فرمایا ہے جس کا مطلب ہے ہر شخص، ہر فرد بشر مخاطب ہے۔ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ قومی طور پر فریضہ ہے محمد رسول اللہ کا نام لے کر، مخاطب کر کے فرمایا تم ہو میرے مخاطب۔ گویا آپ کی ذات کے تعلق سے جو بھی آنحضرت ﷺ کی غلامی کا دم بھرتا ہے وہ ہر ایک مخاطب ہوتا چلا جاتا ہے ایک بھی اس سے باہر نہیں رہتا۔ پس سب سے پہلے تو اہمیت سمجھیں۔ کئی لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں کہتے ہیں جی بعض لوگ کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے تبلیغ ہو رہی ہے جماعت کر رہی ہے تو ہمارا بھی حصہ

سمجھ لیں بیچ میں۔ آپکا حصہ نہیں ہے۔ مالی قربانی اور چیز ہے عبادتیں کرنا اور چیز ہے اور تبلیغ کو واضح طور پر پیش نظر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے وہ ان ساری قربانیوں کے علاوہ تھا۔ ایک ایسے وجود کو حکم دیا جارہا ہے جو مالی قربانی میں سب سے آگے نکل گیا تھا، ایک ایسے وجود کو حکم دیا جارہا ہے جو بدنی قربانی میں سب سے آگے نکل چکا تھا مگر عبادتوں کو اس مقام تک پہنچادیا تھا کہ اس سے آگے عبادتوں کا تصور باندھا ہی نہیں جا سکتا۔ اس کو مخاطب کر کے فرمارہا ہے اگر تو نے یہ تبلیغ کا حق ادا نہ کیا (فما بلغت رسالته) تو پھر اپنی رسالت کا ہی حق ادا نہیں کرے گا۔ **تو پہلے تو دماغ سے یہ کیڑا نکالیں کہ عمومی طور پر جماعت تبلیغ کر رہی ہے اس لئے کافی ہے۔ ہر شخص کا فرض ہے کسی نہ کسی طرح ضرور حصہ ڈالے اور اس کے حصہ ڈالنے کی بہت سی صورتیں جماعتیں پیدا کر سکتی ہیں۔** مختلف خطبوں میں میں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں۔ اب میں پھر یاد دہانی کروارہا ہوں مگر لوگ بھول جاتے ہیں۔ اب جتنے بھی خصوصیت کے ساتھ مغربی ممالک ہیں ان کی جماعتوں کا فرض ہے کہ مسلسل اس پہلو کو آپ اپنے پیش نظر رکھیں۔ **ہر مجلس عاملہ میں ان باتوں پر غور کریں کبھی ایک پہلو پر عمل کر کے اس کا نظام جاری کریں پھر دوسرے پہلو پر غور کر کے اس کا نظام جاری کریں۔** تھکیں اور ہاریں نہیں جب تک کہ یہ نظام کلیۃً جاری نہیں ہو جاتا اور سارے احمدی، مرد ہوں یا عورت، بڑے ہوں یا بچے وہ اپنے اپنے رنگ میں اس میں شامل نہ ہو جائیں۔ شامل ہونے کے لئے ہر ایک کی صلاحیتیں ہوا کرتی ہیں بعض ایسے بھی شامل ہونے والے ہوتے ہیں جو بستر پر پڑے دعائیں ہی کرتے ہیں۔ کون کہہ سکتا ہے کہ وہ شامل نہیں ہیں۔ مگر اس سے زیادہ توفیق نہیں ان کی۔ جن کی توفیق ہو زیادہ کی اور پھر کم کر رہے ہوں وہ شامل نہیں ہوتے۔ تو **جماعت کے مختلف حصوں کی توفیق طے کرنا اور جن کو کم توفیق ہو ان کی توفیق بڑھانا یہ نظام جماعت کا کام ہے۔** جہاں تک توفیق کا تعلق ہے اس کی کئی صورتیں ہیں مثلاً ایک یہ ہے کہ گزشتہ جو خطبہ میں نے دیا تبلیغ کے متعلق تو مجھے کثرت سے ایسے خط ملے یا زبانی پیغام ملے کہ سخت دل بیقرار ہے کہ ہم بھی پوری طرح حصہ لیں مگر ہمیں پتہ نہیں کس طرح حصہ لیں۔ حصہ لینا نہیں آتا، دلیلیں نہیں آتیں، رابطہ کیسے آگے بڑھائیں۔ خواتین ہیں وہ بھی پوچھتی ہیں اور کئی کہتے ہیں کہ ہم کرتے تو ہیں تبلیغ مگر دل کی حسرت پوری نہیں ہوتی، کوئی پھل نہیں لگتا، اور یہ سارے مسائل ہیں جن کو اہل علم کو حل کرنا ہے۔ نظام جماعت کا فرض ہے کہ وہ ان مسائل کو عمومی طور پر پیش نظر رکھ کر پھر انفرادی طور پر ہر شخص کی راہنمائی کرے۔ یہ بہت بڑا کام ہے جو ہونے والا ہے۔ اس کا آغاز بھی پوری طرح اکثر جگہ پر نہیں ہوا تو پھر میں کیوں نہ آپ کو بار بار یاد کراؤں۔ یہ تو سال کی بات ہے دو مہینے رہ گئے یا کم رہ گئے۔ صدی میں کتنا وقت رہ گیا ہے باقی۔ اور **اگلی ساری صدی کو ہم نے پیغام بھیجنا ہے اپنی طرف سے کہ اے آنے والی صدی اور اس کے بعد آنے والی صدیو! ہمارے عشق اور ہماری قربانیوں نے تمہیں بھی حصہ دیا ہے اس لئے تم ہمیں بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا۔ یہ پیغام ہے جو ہماری آج کی احمدیت کی دنیا نے کل کی احمدیت کی دنیا کو دینا ہے اس لئے کمر ہمت کسیں۔** اس سے پچھلی غفلتوں کو دور کریں اور کام شروع کریں مگر وہ جن کو کام شروع کرنا نہیں آتا ان کا کیا کریں۔ اور اکثر وہ ہیں جو تبلیغ کرنا چاہتے بھی ہیں تو کام کرنا نہیں آتا۔ ان کی وجہ سے میں آج جماعت کو، نظام جماعت کو مخاطب کر کے کچھ چیزیں سمجھانا چاہتا ہوں اور اگر آج کے وقت میں نہ سمجھائی جا سکیں تو انشاءاللہ آئندہ خطبے میں اس مضمون کو آگے بڑھاؤں گا۔

اب صرف تبلیغ کی ذمہ داری کا جائزہ لینا بہت بڑا کام ہے یعنی انگلستان کی مثال لے لیجئے اس بات کا جائزہ لینا کہ کون تبلیغ کر رہا ہے، کون نہیں کر رہا اور فہرستیں بنانا، ایک ایک دروازہ کھٹکھٹانا معلوم کرنا، پھر آگے کیسے تبلیغ کرتے ہیں یہ بعد کی بات ہے۔ سب سے پہلے ایسا نظام قائم کرنا جس کے ذریعے ہر فرد بشر تک اس طرح رسائی ہو جیسے اللہ کو محمدؐ رسول اللہ تک رسائی تھی اور یہ حکم دیا جارہا تھا ﴿بلغ ما انزل عليك﴾ جو تیرے رب کی طرف سے اتارا گیا ہے تجھ پر اسے پہنچا آگے۔ اب اس پیغام کا اکثر لوگوں کو پتہ ہی نہیں کہ کس طرح پہنچایا گیا تھا۔ اللہ مخاطب تھا محمد رسول اللہ ﷺ مخاطب تھے۔ آپ سے خطاب کیا جارہا تھا اکیلے پیغام دے دیا اور پیغام دے کر اللہ نے درست سمجھا کہ محمدؐ کو پیغام دیا تو ساری دنیا کو پیغام دے دیا کیونکہ ساری دنیا کا رسول ہے۔

اور جب یہ کہا جارہا ہے کہ تو اپنی رسالت کو آگے نہیں پہنچائے گا اگر تبلیغ نہیں کرے گا تو گویا ساری دنیا کو تبلیغ پہنچانے کا انتظام ہو گیا ہے آنحضرت ﷺ کو فرمادیا اللہ نے۔ اب آپ سے گھر گھر پیغام اس طرح پہنچنا چاہئے۔ اکثر لوگوں کو پتہ ہی نہیں اکثر ہمارے یہاں کے جو نسل کے بچے ہیں ان بے چاروں کو پتہ ہی نہیں کہ یہ پیغام ان کو پہنچا ہوا ہے لیکن ان تک نہیں پہنچا۔ آنحضرت ﷺ کو مل چکا ہے آگے ہم غلاموں کا فرض تھا کہ ہر ہر گھر اسی طرح پہنچائیں، ہر گھر کے ہر فرد تک یہ بات پہنچائیں جو ہم نے نہیں پہنچائی۔ تو صرف یہی نظام اگر مقرر کریں تو دیکھیں کتنی بڑی محنت کا کام ہے۔ اس ضمن میں کچھ وہ لوگ ہونگے جو براہ راست تبلیغ نہیں کر سکتے، کوئی بوڑھے ہیں، کوئی بے کار ہیں بیچارے، ابھی ان کو تبلیغ سکھانا لمبا کام ہے۔ ان کو اس نظام کا حصہ تو بنایا جا سکتا ہے لیکن اس کے لئے یہ خیال کر لینا کہ سیکرٹری تبلیغ کے اوپر بات چھوڑی اس نے آگے کر لیا یہ محض واہمہ ہے کبھی بھی نہیں ہو سکتا۔ مرکزی سیکرٹری تبلیغ کو یہ سارا خطبہ سنا بھی دیں تب بھی وہ آگے کچھ نہیں کرے گا۔ اس میں صلاحیت نہیں ہے اور اس صلاحیت کی خاطر میں نے مجلس عاملہ کا فرض مقرر کیا ہے۔ مجلس عاملہ کی عمومی صلاحیت کام آنی چاہئے۔ اور یہ سوال نہیں ہوگا کہ فلاں سیکرٹری رشتہ ناطہ ہے اور فلاں سیکرٹری فلاں ہے۔ ساری مجلس عاملہ کی اجتماعی ذمہ داری ہے اور معین طور پر اب مقرر کر رہا ہوں کہ یہ جو باتیں میں کہوں گا آج کہہ رہا ہوں یا کل کہوں گا ان سب کی ذمہ دار ہر ملک کی مجلس عاملہ ہوگی اور امیر اس کا دماغ اور اس کا دل ہے۔ اسلئے **امیر کا فرض ہے کہ وہ ان باتوں کو آگے جاری کرنا شروع کرے۔** اور یہ ایک دن میں جاری نہیں ہو سکتیں۔ ایک دن میں ان سب باتوں کا آغاز بھی نہیں ہو سکتا۔ آج مثلاً یہ کام شروع ہو سکتا ہے شروع کر دیں اور اللہ پر توکل رکھیں اور پھر مسلسل نظر رکھیں کہ رفتہ رفتہ لیکن لازمی اور قطعی قدموں کے ساتھ اس کام کو آگے بڑھائیں۔

پس ایک جائزے کا نظام ہے وہ فوری طور پر قائم ہونا چاہئے اور اس جائزے کے نظام سے تعلق میں میں یہ بتا دیتا ہوں کہ میں نے الگ الگ خدام الاحمدیہ، انصار اللہ، لجنہ یہ تقسیمیں نہیں ہونے دینی اس کام میں۔ کیونکہ بعض دفعہ اس طرح کام بگڑ جاتے ہیں۔ کوئی انصار کے پلے پڑ گئے، کوئی خدام کے پلے پڑ گئے، کوئی اطفال کے اور اپنے اپنے رنگ میں غلطیاں بھی کرتے رہتے ہیں اور بعض دفعہ ہلکی باتیں کر دیتے ہیں۔ امیر کے شعبے میں ایک وزن ہے، امیر کے منصب میں ایک ایسا وقار ہے جو ذیلی تنظیموں کو حاصل نہیں اس لئے امراء کا فرض مقرر کر رہا ہوں وہ مجلس عاملہ پر بیٹھیں اور چاہیں تو خدام سے آدمی لیں، چاہے انصار سے آدمی لیں اور یہ جو ہدایت تھی کہ انصار اللہ کے سپرد انصار کی حیثیت سے، خدام الاحمدیہ کے سپرد خدام الاحمدیہ کی حیثیت سے امیر نے کام نہیں کرنا وہ ابھی بھی اسی طرح ہے۔ لیکن اس تعلق میں چونکہ ان کو میں الگ الگ نہیں کرنا چاہتا، میں سمجھا رہا ہوں کہ امیر اگر کسی صدر سے کہے کہ مجھے اس قسم کے آدمی چاہئیں تو اس صدر کا فرض ہوگا کہ اس قسم کے آدمی امیر کو مہیا کر کے دے۔

اور جہاں تک کریڈٹ کا تعلق ہے یہ فضول اور ہلکی باتیں ہیں کہ خدام الاحمدیہ نے کریڈٹ لے لیا، لجنہ نے کریڈٹ لے لیا۔ کریڈٹ تو اللہ دیا کرتا ہے اور جو بھی اخلاص سے خدا کے حضور اپنی جان پیش کرتا ہے، اپنا مال پیش کرتا ہے، اپنی عقل پیش کرتا ہے اس کو ساتھ ساتھ کریڈٹ مل رہا ہے اس کے لئے انتظار نہیں کیا جاتا کہ مرے گا تو کریڈٹ ملے گا۔ ﴿والله سريع الحساب﴾ اللہ کے سریع الحساب ہونے کا یہ بھی مطلب ہے کریڈٹ کا نظام ساتھ ساتھ جاری ہے، اسی لمحے فیصلہ کرتا جاتا ہے کہ اس کو یہ مل گیا اور اس کے کھاتے میں لکھا گیا ہے مرنے کے بعد پھر اس کو سمجھ آئے گی کہ ایک ذرہ بھی ضائع نہیں گیا۔ تو اس اعلیٰ نظام، اس بہی کھاتے میں آپ کا کریڈٹ جارہا ہے آپ کو کیا فرق پڑتا ہے کہ خدام کے نام الگ یا لجنہ کے نام الگ کوئی کریڈٹ گیا ہے کہ نہیں گیا۔

جب بھی امیر آپ سے کہے تو بسم اللہ پڑھتے ہوئے، اھلاً وسھلاً ومرحبا کہتے ہوئے اس کے حضور جتنا وہ آپ سے چاہے اتنے نفس پیش کر دیں کہ ہمارے فلاں فلاں حلقے میں یہ یہ ہے وہ آپ کے اس بتائے ہوئے کام میں خصوصی طور پر مدد کریں گے۔ یہ جو جائزے کا نظام ہے ایک دفعہ جاری ہو جائے پھر مستقل نہ بھی رہے تو فرق نہیں پڑتا۔ کیونکہ جائزہ ابتداء میں زیادہ آدمی چاہتا ہے اور اس کے لئے ہم زیادہ عہدیدار نہیں بنا سکتے ورنہ ایک Surplus چیز بن جائے گی، بیکار سی چیز کہ عہدے باقی رہیں گے اور کام نہیں رہے گا۔ مطالبہ کچھ نہیں ہوگا اور بیٹھے رہیں گے ادھر ادھر ہو کر۔ اس لئے عہدوں کی تقسیم میں نہیں کر رہا، کام کی تقسیم کر رہا ہوں۔ امیر مانگے گا آدمی کہ مجھے سارے ملک کا جلدی سے جائزہ چاہئے اور اس کے لئے مجھ اس نوع کے آدمی چاہئیں اور پھر امیر ان کو بتائے گا کہ تم نے یعنی وہ آدمی مقرر کریگا جن کو ان کے اوپر نگران بنایا جائے گا۔ اس کے لئے بھی بہت سے کام چاہئیں اور کہے گا تم نے پندرہ دن میں، دس دن میں جتنی جلدی سے جلدی ہو سکے یہ جائزہ لینا ہے کہ تبلیغ کر کون رہا ہے اور کیسے کر رہا ہے اور جب کیسے کی بات شروع ہوگی پھر

ایک اور نظام شروع ہو جائے گا۔

یہ بتانا کیسے ہے ان کو کہ کیسے تبلیغ کی جاتی ہے۔ اکثر لوگ تو کہتے ہیں ہم حاضر ہیں جی بتاؤ کس طرح تبلیغ کریں۔ لیکن جب آپ تبلیغ کرنے کی خواہش رکھنے والوں کا جائزہ لیں تو وہاں آپ کو پتہ چلے گا کہ کتنا بڑا سقم ہے۔ اکثر بیچارے خواہش رکھتے ہیں طریقے کا پتہ کوئی نہیں۔ ان کیلئے طریقے طے کرنا، ان کو سمجھانا اس کے مختلف ذرائع ہیں جن کو جماعت کو اختیار کرنا ہوگا۔ ان میں سے ایک ذریعہ یہ ہے کہ دوسرا جائزہ یہ لیں کہ آپ میں سے مؤثر کام کرنے والے ہیں کون۔ اور جہاں تک میں نے ملکوں کا جائزہ لیا ہے پاکستان ہو یا غیر پاکستان **ہر جگہ کچھ ایسے لوگ ضرور نظر آتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے کچھ باتیں عطا کی ہیں۔ ان کی زبان میں مٹھاس ہے یا سادگی کی طاقت ہے یا کچھ اور باتیں ہیں جو ضرور پھل لے آتی ہیں۔** پس پھل لانے والے اور درخت ہیں اور پھل نہ لانے والے اور درخت ہیں۔ لیکن درختوں کو پھل دار بنانا تو ہمارا کام ہے۔ اس لئے پھل دار درختوں سے پوچھیں تو سہی کہ آپ کرتے کیا ہیں جو آپ کو پھل لگتے ہیں۔ یعنی انسان تو بولتے ہیں یہ تو بتاتے ہیں، وہ سمجھائیں گے کہ ہم نے تو یہ طریقہ اختیار کیا تھا اور اللہ کے فضل سے پھل لگ رہے ہیں۔ اگر کوئی کہتا ہے کہ نہیں لگتے تو اس سے پوچھو کیوں نہیں لگ رہے، ہمیں تو لگتے ہیں۔ آج اسی دنیا میں ایسے ہیں جن میں سے اکیلے نے مثلاً ستر (۷۰) کا وعدہ کیا ستر (۷۰) کر دیئے۔ بعض ایسے ہیں کہ ساری جماعت کا وعدہ اکیلے نے پورا کیا ہوا ہے اور باقی چپ کر کے بیٹھے ہیں اور رپورٹ ہے کہ الحمد للہ جماعت فلاں کا وعدہ پورا ہو گیا۔ اتنا ٹارگٹ تھا اتنا ہو گیا۔ جب پتہ کرو تو ایک ہی شخص تھا جس نے یہ سارا کام پورا کیا۔ مگر جب ایک شخص کا کام ہو گیا تو پھر اور بھی ذمہ داریاں آئیں گی جن کا میں آئندہ بعد میں ذکر کروں گا۔ تو جائزہ لینے کے بعد دوسرا جائزہ ان کا لینا ہے جو اچھا کام کرتے ہیں اور ہیں کتنے۔ اب سارے انگلستان میں گنتی کے شاید ایک ہاتھ کی انگلیوں پہ گنے جائیں یا دو ہاتھ کی انگلیوں پہ گنے جائیں اس سے زیادہ نہیں ہونگے۔ ان کو شمار کرو، ان کو بلاؤ اور محض ان سے تقریریں نہ کرواؤ خود مجلس عاملہ بیٹھ کر ان سے سمجھے، پتہ کرے کہ وہ کیا کیا کام کرتے ہیں، طریقے کیا ہیں اور پھر انہی کو نگران بنا کر مختلف علاقے کے احمدیوں کی تربیت کے لئے ایک نظام جاری کیا جائے۔

سارے کامیاب مبلغ اپنے ساتھ کچھ آدمیوں کو لگائیں اور جن لوگوں کو لگایا جائے یہ وہ ہوں جو اس فہرست میں سے چنے جائیں جو پہلے تیار ہونگے۔ اور ان میں جوش رکھنے والے، محبت رکھنے والے پر خلوص لوگ ہیں پہلے ان کو پکڑیں۔ جو ابھی بے چارے بالکل ہی بے جان سے ہیں، جن میں ابھی نئی نئی جان ڈالی جا رہی ہے ان پر بوجھ نہ ڈالیں۔ جب ایک جگہ سے ایک پودا دوسری طرف منتقل کیا جاتا ہے تو اسی وقت تو نہیں اس کو پھل لگ جایا کرتا، اسی وقت اس پر بوجھ نہیں ڈالے جاتے بلکہ بڑی احتیاط کی جاتی ہے۔ ہمارے پاکستان میں جب میں زمینداری خود کیا کرتا تھا تو چاولوں کی پنیری ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتے تھے۔ شروع میں کچھ دیر جب تک وہ پودا جڑیں نہ پکڑ جائے اس کی بڑی احتیاط کرتے تھے۔ کسی بچے کو بھی اندر نہیں گھسنے دیتے تھے کیونکہ جہاں پاؤں پڑا وہاں وہ ختم ہو گیا۔ تو یہ وہم ہے کہ وہ لوگ جن کی فہرست بنائی جائے گی جن کو آپ اس نئی فہرست میں یعنی تبلیغ کرنے والوں میں داخل کریں گے پہلے ہی دن ان پر سارے بوجھ ڈال دیئے جائیں یہ نہیں ہو سکتا۔ پہلے ان میں سے وہ چنیں جو کچھ جان رکھتے ہیں، جن کے اندر نصیحتیں قبول کرنے کی خواہش ہے اور استطاعت ہے کہ اس پر عمل بھی کر سکیں۔ ان کا جائزہ لینا ایک بہت بڑا کام ہے۔ ان میں سے مختلف رجحانات رکھنے والے لوگ ہیں۔ کچھ ایسے ہیں جو تحریری، تبلیغی کام یعنی ڈاک کے کام میں بہت مستعد ہونگے۔ جب ان کو کہا جائے باتیں کرو تو بالکل بات نہیں کرنی آئے گی۔ ایسے بھی ان میں ہونگے جو میٹھی طبیعت ہونے کی وجہ سے کسی کو بلائے اپنے گھر تو آجائے گا۔ گھر بلا کر ویڈیو دکھانی ہے کوئی۔ تو پتہ ہونا چاہئے کہ کیا دکھانی ہے اور کیسے دکھانی ہے۔ اگر لٹریچر پیش کرنا ہے تو اس کا پتہ ہونا چاہئے۔ تو یہ ساری تفصیلات ہیں جو دوسرے قدم کی تفصیلات ہیں۔ ان کو طے کرنا بھی بہت لمبا کام ہے۔ لیکن جن جماعتوں میں ابھی شروع ہی نہیں ہوا ابھی تو شروع کروانا ہے وہاں۔ اس لئے اب اس قسم کے خطبے پہلے بھی دیئے ہوئے ہیں مگر بیچ میں مجھے پتہ ہے کہ آہستہ آہستہ سب سو گئے اس لئے بار بار یہ بتانا پڑتا ہے، آپ کو یاد کروانا پڑتا ہے کہ یہ طریق کار ہے۔

اس ضمن میں مثلاً **اگر آپ تبلیغ کا جائزہ لیں گے تو لٹریچر کا بھی تو جائزہ لینا پڑے گا۔ لٹریچر کا جائزہ لیں گے تو آڈیو کیسٹس کا بھی جائزہ لینا ہوگا، ویڈیو کیسٹس کا بھی جائزہ لینا ہوگا ۔ یہ بھی تو جائزہ لینا ہوگا کہ اس لٹریچر میں کیا ہے۔ مخالف کیا شرارتیں کرتا ہے اس کا جواب کس کس لٹریچر میں موجود ہے۔ آڈیو ویڈیو میں کس قسم کی شرارتوں کے جواب موجود ہیں۔ کون سی ایسی چیزیں ہیں جو سوال و جواب کے طور پر نہیں بلکہ جماعت کی خدمت کا تعارف کرانے میں بہت اثر رکھتی ہیں۔** مجالس ہیں عربوں کے ساتھ، جرمنوں کے ساتھ اور دوسری قومیں ہیں یا البانین وغیرہ ہیں صرف اس کو دیکھنا ہی اثر ڈال دیتا ہے۔

غرضیکہ یہ جائزہ اپنی ذات میں ایک بڑا بھاری کام ہے اور اس جائزے کے بغیر آپ ان لوگوں کو جو تبلیغ کرنا چاہتے ہیں معین ٹھوس کام دے ہی نہیں سکتے، مجبوری ہے۔ یہ سب چیزیں اپنی اپنی جگہوں میں جا کر دب جایا کرتی ہیں۔ بہت سی آڈیو ویڈیوز ہیں جو اپنے اپنے مقام پر جا کر دب کر دہیں بیٹھ گئیں، سو گئی ہیں وہاں جا کے۔ اور ارد گرد لوگ پوچھ رہے ہیں کہ فلاں بات کا جواب ہم کہاں سے لیں۔ ساری دنیا میں پہنچائی گئی ہیں یہ باتیں پھر وہاں سے خط آجاتے ہیں۔ کوئی ملک ایسا نہیں جہاں اس نظام کو جاری نہ کیا گیا ہو اور ہر ملک کے باشندوں کو اس ملک کے امیر نے یا جو بھی اس کا ناظم مقرر تھا اس نے یہ ہی نہیں بتایا کہ ہمارے پاس کیا کیا چیز ہے۔ تو بولو تو سہی کہ تمہارے پاس ہے کیا۔ جیب میں پتہ نہ ہو کہ کیا ہے تو کوئی مانگے گا کیا آپ سے۔ اپنی جیب کے راز کھول دو ساری جماعت کو بتاؤ۔

ہر تبلیغ کرنے والے کو بتاؤ تمہیں کیا پتہ ہمارے پاس کیا کیا چیزیں ہیں۔ اور جب یہ بتاؤ گے تو پھر ایک اور تقسیم ذہن میں ابھرے گی۔ ہمارے پاس بنگالیوں کے لئے بھی لٹریچر ہے۔ بنگالیوں کے لئے بھی ویڈیوز ہیں آڈیوز ہیں۔ بنگالی زبان میں مختلف مجالس کے ترجمے ہوئے ہوئے ہیں اور بنگالی زبان میں بنگالی مسائل کو حل کرنے کے لئے ہمارے پاس آڈیوز بھی ہیں، ویڈیوز بھی ہیں اور بنگالی لٹریچر بھی ہے۔ اب یہ سب اپنی جگہ دبا پڑا ہے۔ ایک آدمی مشرقی لندن سے اٹھ کر مجھے خط لکھتا ہے کہ فلاں بنگالی دوست ہے میں اس کو کیا کروں۔ اب ہر ایک کو میں کیسے جواب دوں کہ تمہارے سب مسائل کا حل پہلے سے ہو چکا ہے اور کتنا کام بڑھ جائے گا مرکزی۔ جو کام ہوئے ہوئے ہیں ان کی صرف اطلاعیں دینے کے لئے مرکزی دفتر ہمارا ڈاکخانہ بن جائے گا ان باتوں کیلئے جو پہلے اس جماعت میں موجود ہونی چاہئیں۔

تو اس پہلو سے امراء کا کام ہے کہ اپنے مقامی امراء کا بھی جائزہ لیں ان کو پتہ بھی ہے کہ نہیں مگر پتے سے پہلے خود پتہ کریں۔ امیر بدلتے رہتے ہیں نئے امیر آجاتے ہیں اس لئے میں خود پتہ کرنے کا اسلئے کہہ رہا ہوں کہ جو نئے ہیں ان کو پتہ کرنا ہوگا۔ **پتہ کریں، جائزہ لیں کیا کیا چیزیں کہاں کہاں پڑی ہوئی ہیں۔** اس جائزے سے ہی ان کے دل میں ایک ہیجان پیدا ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے پس اتنا کچھ ہے پورا بارود خانہ موجود ہے، پورا اسلحہ خانہ تیار ہے۔ شاذ ہی کوئی ایسا پہلو ہو جو نیا ہو جس پر جواب دینے کے لئے ہمارے پاس کچھ نہ ہو۔ اور پھر تحریر بھی موجود ہے، تقریر بھی موجود ہے، نظر آنے والی تصویریں بھی موجود ہیں۔

تو اور پھر کیا چاہئے۔ جب اس سوال پر آپ پہنچتے ہیں تو اس جائزے کے ساتھ ہی ایک اور سوال دل میں ابھر آتا ہے کہ بنگالی ہیں، ہندوستانی زبان میں، ان کی مختلف زبانوں میں لٹریچر موجود ہے۔ پاکستان کی مختلف زبانوں میں موجود ہے۔ لٹریچر بھی موجود ہے، کیسٹس اور ویڈیوز بھی موجود ہیں۔ قرآن کریم کے تراجم بھی موجود ہیں تو یہ لوگ کہاں ہیں۔ ان لوگوں کو بھی تو پکڑنا چاہئے۔ تو یہیں تبلیغ کرنے والوں کی آگے تقسیم ہو جائیگی۔ کچھ کو پاکستانیوں پر لگا دیں، کچھ کو بنگالیوں پر لگا دیں، کچھ کو افریقنوں پر لگا دیں جو یہاں رہتے ہیں۔ اور اسی طرح آپ کی سوسائٹی کی تقسیم بھی خود بخود کام کے نتیجے میں ظاہر ہونی شروع ہو جائے گی یا نکھر کر سامنے آجائے گی۔ تو پھر اتنے ہی آپ کو گروپ لیڈرز بھی بنانے پڑیں گے۔ تو ایک تبلیغ کا کام ایک سیکرٹری کو سمجھا کر آپ چھوڑ دیں تو کر کیسے سکتا ہے۔ اس کی طاقت ہی نہیں بیچارے کی۔ چند دن اس کا جوش رہتا ہے وہ لکھ دیتا ہے چٹھیاں کہ بھئی تبلیغ کرو اور سال کے آخر پر دیکھیں میں نے اتنی چٹھیاں لکھی تھیں تبلیغ کرو۔ 'کرو' سے کیسے تبلیغ ہو جائے گی۔ کرنا سکھانا ہے۔ آپ کسی شہری کو کہہ دیں کہ منجی لگاؤ۔ وہ چھوٹی سی سادہ سی چیز ہے جو ان پڑھ بھی کرتے ہیں وہ بے چارہ سارا سال وقت ضائع کرے گا کچھ بھی اس کو پتہ نہیں لگے گا کس طرح لگانی ہے۔

تو ہر کام کا ایک سلیقہ ہے وہ سلیقہ محض خواہش سے پیدا نہیں ہوتا، محض بتانے سے بھی پیدا نہیں

ہوتا۔ آپ جتنے مرضی لیکچر دیں کسی کو کہ اس طرح تیرا کرتے ہیں، اس طرح ہاتھ اٹھانا ہے، اس طرح مارنا ہے۔ اس طرح ٹانگیں پیچھے مارنی ہیں، یوں جسم سیدھا رکھنا ہے اور پی ایچ ڈی بھی کرلے اس کے بعد پانی میں پھینکیں وہیں ڈوب کر مر جائے گا۔ تیراکی کے نظام کی علمی اہمیت کو سمجھ کر ساری دنیا کے نظام کا مطالعہ کرلے اگر اس نے خود تجربہ نہ کیا ہو تو جہاں گہرے پانی میں اترا وہیں ڈوبا۔ تو یہ قانون قدرت ہے۔ پھر ان لوگوں کا ہاتھ پکڑ کے تبلیغ میں ڈالنا پڑتا ہے۔ طریقے آپ بنائیں، سوچیں، نظام کی تقسیم کریں، جو لوگ پھر آگے آنا چاہتے ہیں پھر ان کے اوپر اتنی مین پاور Man Power چاہئے آپ کے لئے۔ دیکھو کتنی بڑی مین پاور ڈیویلپ Develope ہو جاتی ہے یعنی باقی سارے کاموں کے ساتھ پہلو بہ پہلو یہ نظام پورے ملک پر چھا جاتا ہے۔

بچوں کے لئے بھی ہیں، بڑوں کے لئے بھی ہیں ان سے میری پوچھ گچھ ہے ان سے باتیں کرنی ہیں۔ ایک بچے سے بیٹھ کر باتیں کرنے میں دیکھو کتنا وقت لگے گا۔ بعض بچیاں ہیں انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ ہم تو تبلیغ کرنا چاہتی ہیں ہمیں پتہ کوئی نہیں آپ بتائیں۔ چنانچہ بعض دفعہ ہماری اردو کلاس میں یا دوسری مجلسوں میں جہاں فیملی ملاقات ہوتی ہے وہاں ان کو سمجھانا پڑتا ہے اور اب اللہ کے فضل سے بچیاں جن کو بالکل پتہ نہیں تھا اب وہ تبلیغ کر رہی ہیں۔ وہ لٹریچر بھی تقسیم کر رہی ہیں اور تبلیغ بھی کر رہی ہیں۔ ناروے میں یہی سوال اٹھا تھا۔ وہاں کی بچیوں نے کہا کہ ہمیں بتائیں ہم کریں کیا۔ ان کو میں نے سمجھایا کہ اتنا سا تو کام کرو کہ نارویجن زبان میں ایک مضمون لکھو چھوٹا سا اور پھر مجھ سے چیک کروالو اور سارے سکولوں میں بھیجو اور ان کو کہو کہ ہمارے پاس یہ یہ چیزیں ہیں اور شروع میں بتادو کہ دیکھو ہم وہ مسلمان نہیں ہیں جو تلوار کے زور سے کسی کو مسلمان بناسکتے ہوں۔ ہم وہ بھی نہیں ہیں جو ہوائی جہازوں کو دھماکوں سے اڑانے والے ہیں۔ ہم وہ بھی نہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ تلوار کے زور سے دلوں کو تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ ہم وہ ہیں جن کو تلوار کے زور سے تبدیل کرنے کی کوشش کی گئی ہے مگر گردنیں کٹوادی ہیں تبدیل نہیں ہوئے۔ تبدیل دماغ سے ہونگے، تبدیل دلیل سے ہونگے۔

یہ تعارف تو کراؤ پہلے اور پھر پوچھو کہ کتنے دلچسپی لیتے ہیں۔ ان کو کہو ہماری خواہش ہے کہ آپ کو مثلاً مفت قرآن کریم آپ کی لائبریریوں میں رکھوادیں۔ اب ایک سوال کے نتیجے میں یہ ساری باتیں پیدا ہوئیں اور ناروے کی جماعت کو یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے فضیلت حاصل ہے کہ جب بھی میں نے ان کو جو کام کہا ہے وہ ضرور کرتے ہیں۔ اللہ کے فضل سے کبھی ناکام نہیں کرتے۔ چنانچہ وہ سادہ سادہ چھوٹی چھوٹی بچیوں نے مل کر کام شروع کیا، تہلکہ مچادیا۔ کئی مخالفتیں اٹھیں، کئی جگہ ان کو مگر وہاں تو بدتمیزی ایک درجہ ہوتی ہے حد سے زیادہ بدتمیزی نہیں ہوتی مگر ان لوگوں میں مہذب ہونے کے باوجود بعض بدتمیزی بھی دکھانے لگے۔ اور جیسا کہ ان کو نصیحت تھی آپ نے بالکل آگے سے کوئی سختی نہیں کرنی۔ کوئی نہیں مانتا تو بسم اللہ کہہ کر واپس آجائیں۔ یہاں تک کہ بعد میں پھر ان کی معذرت کے خط آئے، شرمندگی کے خط آئے کہ ہم نے آپ سے بدتمیزی کی تھی ہم معذرت کرتے ہیں۔ تو ایک چھوٹی سی بات کے جواب میں ایک پورا نظام نہ صرف ابھرا بلکہ قائم ہو گیا ہے۔

تو احمدی بچیوں سے اگر دوسرے کام نہ بھی لینے ہوں تو اس قسم کے کام بھی تو لئے جاسکتے ہیں اور یہاں بہت بڑے کام پڑے ہوئے ہیں۔ یہاں جتنے سکول ہیں ان کی لائبریریاں ہیں ان تک سلسلے کا بنیادی لٹریچر پہنچانا اتنا بڑا کام ہے کہ اس کی جماعت کو اس وقت توفیق نہیں۔ یعنی اس کام کو اگر آپ مہینوں میں بانٹیں، سالوں میں بانٹیں اور شروع کردیں تو پھر ہو سکتا ہے۔ مثلاً قرآن کریم انگریزی حضرت مولوی شیر علی صاحب کا قرآن کریم دنیا کا بہترین ترجمہ ہے وہ۔ عرب بھی مجبور ہیں یہ کہنے پر کہ یہی بہترین ترجمہ ہے۔ سعودی عربین بھی یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ یہ بہترین ترجمہ ہے۔ بزرگ انسان تھے سادہ تھے نیک تھے ہر ہر آیت کے ترجمے کے ساتھ دعائیں مانگی ہوئی تھیں اور عظیم الشان ترجمہ کی توفیق ملی ہے۔ آج تک کوئی دنیا کا مترجم اس ترجمے سے بہتر ترجمے کا دعویٰ کر ہی نہیں سکا تو یہ قرآن کریم پھیلانا ہے مثلاً۔ تو دیکھیں کتنے یہاں ہزار ہا سکول ہیں، یونیورسٹیوں کے آگے شعبے ہیں اور ہر سکول کے ساتھ مختلف شعبے بھی وابستہ ہیں۔ ہزار ہا جو میں نے کہا ہے میرے نزدیک اگر صرف تعلیمی لائبریریوں کو آپ دیکھیں جو چھوٹی چھوٹی لائبریریاں ہیں یا ان کے ساتھ دوسری لائبریریوں کو ڈال دیں جو حلقوں کی لائبریریاں ہیں یا ان کے ساتھ دوسری لائبریریاں ہیں تو کم سے کم پچاس ہزار لائبریری انگلستان میں نکلے گی، کم از کم، اس سے زیادہ ہو تو ہو، کم نہیں ہو سکتی۔ **ان پچاس ہزار لائبریریوں میں قرآن کریم رکھوانا کتنا بڑا کام ہے اور یہ تبلیغ ہے۔**۔ یعنی تبلیغ کی ایک یہ بھی قسم ہے اور پھر یہ سال اسلامی اصول کی فلاسفی کا سال ہے۔ چند دن بچوں نے جوش دکھایا۔ چند دن تقسیم کر دئے بات وہیں ختم ہو گئی۔ **دیکھنا یہ ہے کہ آپ کی جماعت کے ہاتھوں سے کتنی اسلامی اصول کی فلاسفی نکل کے کتنوں تک پہنچی ہے۔ اور اس کے لئے لائبریریوں تک پہنچانا صرف تبلیغ نہیں ہے بلکہ انفرادی طور پر صاحب علم و دانش لوگوں تک اس طرح پہنچانا کہ وہ پھر پڑھیں بھی اور اس پر غور بھی کریں۔**

تو تبلیغ کے ذرائع تو بے شمار ہیں صرف تلاش کرنے والے کی ضرورت ہے۔ وہ دیکھے تو سہی، ڈھونڈے تو سہی کہ رستہ کون سا ہے تبھی خدا تعالیٰ قرآن کریم میں وعدہ فرماتا ہے ﴿والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا﴾ کئی دفعہ یہ آیت آپ کے سامنے پڑھ چکا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو لوگ ہمارے بارے میں جہاد کرتے ہیں یعنی ہمیں تلاش کرتے ہیں ﴿لنھدینھم سبلنا﴾ ہم نے فرض کر لیا ہے اپنے اوپر، لازم ہے کوئی اس بات کو ٹال نہیں سکتا کہ یقیناً بالضرور ہم ان کو اپنی طرف ہدایت دے کے رہیں گے اپنے رستوں کی طرف لائیں گے۔ اب رستہ تو صراط مستقیم ایک ہی ہے نا۔ یہ مراد ہے رستوں سے یعنی صراط مستقیم تک اگر پہنچنا ہے تو تبلیغ یا دوسرے جتنے بھی نیکی کے رستے ہیں وہ چھوٹے چھوٹے مختلف راہوں میں بٹے ہوئے ہیں ان میں سے جس رستے پر آپ چلیں گے اور دعا کریں گے اللہ تعالیٰ آپ کا ہاتھ پکڑ لے گا۔ تو ایک رستہ ان میں سے یہ ہے کہ لائبریریوں تک بات پہنچائی جائے۔ دوسرا راستہ یہی کتاب اہل علم و دانش تک اس سال کے ختم ہونے سے پہلے پہنچادی جائے۔

تو انگلستان کی جماعت میں اگر ایک لاکھ کتاب تقسیم کرنے کا فیصلہ ہو تو زیادہ نہیں ہے۔ مگر فیصلہ ہوگا پھر آئے گا کہاں سے، وہ روپیہ کہاں سے آئے گا۔ پھر وہ تقسیم کیسے ہوگا۔ اگر اس نظام کو قائم کئے بغیر آپ بڑی بات کرلیں گے، بڑی چھلانگ لگالیں گے کہ انگلستان کی جماعت کی طرف سے ایک لاکھ کا آرڈر لے لیں، ہمیں ایک لاکھ کتاب دے دیں تو یہ آرڈر لینا بھی بیوقوفی ہوگا کیونکہ مجھے پتہ ہے کہ اس نے پھر کہیں نہ کہیں ڈمپ Dump ہو جانا ہے۔ جو چیز آتی ہے اسکے اخراج کا بھی نظام ہوتا ہے۔ اگر اس کے اخراج کا اور اس کی صحیح جگہ پر رہ کر صحیح حالت پر قائم رہنے کا نظام نہ ہو تو یہ ساری کوششیں بے کار ہو جاتی ہیں۔

پس لٹریچر میں سے ابھی ایک دو باتیں میں نے آپ سے کہی ہیں باقی سارا لٹریچر موجود ہے۔ کہاں کہاں پڑا ہوا ہے؟ کہاں کہاں پہنچائیں گے؟ کن کن جگہوں پر رکھوائیں گے؟ یہ سارا ایک نظام بننے والا ہے۔ بنگالی لٹریچر ہے تو کہاں رکھا جائے گا۔ لوگوں کو پتہ ہونا چاہئے، ہر بنگالی تبلیغ کرنے والے کو پتہ ہونا چاہئے فلاں جگہ میرا مواد موجود ہے۔ میرا صرف اتنا کام ہے کہ اپنے امیر یا اپنے مقامی صدر سے کہوں کہ یہ چیزیں مجھے مہیا کردو اور پتہ ہونا چاہئے کہاں سے ملتی ہیں۔ **اور ہر شعبے کے انچارج کو ہی نہیں ہر صدر کو، ہر امیر کو معلوم ہونا چاہئے خواہ وہ اس شعبے کا انچارج براہ راست ہو یا نہ ہو کہ میرے شعبوں میں جو سارے شعبے جیسا کہ امیر ہی کے ہوتے ہیں ان میں یہ چیز فلاں جگہ ہے، یہ چیز فلاں جگہ ہے اس کا باقاعدہ نظام لکھا ہوا سامنے چارٹوں کی صورت میں لٹکا ہو یا نہ لٹکا ہو، ایک امیر کا دماغ زندہ رہنا چاہئے، اس کی عمومی نظر رہنی چاہئیے کہ جس وقت مجھے جو چیز چاہئے چٹکی بجاتے ہوئے وہ حاصل کر لے۔**

دراصل یہی وہ نظام تھا جس کی طرف حضرت سلیمان کے زمانے میں قرآن کریم نے اشارے کئے اور سمجھنے والے سمجھے نہیں۔ ہر چیز کے لئے حضرت سلیمانؑ نے ایسا نظام قائم کیا ہوا تھا اور ایسے آدمی مقرر تھے کہ گویا جب وہ ضرورت پڑتی تھی تو چٹکی بجاتے ہوئے حاضر کرتے تھے، آنکھ جھپکنے میں حاضر کرتے تھے۔ یہ محاورہ تھا۔ ایسے صاحب علم تھے جن کو صناعی کے اوپر مہارت حاصل تھی۔ ان صاحب علم لوگوں میں سے ایک نے دعویٰ کیا آپ نے فرمایا ہاں اس نے گویا دیکھتے دیکھتے حاضر کر دیا یعنی ایک ایسا تخت بنادیا جو ملکہ سبا کے تخت سے اتنا مشابہ تھا کہ جب اس نے دیکھا تو کہا ﴿کانہ ھو﴾ یہ نہیں کہا وہی ہمارے گھر سے چوری ہوا ہوا ہے۔ اس نے کہا ایسا مشابہ ہے کہ گویا وہی ہے۔ تو یہ نظام کا کام ہوا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس نظام کی مثالیں قرآن کریم میں ہمیں سمجھادی ہیں۔

تو امیر کے لئے ایک دفعہ نظام بنانا مشکل کام ہے، نظام پر کاٹھی ڈالنا مشکل کام ہے مگر ایک دفعہ ڈال کے بیٹھے تو پھر مزے ہی مزے ہیں کیونکہ پھر اس کا سارا وقت مصروف تو رہے گا مگر ان باتوں میں مصروف رہے گا جو گویا اس کی انگلی کی نوکوں پر لکھی ہوئی ہیں۔ بے چینی نہیں پیدا ہوگی۔ کام جتنا بڑھے گا اس کو پتہ ہے

میں نے فلاں جگہ فلاں آدمی کے سپرد کام کرنا ہے۔ فلاں جگہ فلاں آدمی کے کام سپرد کرنا ہے۔ یہ کام اس طرح ہوگا وہ کام اس طرح ہوگا۔ ذہن پوری طرح منظم ہو چکا ہوگا اور اسی کا نام قرآن کریم میں ﴿استویٰ علی العرش﴾ بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چھ دن لگائے اور اللہ کے دن بہت بڑے بڑے دن تھے۔ ساری کائنات کا نظام پیدا کیا ہے اس میں کوئی ذرہ بھی باقی نہیں چھوڑا۔ اس نظام کے کسی ایک چھوٹے سے حصے پر بھی آپ غور کریں تو آپ اس کا احاطہ نہیں کر سکتے۔

اللہ کی شان دیکھیں کس تفصیل کے ساتھ سارے نظام بنائے ہیں۔ تب فرمایا ﴿ثم استویٰ علی العرش﴾ پھر یہ اس کا عرش تھا، یہ اس کی کائنات تھی وہی اس کا بادشاہ تھا وہ اس کائنات کے تخت پر بیٹھا۔ مراد یہ نہیں کہ نکما بیٹھا نعوذ باللہ۔ مراد یہ ہے کہ نظام مقرر ہو گیا اب ہر چیز کے لئے ایک صورت ہے حل ہونے کی۔ ایک قاعدہ ہے جس کی رو سے وہ معاملہ حل کیا جائے گا اور آگے بڑھایا جائے گا۔ اور اس کے لئے بے انتہا سوچ اور تدبر کی ضرورت ہے۔ ایسے تدبر کی ضرورت تھی کہ آپ چھوٹی سی چیز پر بھی غور کریں تو واقعۃً دماغ بھنا جاتا ہے یہ ہو کیسے سکتا ہے مگر ہوا ہے۔ اور پھر جب ہو گیا تو پھر کائنات کا خدا خود مستحکم ہو گیا اور سارا نظام یوں چل رہا ہے ہمیں آواز ہی کوئی نہیں آرہی، چپ چاپ آپ جتنے سانس لے رہے ہیں بیٹھے جس کو دمہ ہو گا صرف اس کی آواز آئے گی باقیوں کو تو پتہ بھی نہیں لگ رہا کیا ہو رہا ہے۔ اور ہر سانس کے ساتھ جو آگے نظام وابستہ ہیں اگر میں کھولوں تو آپ حیران رہ جائیں۔ ہر سانس کے ساتھ جو آپ آکسیجن لے رہے ہیں اس آکسیجن کے، خطروں سے خدا تعالیٰ نے آپکو کیسے بچایا ہوا ہے۔ کیونکہ یہی آکسیجن زندگی کی دشمن ہے اور کس حفاظت کے ساتھ اس کو باقاعدہ جس طرح پہرے دار مقرر ہوتے ہیں اس کو وہاں پہنچایا جا رہا ہے جہاں اس کی ضرورت ہے۔ اور وہاں اس کے لئے خلاء مقرر ہیں وہاں جائے گی اپنا کام کرے گی اور پھر جب کاربن ڈائی آکسائیڈ میں بدلے گی تو اس کی واپسی کا انتظام کیا ہوا ہے اللہ تعالیٰ نے۔ ایک سانس آپ نے لیا، پھیپھڑے کو بھرا اور خارج کر دیا۔ آپ نے کہا چلو جی چھٹی ہوئی بس اتنی سی بات تھی۔ اتنی سی بات نہیں ہے۔ صرف سانس کے نظام کو جاری کرنا اور خون کے ہر ذرے تک اس کا فائدہ پہنچانا اور اس کی Waste Product کو واپس کرنا ایک اتنا بڑا کام ہے کہ اس کا اگر آپ مطالعہ کریں تو آپ کی عقلیں دنگ رہ جائیں گی اور یہ انسانی جسم کا جو نظام ہے اس کا کروڑواں حصہ بھی نہیں ہے۔ بے شمار اور نظام جاری ہیں۔ اور ساری کائنات ہے۔ ہر جانور کا نظام ہے۔ اس کا اپنا دماغ ہے۔ ہر چیز کے قوانین مقرر ہیں۔ تو جو باتیں میں آپ کو اختصار سے بتا رہا ہوں ان میں سے ہر بات کا کروڑواں حصہ بھی اگر آپ باریک نظر سے اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھیں گے تو اس میں سے ایک جہان پیدا ہو جائے گا۔ یہ معنی ہے ﴿ثم استویٰ علی العرش﴾ کا۔ اللہ نے یہ سارے نظام پیدا کر دئے اور پھر عرش پہ اس لئے بیٹھا کہ از خود جاری ہو گئے گویا کہ آپ ہی آپ چلتے جا رہے ہیں۔

آج مجلس سوال و جواب میں میں نے یہی مسئلہ اٹھایا تھا۔ اردو کی وہ مجلس سوال و جواب تھی کہ پانی کو دیکھ لو کس طرح خدا اٹھا رہا ہے، کس طرح پہنچا رہا ہے، کس طرح واپس کر رہا ہے، کس طرح Waste Product کو فائدہ مند چیزوں میں تبدیل کیا جا رہا ہے۔ اسی چیز کو آپ دیکھ لیں تو پھر دنیا میں انسانوں کی تخلیق کے ساتھ مقابلہ کر کے دیکھیں۔ انسان کی ہر تخلیق کا Waste Product ایسا ہے جو اس کے لئے مصیبت بنا ہوا ہے۔ Pollution ہو گئی، فضا گندی ہو گئی روز بروز مصیبت بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی کائنات میں ہر Waste Product دوسرے کے لئے ایک مفید وجود بن گئی ہے۔ وہی Waste Product ایک کا زہر دوسرے کی غذا۔ اور ایک ایک ذرہ ہر Waste Product کا دوبارہ سارے نظام میں گھمایا جا رہا ہے اس کا نام ﴿استویٰ علی العرش﴾ ہے۔ پھر کام چلتے ہیں جیسے چل ہی نہیں رہے پتہ ہی نہیں لگ رہا۔ میں نے صرف سانس کی بات آپ کو بتائی تھی اس سے آگے کتنی باتیں نکل آئیں مگر آپ میں سے ہر ایک بیٹھا سانس لے رہا ہے اور پتہ ہی نہیں کہ کیا ہو رہا ہے اور ایک ایک لمحہ اس سانس کا اس سارے نظام کو متحرک کئے ہوئے ہے جس کا آپ کو تصور بھی کوئی نہیں۔ تو تبلیغ کے نظام کو بھی اس طرح کریں نا جیسے خدا تعالیٰ نے کائنات کا نظام بنایا ہے۔ اس کا ایک بہت معمولی حصہ ہے لیکن ایک دفعہ جب آپ نے چلا دیا یعنی اس کو آگے بڑھا دیا تو پھر دیکھیں کہ یہ ضرور پھل لائے گا۔ چھوٹے سے چھوٹا جو اس نظام کا حصہ حرکت کر رہا ہو گا وہ کوئی نتیجہ پیدا کر رہا ہو گا اور جو نتیجہ نہیں پیدا کر رہا اس کو سنبھالنا آپ کا کام ہے۔ ہو سکتا ہے Waste Product جو کسی اور جگہ کام آ رہا ہو یعنی بعض لوگ ایک کام میں Waste Product یعنی بے کار طاقت پیدا کر رہے ہوتے ہیں اسی حصے کو کسی اور کام میں استعمال کریں تو مفید طاقت بن جاتی ہے۔

تو نظام کائنات سے جو خدا تعالیٰ کا نظام ہے اس سے آپ نصیحت پکڑ کے ان باتوں کو جو میں آپ کو سمجھا رہا ہوں ان کو آگے بڑھائیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری تبلیغ کا نظام دن بدن مستحکم ہوتا چلا جائے گا۔ مگر اس کی اور بھی باتیں ہیں جو سمجھانے والی ہیں۔ سر دست میں نے آپ کو دو باتیں بتائی ہیں۔ اس نظام کو جاری کریں ہو سکتا ہے سارا سال محنت کے بعد بھی پوری طرح جاری ہو۔ یہ دو مہینے تو تھوڑی بات ہے لیکن ایک بات میں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ

جہاں بھی احمدی وجود کو آپ نے نافع الناس وجود بنا دیا، جہاں بھی ایک شخص کو اس کی تخلیق کے تقاضے پورے کرنے کے سلیقے سکھا دئے ہر شخص کو اللہ تعالیٰ نے اس کی خلقت کے مطابق پیدا کیا ہے ہر شخص میں صلاحیت موجود ہے کہ اس خلقت سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائے۔ **نظام جماعت کا کام یہ ہے کہ ہر فرد بشر کی خلقت کے مطابق اسے سمجھا دے کہ تم کیا کچھ کر سکتے ہو۔** ایک دفعہ آپ کر دیں تو پھر روزانہ انگلی نہیں پکڑنی ﴿ثم استویٰ علی العرش﴾ کا یہ معنی بھی تو ہے۔ پھر وہ کام جب سیکھ جاتا ہے اس کو اتنا مزہ آتا ہے اس خدمت میں کہ وہ از خود اس کام کو آگے بڑھاتا چلا جاتا ہے۔ بلکہ اس کی فکر لگی رہتی ہے کہ مجھے کچھ اور ملے، میں اور بھی زیادہ پہلے سے بڑھ کر کام دکھانے والا ہوں۔ ایسے لوگوں کے لئے تو کسی سیکرٹری تبلیغ کی ضرورت نہیں رہتی۔ یہی وہ لوگ ہیں جن سے میں کہہ رہا ہوں کہ سیکرٹری تبلیغ فائدے اٹھائیں۔ جب ایک دفعہ آپ نے ساری جماعت کو نظام میں ڈھال دیا تو پھر آگے آگے بھاگے گی۔ پھر آپ کے لئے اور کچھ نہیں کرنا سوائے دعاؤں کے۔ پھر اپنی توجہ کو دوسری طرف پھیریں۔ جیسے ہر دن ایک نیا تخلیق کا مضمون اٹھاتا ہے اسی طرح آپ کا ہر دن نئی تخلیق کی باتیں سوچنا شروع کر دے کہ یہ کام آگے بڑھانے میں وقت لگے گا۔ مگر جب آگے بڑھے گا تو حیرت انگیز نتائج نکلیں گے۔

اس طرح ہم نے دنیا فتح کرنی ہے جس طرح خدا نے سکھایا ہے، جس طرح خدا نے محمد ؐ رسول اللہ کو حکم دیا۔ ان باتوں کو بھلا کر نظام کائنات سے منہ موڑ کر آپ دنیا کی ایک گلی بھی فتح نہیں کر سکتے، اپنا گھر بھی فتح نہیں کر سکتے، اپنی اولاد کی بھی تربیت نہیں کر سکتے۔ تو اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کی توفیق عطا فرمائے کہ اس طرح ہم اپنے کاموں کو منظم کر لیں اور ہر امیر کو علم ہو کہ آج میرا دن کل کے دن سے بہتر ہے۔ آج پہلے سے بڑھ کر میں خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ان فرائض کو بہتر رنگ میں سر انجام دینے کی طاقت رکھتا ہوں۔ اور دعائیں کرنا نہ بھولیں۔ وہ میں ساتھ ساتھ یاد کراتا رہوں گا۔ **ہر کام دعا کے ساتھ آسان ہو جایا کرتا ہے دعا کے بغیر ہر اعلیٰ سے اعلیٰ تدبیر بھی بے کار چلی جاتی ہے۔** یعنی روحانی دنیا میں دعا کو مسبب الاسباب ہونے کا مقام حاصل ہے اس کے ساتھ اب میں اس خطبے کو ختم کرتا ہوں۔

ایک بات حضرت سیدہ مہر آپا کے متعلق یہ بیان کرنی چاہتا ہوں۔ سید نعیم احمد صاحب ان کے بھائی واپس تشریف لائے ہیں ان سے باتیں ہوئیں ان کو علم نہیں تھا بہت سی باتوں کا کہ کس طرح باریک باریک چیزوں کا خیال رکھتے ہوئے ہم نے اس کام کو آگے بڑھایا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسے وقت میں وفات دی ہے کہ ان کے دنیا کے سارے کام ایک عمدہ نظام کی صورت میں چل چکے ہیں ہر چیز کا خیال رکھا جا چکا ہے۔ لیکن اس بارے میں میں یہ بات سمجھانی چاہتا ہوں۔ بہت سی باتیں ہیں جو میں اسوقت مناسب نہیں سمجھتا جماعت کے علم میں لانا مگر بہت ایسے مواقع آئے تھے جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ابتلاء تھا مگر خدا نے ان ابتلاؤں کو حل فرمایا اور ان کا خود خیال رکھا۔ آخری دنوں میں طبیعت واقعی بہت خراب تھی، بہت تکلیف دہ حالات تھے اور خود دعائیں کیا کرتی تھیں کہ اے خدا مجھے اب میرے ماں باپ کے پاس، میرے خاوند کے پاس پہنچا دے۔ ان کے لئے جو تعزیت کے خط آ رہے ہیں وہ اتنے زیادہ ہیں کہ مجھ میں طاقت نہیں کہ میں ان کا جواب دے سکوں اور ہمارے دفتر میں اور طوعی عملے میں بھی طاقت نہیں ہے۔ پہلے جو جواب دیئے جا رہے تھے وہی ختم نہیں ہو رہے ابھی تک۔ اس لئے میں جماعت سے درخواست کرتا ہوں کہ یہ یقین کریں کہ ان سب کے خطوط میری نظروں کے سامنے سے گزرے ہیں۔ ایک بھی ایسا نہیں جو میں نے نہ دیکھا ہو۔ اور ہر ایک کے لئے دل میں جذبات تشکر پیدا ہوئے ہیں اور دعا ہوئی ہے جزاکم اللہ کہا گیا ہے تو اب خط کی توقع نہ رکھیں۔ یہ خطبہ اور اس خطبے میں جو میں یہ اعلان کر رہا ہوں میری طرف سے جوابی خطوط کا نمائندہ سمجھا جائے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ اس لئے اظہار تعزیت بے شک کریں مگر اظہار تعزیت کا جواب یہ ہے جو اب دے رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو دنیا اور آخرت کی بہترین حسنات سے نوازے اور حضرت سیدہ مہر آپا کے درجات کو ہمیشہ بلند فرماتا رہے اور ان کے وہ کام جو نیکی کے کام ابھی ہونے والے باقی ہیں ان کو پوری طرح سر انجام دینے کی مجھے اور جو بھی اس میں ملوث ہیں ان کو توفیق عطا فرمائے۔

صحبت صالحین

پروفیسر میاں محمد افضل

ہر نماز میں صحبت صالحین کے طلبگار ہوتے ہیں۔ جب صراط مستقیم دکھائے جانے اور اس پہ چلائے جانے کی دعا کرتے ہیں یعنی ان لوگوں کے راستہ پر چلنے کی دعا کرتے ہیں جن پر انعام کیا گیا۔ اور وہ کون لوگ ہیں۔ نبی، صدیق، شہید اور صالح۔ سب کو راستہ کی تلاش تو ہے، صحبت صالحین کی طلب تو ہے لیکن انسان کوئی منزل نہیں پاسکتا جب تک اس کے حصول کے لئے کوشاں نہ ہو۔ میں بھی اس راہ کا متلاشی ہوں، کسی صالح کی قربت کا متمنی۔ اس لئے آیئے چند منٹ گزاریں اس زمانہ کے مصلح اور صالح سے بڑھ کر مقام نبوت پر فائز انسان کی محفل میں۔ سو اب جو میں پیش کروں گا وہ سب اس عظیم، پاک، صالح امام الزماں کی محفل سے خوشہ چینی ہوگی یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ملفوظات۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿کونوا مع الصادقین﴾ یعنی صادقوں کے ساتھ رہو۔ اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں "صادقوں کی صحبت میں ایک خاص اثر ہوتا ہے۔ ان کا نور، صدق واستقلال دوسروں پر اثر ڈالتا ہے اور ان کی کمزوریوں کو دور کرنے کے لئے مدد دیتا ہے"۔ دوسری جگہ فرمایا کہ "صادقوں کی معیت باعث حصول نجات و تقویٰ ہے"۔ قرآنی ارشاد ﴿کونوا مع الصادقین﴾ کا مطلب یہ ہے کہ "اکیلے نہ رہو کیونکہ اس حالت میں شیطان کا داؤ انسان پر ہوتا ہے۔ بلکہ صادقوں کی معیت اختیار کرو اور ان کی جمعیت میں رہو تاکہ انوار و برکات کا پر تو تم پر پڑتا رہے اور خانہ قلب کے ہر خس وخاشاک کو محبت الٰہی کی آگ جلا کر نور الٰہی سے بھر دے"۔ (البدر ۱۰ر جنوری ۱۹۰۵ء)۔

پھر فرمایا کہ مجاہدہ، دعا اور صحبت صالحین "یہ تین ذریعے ہیں جو ایمان کو شیطان کے حملوں سے محفوظ رکھتے ہیں اور اسے طاقت دیتے ہیں اور جب تک ان ذرائع سے انسان فائدہ نہیں اٹھاتا اس وقت تک اندیشہ رہتا ہے کہ شیطان اس پر حملہ کر کے اس کے متاع ایمان کو چھین نہ لے جاوے۔ اس لئے بہت بڑی ضرورت اس امر کی ہے کہ مضبوطی کے ساتھ قدم رکھا جائے اور ہر طرح سے شیطانی حملوں سے احتیاط کی جاوے۔ جو شخص ان تینوں ہتھیاروں سے اپنے آپ کو مسلح نہیں کرتا مجھے اندیشہ ہے کہ وہ کسی اتفاقی حملہ سے نقصان اٹھاوے" (تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۰۳ء)

ایک اور جگہ آپ فرماتے ہیں "صحبت میں بڑا اشرف ہے۔ اس کی تاثیر کچھ نہ کچھ فائدہ پہنچا ہی دیتی ہے۔ کسی کے پاس اگر خوشبو ہو تو پاس والے کو بھی پہنچ جاتی ہے۔ اسی طرح پر صادقوں کی صحبت اور روح صدق کی نفخ کر دیتی ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ گہری صحبت نبی اور صاحب نبی کو ایک کر دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف میں ﴿کونوا مع الصادقین﴾ فرمایا ہے اور اسلام کی خوبیوں میں سے یہ ایک بے نظیر خوبی ہے کہ ہر زمانہ میں ایسے صادق موجود رہتے ہیں لیکن آریہ سماجی یا عیسائی اس طریق سے کیا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ جب کہ ان کے ہاں یہ مسلم امر ہے کہ اب کوئی شخص خدا رسیدہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ جس پر خدا تعالیٰ کی تازہ بتازہ وحی نازل ہو"۔ (الحکم ۱۰ر فروری ۱۹۰۶ء)

یہاں یہ جو آپ نے فرمایا کہ کسی کے پاس اگر خوشبو ہو تو پاس والے کو بھی پہنچ جاتی ہے۔ اس سے شیخ سعدی علیہ الرحمہ کی ایک منظوم حکایت یاد آتی ہے۔ جس میں بھی کچھ ایسی ہی بات کہی گئی ہے۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ ایک روز محبوب کے ہاتھوں سے مجھے ایک مٹی کی ڈلی عطا ہوئی۔ وہ اتنی معطر اور خوشبودار تھی کہ میں نے اس سے پوچھ لیا کہ کیا تم مشک ہو یا عنبر۔ آخر اتنی دلآویز خوشبو تم میں کہاں سے آئی جو مست کئے دیتی ہے۔ اس نے جواب دیا کہ یہ اس وجہ سے ہے کہ مدت باگل نشستم یعنی ایک مدت میں ایک پھول یا پھول جیسے معطر انسان کی محفل میں رہی۔ اسلئے جمال ہمنشین در من اثر کرد وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم۔ یعنی یہ محض نشین کی خوبصورتی ہے جو مجھ میں منعکس ہو رہی ہے۔ وگرنہ میں کیا اور میری بساط کیا۔ میں تو محض ایک مٹی کی ڈلی ہوں جو تم دیکھ رہے ہو۔ گویا اچھے ہمنشین کی معیت یا صالحین کی صحبت ایسی تبدیلی کا باعث ہو سکتی ہے کہ مشک و عنبر کی خوشبو نکلنے لگے۔

واپس چلتے ہیں حضور کے ملفوظات کی طرف۔ حضور فرماتے ہیں "قرآن شریف میں آیا ہے ﴿قد افلح من زکّٰھا﴾ یعنی اس نے نجات پالی جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا۔ تزکیہ نفس کے واسطے صحبت صالحین اور نیکوں کے ساتھ تعلق پیدا کرنا بہت مفید ہے۔ جھوٹ وغیرہ اخلاق رذیلہ دور کرنے چاہئیں اور جو راہ پر چل رہا ہے اس سے راستہ پوچھنا چاہئے۔ اپنی غلطیوں کو ساتھ ساتھ درست کرنا چاہئے جیسا کہ غلطیاں نکالنے کے بغیر املا درست نہیں ہوتا ویسا ہی غلطیاں نکالنے کے بغیر اخلاق بھی درست نہیں ہوتے۔ آدمی ایسا جانور ہے کہ اس کا تزکیہ ساتھ ساتھ ہوتا رہے تو سیدھی راہ پر چلتا ہے۔ ورنہ بہک جاتا ہے۔

(بدر جلد ۱۰، ۱۹۱۱ء)

پھر فرمایا "تزکیہ نفس یا اخلاقی تزکیہ بہت ہی مشکل ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس فضل کے جذب کرنے کے لئے وہی تین پہلو ہیں۔

اول: مجاہدہ اور تدبیر۔ دوم: دعا

سوم: صحبت صالحین (جلسہ سالانہ ۱۹۰۳ء)

صحبت صالحین اس لئے ضروری ہے کہ صالحین خصوصاً "انبیاء علیہم السلام پر فضل الٰہی بدرجہ کمال ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کا تزکیہ اخلاق کامل طور پر خود کر دیتا ہے۔ ان میں بداخلاقیوں اور رذائل کی آلائش رہ ہی نہیں جاتی"۔ مزید یہ کہ صالحین کا قرب معرفت الٰہی کا موجب بنتا ہے۔ "درحقیقت یہ گند جو نفس کے جذبات کا ہے اور بداخلاقی، کبر، ریاء وغیرہ صورتوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس پر موت نہیں آتی جب تک اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو اور یہ مواد جل نہیں سکتا جب تک معرفت کی آگ ان کو نہ جلائے۔ جس میں یہ معرفت کی آگ پیدا ہو جاتی ہے وہ ان اخلاقی کمزوریوں سے پاک ہونے لگتا ہے۔ اور بڑا ہو کر اپنے آپ کو چھوٹا سمجھتا ہے اور اپنی ہستی کی کچھ حقیقت نہیں پاتا"۔

جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء کے موقعہ پر حضور نے فرمایا: "یاد رکھو اور دل سے سن لو میں پھر ایک بار ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہتا ہوں جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور وہ تعلق کوئی عام تعلق نہیں بلکہ بہت زبردست تعلق ہے اور ایسا تعلق ہے کہ جس کا اثر نہ صرف میری ذات تک بلکہ اس ہستی تک پہنچتا ہے جس نے مجھے بھی اس برگزیدہ انسان کامل کی ذات تک پہنچایا جو دنیا میں صداقت اور راستی کی روح لے کر آیا...... پس اس صورت اور حالت میں تم خوب دھیان دے کر سن رکھو کہ اگر اس بشارت سے حصہ لینا چاہتے ہو اور اس کے مصدق ہونے کی آرزو رکھتے ہو اور اتنی بڑی کامیابی (کہ قیامت تک مکفرین پر غالب رہو گے) کی سچی پیاس تمہارے اندر ہے تو پھر اتنا میں کہتا ہوں کہ یہ کامیابی اس وقت تک حاصل نہ ہوگی جب تک لوامہ کے درجہ سے گزر کر مطمئنہ کے مینار تک نہ پہنچ جاؤ۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتا کہ تم ایک ایسے شخص کے ساتھ پیوند رکھتے ہو جو مامور من اللہ ہے۔ پس اس کی باتوں کو دل کے کانوں سے سنو، اس پر عمل کرنے کے لئے ہمہ تن تیار ہو جاؤ تاکہ ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جو اقرار کے بعد انکار کی نجاست میں گر کر ابدی عذاب خرید لیتے ہیں"۔

ان ارشادات گرامی سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ صحبت صالحین ضروری ہے کیونکہ:

۱۔ صادقوں کی صحبت میں رہیں تو ان کا نور، صدق اور استقلال میں بھی سرایت کر سکتا ہے۔
۲۔ اس سے ہمیں اپنی کمزوریاں دور کرنے میں مدد ملتی ہے۔
۳۔ صادقوں کی معیت باعث حصول نجات و تقویٰ ہے۔
۴۔ ان کے دم سے انسان کے قلب میں محبت الٰہی کی آگ فروزاں ہو جاتی ہے جو انسانی کدورتوں کو بھسم کر دیتی ہے۔
۵۔ صالحین کا قرب معرفت الٰہی کا موجب بنتا ہے۔
۶۔ صحبت صالحین تزکیہ نفس کا موجب بنتی ہے۔
۷۔ صالحین سے رہنمائی ملتی ہے۔ ہماری اصلاح اور غلطیوں کی درستگی کی صورت پیدا ہوتی ہے۔
۸۔ صالحین کی صحبت باعث شرف ہے۔
۹۔ ان کی قربت سے میں ایسی خوشبو رچ بس جاتی ہے جو ہمارے وجود کو معطر کرتی ہے۔

مگر ایک دامن سے وابستہ ہونا اور پھر اس کی قربت کی کوشش نہ کرنا کمزوری ایمان پر دلالت کرتا ہے۔

اسلام کی خوبیوں میں سے صحبت صالحین کا میسر آنا ایک بے نظیر خوبی ہے کیونکہ ہر زمانہ میں صادق موجود ہوتے ہیں۔

اس کے بعد حضور کے ملفوظات سے ایک اور اقتباس بھی پیش کرنا چاہوں گا۔ جس میں ہماری کوتاہیوں پہ سرزنش بھی ہے اور ایک انتباہ بھی۔ حضور فرماتے ہیں:

"دین تو چاہتا ہے کہ مصاحبت ہو۔ پھر مصاحبت سے گریز ہو تو دینداری کے حصول کی امید کیوں رکھتا ہے۔ نے بارہا اپنے دوستوں کو نصیحت کی ہے اور پھر کہتے ہیں کہ وہ بار بار یہاں آکر رہیں اور فائدہ اٹھائیں مگر بہت کم توجہ کی جاتی ہے۔ لوگ ہاتھ میں ہاتھ دے کر دین کو دنیا پر مقدم کر لیتے ہیں مگر اس کی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔ یاد رکھو قبریں آواز دے رہی ہیں اور موت ہر وقت قریب ہوتی جاتی ہے۔ ہر ایک سانس تمہیں موت کے قریب کرتا جاتا ہے اور تم اسے فرصت کی گھڑیاں سمجھتے ہو۔ اللہ تعالیٰ سے مکر کرنا تمہارا کام نہیں۔ جب موت کا وقت آگیا پھر ایک ساعت آگے پیچھے نہ ہوگی۔ وہ لوگ جو اس سلسلہ کی قدر نہیں کرتے اور انہیں کوئی عظمت اس کی معلوم ہی نہیں۔ ان کو جانے دو۔ مگر ان سب سے بدقسمت اور اپنی جان پر ظلم کرنے والا تو وہ ہے جس نے اس سلسلہ کو شناخت کیا اور اس میں شامل ہونے کی فکر کی لیکن اس نے کچھ قدر نہ کی۔ وہ لوگ جو یہاں آکر میرے پاس کثرت سے نہیں رہتے اور ان باتوں سے جو خدا تعالیٰ ہر روز اپنے سلسلہ کی تائید میں ظاہر کرتا ہے نہیں سنتے اور دیکھتے وہ اپنی جگہ پر کیسے ہی نیک اور متقی اور پرہیزگار ہوں۔ مگر یہی کہوں گا کہ جیسا چاہئے انہوں نے قدر نہیں کی۔ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ تکمیل علمی کے بعد تکمیل عملی کی ضرورت ہے۔ پس تکمیل عملی بدوں تکمیل علمی کے محال ہے۔ اور جب تک یہاں آکر نہیں رہتے تکمیل علمی مشکل ہے۔ بارہا خطوط آتے ہیں کہ فلاں شخص نے اعتراض کیا اور جواب نہ دے سکے۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ یہی کہ لوگ یہاں نہیں آتے اور ان باتوں کو نہیں سنتے جو خدا تعالیٰ اپنے سلسلہ کی تائید میں علمی طور پر ظاہر کر رہا ہے"۔

"پس اگر تم واقعی اس سلسلہ کو شناخت کرتے ہو اور خدا پر ایمان لاتے ہو اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا سچا وعدہ کرتے ہو تو میں پوچھتا ہوں کہ اس پر عمل کیا ہوتا ہے۔ کیا ﴿کونوا مع الصادقین﴾ کا حکم منسوخ ہو چکا ہے۔ اگر تم واقعی ایمان لاتے ہو اور سچی خوش قسمتی یہی ہے تو اللہ تعالیٰ کو مقدم کر لو۔ اگر ان باتوں کو ردی اور فضول سمجھو گے تو یاد رکھو خدا تعالیٰ سے ہنسی کرنے والے ٹھہرو گے۔" (جنوری ۱۸۹۸ء)

حضور کے ان الفاظ میں ہمارے لئے بہت بڑا انتباہ ہے۔ یہ الفاظ ہمیں جھنجھوڑ رہے ہیں کہ ہمیں صالحین کی محفل میں شامل ہونا اور اس سے استفادہ کرنا چاہئے۔

مگر اس کا طریق کیا ہوگا۔ ہمیں حاضری دینی ہوگی ان کے پاس جو میں موجود ہیں۔ اور استفادہ کرنا ہوگا ان بزرگوں سے بھی جو رخصت ہو چکے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس جماعت میں کئی ہیں جو صاحب رؤیا و کشوف ہیں۔ نور ایمان سے ان کے چہرے دمک رہے ہیں۔ (جیسا کہ قرآن کریم میں ﴿سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود﴾ میں اشارہ کیا گیا ہے)۔ ان کی قربت کی سعادت پانا ہمارے لئے باعث شرف ہوگا اور پھر آج تو قربت کے طریق ہی نرالے ہیں۔ آج اللہ تعالیٰ نے پر ایسا احسان فرمایا کہ اس زمانہ کی برگزیدہ ہستی ہمارے اتنے قریب آگئی گویا ہر گھر میں شمع روشن ہوگئی۔ اور جب کنواں چل کر خود پیاسے کے پاس پہنچ جائے تو یہ کتنی بڑی محرومی ہوگی کہ پیاسے ہی رہیں۔ آج ہر گھر میں چشمہ فیض رواں ہے۔ جام بھریں اور سیراب ہوں۔ کہاں وہ زمانہ کہ متلاشی سینکڑوں، ہزاروں میل کا سفر کر کے کسی اللہ والے کو ڈھونڈھ نکالتے اور کہاں یہ صورت کہ آج ہر روز، روز عید ہے۔ آج ہر روز اور اپنے گھر میں بیٹھے موقع ملتا ہے کہ صحبت صالحین سے فیض یاب ہونے کا۔ لیکن اگر ایسے میں بھی اپنے قلب و نظر اس شمع فروزاں کے طفیل منور نہ کر سکیں تو یہ ہماری بدقسمتی ہوگی۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ ہمیں ان اللہ کے پیاروں کی قربت کی سعی کرنی چاہئے جو رخصت ہو چکے۔ ان کی محفل میں آج بھی شرکت ممکن ہے۔ ان کی سوانح، ان کے ایمان افروز واقعات، ان کی پند و نصائح سے ہمارے اندر ایک نیک تبدیلی پیدا ہو سکتی ہے۔ ان کی تحریرات ہمیں ان کے قریب لا سکتی ہیں۔ ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ پڑھیں تو محسوس ہوتا ہے گویا ایک بار پھر اس پاک محفل میں جا پہنچے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے توکل کے واقعات، حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور ثالثؒ کی روشن اور ایمان افروز تحریریں۔ حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ کے قبولیت دعا کے نشانات پڑھیں تو یوں معلوم دیتا ہے گویا فرشتوں کی محفل میں شریک ہو گئے۔ ان بزرگان دین کی قربت سے روحانی سرور ملتا ہے۔ اور قلب میں محبت الٰہی کی آگ فروزاں ہوتی ہے۔ اس لئے ایسا تعلق قائم کرنا ضروری ہے۔ صحبت صالحین باعث تزکیہ نفس ہوگی۔ اس لئے ایسی صحبت تلاش کریں تا ایسا نہ ہو کہ غفلت برتنے والے قرار دئے جائیں، پیچھے رہنے والے بن جائیں، اور وہ نور ہدایت جو صحبت صالحین سے حاصل ہوتی ہے اس سے محروم رہیں۔

مہدی برحق کے بارے میں

احکم الحاکمین کا ناطق فیصلہ

جس کو چاہے تخت شاہی پر بٹھا دیتا ہے تو
جس کو چاہے تخت سے نیچے گرا دے کر کے خوار
میں بھی ہوں تیرے نشانوں سے جہاں میں اک نشاں
جس کو تو نے کر دیا ہے قوم و دیں کا افتخار

(المسیح الموعودؑ)

(دوست محمد شاہد - مورّخِ احمدیت)

۱۸۸۱ء کا عیسوی سال روحانی اور مادی دو متوازی انقلابات کا سنگم ثابت ہوا کیونکہ یہی وہ تاریخی سال ہے جس میں سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کو عالم رویا میں حجت و برہان کی روحانی مگر نہایت چمکیلی اور روشن تلوار کے ذریعہ قلوب عالم کی فتح کا نظارہ دکھایا گیا- دوسری طرف اسی سال سوڈان میں سید محمد احمد سوڈانی مہدی نے اعلان کیا کہ آنحضرت ﷺ کی بشارت کے مطابق میں مہدی ہوں اور گزشتہ تمام اولیاء اور خدا کے فرشتے میری تائید میں کھڑے ہیں- حضرت مسیح موعودؑ مرزا غلام احمد قادیانی اس زمانے میں گوشہ گمنامی میں زندگی بسر کر رہے تھے اس کے برعکس مہدی سوڈانی کے پاس ہزارہا جانثار موجود تھے جو اس کے اشارہ پر اپنی جانیں نچھاور کرنے اور ترکوں، مصریوں اور انگریزوں سے برسرِ پیکار ہونے کے لئے تیار تھے-

اب اس اجمال کی تفصیل ملاحظہ ہو-

اول : سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کو ۱۸۸۱ء میں خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے جو پُر از اسرار و حکم خواب دکھایا گیا وہ حضرت اقدس ہی کے قلم سے درج ذیل کیا جاتا ہے- فرماتے ہیں :

"ایک نہایت چمکیلی اور روشن تلوار میرے ہاتھ میں ہے جس کی نوک آسمان میں ہے اور قبضہ میرے پنجہ میں اور اس تلوار میں سے ایک نہایت تیز چمک نکلتی ہے جیسا کہ آفتاب کی چمک ہوتی ہے اور میں اسے کبھی اپنے دائیں طرف اور کبھی بائیں طرف چلاتا ہوں اور ہر ایک وار سے ہزارہا آدمی کٹ جاتے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ تلوار اپنی لمبائی کی وجہ سے دنیا کے کناروں تک کام کرتی ہے اور وہ ایک بجلی کی طرح ہے جو ایک دم میں ہزاروں کوس چلی جاتی ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ ہاتھ تو میرا ہی ہے مگر قوت آسمان سے اور میں ہر ایک دفعہ اپنے دائیں اور بائیں طرف اس تلوار کو چلاتا ہوں، اور ایک مخلوق ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گرتی جاتی ہے"-

حضرت اقدس نے یہ خواب غزنی کے ایک ممتاز بزرگ حضرت مولوی عبداللہ غزنوی صاحب کو جو ۱۵ر فروری ۱۸۸۱ء کو انتقال کر گئے تھے- ان کی وفات کے تھوڑے دنوں بعد خواب میں بتلائی اور ان سے تعبیر پوچھی- حضرت مولوی عبداللہ صاحب نے اس کی تعبیر یہ بتلائی :-

"تلوار سے مراد اتمام حجت اور تکمیل تبلیغ ہے اور میرے دلائل قاطعہ کی تلوار ہے- اور جو دیکھا کہ وہ تلوار دائیں طرف زمین کے کناروں تک مار کرتی ہے اس سے مراد دلائل روحانیہ ہیں جو از قسم خوارق اور آسمانی نشانوں کے ہوں گے اور یہ جو دیکھا کہ وہ بائیں طرف زمین کے کناروں تک مار کرتی ہے اس سے مراد دلائل عقلیہ وغیرہ ہیں جن سے ہر ایک فرقہ پر اتمام حجت ہوگا-"

(نزول المسیح طبع اول صفحہ ۲۳۸، ۲۳۹- تصنیف ۳-۱۹۰۲ء اشاعت ۲۵ر اگست ۱۹۰۹ء)

دوم : جہاں تک سوڈانی مہدی کا تعلق ہے اس نے ۳۰ر جون ۱۸۸۱ء مطابق یکم شعبان ۱۸۹۸ھ کو ایک خصوصی مکتوب کے ذریعہ اعلان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے ایک رویاء میں مجھے اپنے ساتھ بٹھایا اور میرے متعلق ارشاد فرمایا "ھو المھدی" وہ مہدی ہے- نیز تین بار فرمایا "من لم یصدق بمھدیته کفر باللہ و رسوله" جو اس کے مہدی ہونے کی تصدیق نہیں کرتا وہ اللہ اور اس کے رسول کا منکر ہے- بیروت کے ادارہ دارالجیل کی شائع کردہ کتاب "منشورات المھدی" میں نہ صرف اس عربی مکتوب کا مکمل متن موجود ہے بلکہ اس کے وہ تمام مکاتیب ریکارڈ شدہ ہیں جو اس نے اپنی وفات (۲۲ر جون ۱۸۸۵ء) سے قبل لکھے تھے- ان مکاتیب کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو مہدی سوڈانی کے دعاوی و نظریات کے بارے میں حیرت انگیز انکشافات ہوتے ہیں مثلاً اس میں یہ لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے خوشخبری دی ہے کہ میرے چالیس ہزار دو سو صحابہ، ساٹھ ہزار فوت شدہ اولیاء اور لاتعداد فرشتے دین کی تقویم میں سرگرم عمل ہیں (ایضاً صفحہ ۹)- آنحضرت ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ میری بیعت کرنے والے اللہ اور اس کے رسول کی بیعت کرتے ہیں- نیز لکھا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ تمام گزشتہ نبیوں، مرسلوں اور اولیاء و صالحین کو اس زمانہ میں دوبارہ مبعوث فرماتا تو انہیں اس مہدی کی اتباع اور جملہ احکام میں اس کی اقتداء کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا- (ایضاً صفحہ ۶۴)-

ایک مکتوب میں لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے مجھے فرمایا ہے کہ "انك مخلوق من نور عنان قلبی" کہ تم میرے عنان قلب کے نور سے پیدا کئے گئے ہو- تمہاری مہدویت کا شک کرنے والا اللہ اور رسول کا منکر ہے- آنحضرت ﷺ نے میری مہدویت کے مخالف و منکر ترکوں اور میری مخالفت میں ان کے ہم نواؤں کے خلاف جہاد کرنے کا حکم دیا ہے اور انہیں بدترین کافر قرار دیا ہے- آنحضرت ﷺ نے مجھے یہ بھی بشارت دی ہے کہ میرے اصحاب آنحضرت ﷺ کے اصحاب کی طرح ہیں اور میرے عوام شیخ عبدالقادر جیلانی کا رتبہ رکھتے ہیں- (ایضاً صفحہ ۴۷)- دعویٰ مہدویت سے قبل مہدی سوڈانی چونکہ مصر اور ترکی کے خلاف بغاوت اور مصر جیسی عظیم اور قدیم اسلامی مملکت سے علیحدگی کا منصوبہ مکمل کر چکا تھا اس لئے اس نے دیکھتے ہی دیکھتے اپنے مسلح مریدوں کے ذریعہ سوڈان پر قبضہ کر لیا- (الاعلام جلد ۶ صفحہ ۲۰ تالیف خیر الدین الزرکلی ناشر "دارالعلم للملایین" بیروت لبنان طبع ہفتم ۱۹۸۶ء)

مہدی سوڈانی نے برسرِ اقتدار آتے ہی نماز نہ پڑھنے والوں کو کوڑے لگانے کے احکامات جاری کر دیئے، شرعی عذر کے بغیر روزہ نہ رکھنے والوں کو جیل میں ڈالا جانے لگا، عورتوں کا بازاروں میں پھرنا ممنوع ہو گیا، حق مہر کی شرح ۳۰ سوڈانی سکے مقرر کی گئی اور ہر ایک پر قرآن کریم حفظ کرنا لازم قرار دے دیا گیا- (اسلامی انسائیکلوپیڈیا صفحہ ۱۳۹۱، ناشر شاہکار بک فاؤنڈیشن کراچی اشاعت ۱۹۸۱ء)

اسی زمانہ میں جب کہ مہدی سوڈانی اور اس کے "درویش" کہلانے والے مریدوں کی مصری حکومت کے خلاف باغیانہ کارروائیاں زوروں پر تھیں دہلی کے ایک مسلمان اخبار "وفادار" کے مالک مولوی محمد فضل الدین صاحب نے یہ دلچسپ ریمارکس شائع کئے :

"ان کے (مہدی سوڈانی) عالم وجود میں آنے کا زمانہ سن ہجری ۱۲۵۹ھ اور سن عیسوی ۱۸۴۲ء اور ان کے ظہور مہدویت کی تاریخ اگست (مطابق رمضان) ۱۸۸۱ء سے محسوب ہوتی ہے...... خود بدولت اپنے اشتہارات وغیرہ میں اپنا نام محمد احمد لکھتے ہیں جو غالباً زیادہ اعتبار کے لائق ہے- بہرحال تمام انسانی قرائن کے بموجب یہ مہدی صادق تو نہیں مگر ایک نہایت درجہ کے محتاط پرہیزگار فاضل اسلام پرست منتظم آدمی ہیں جن کی علمی اور تمدنی لیاقتوں کا اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہوگا کہ آج حضرت کے پاس کم و بیش تین لاکھ جان نثار خدا واسطے کو لڑنے والے موجود ہیں...... ان کے تین ہم عصر اور بھی مہدی کہلاتے ہیں...... سنا جاتا ہے کہ ان کی بیویاں بھی دس سے متجاوز ہیں"-

(کلمہ فضل رحمانی صفحہ ۸۶-۸۷ مصنفہ قاضی فضل احمد صاحب کورٹ انسپکٹر لدھیانہ طبع اول ۱۸۹۷ء- مطبوعہ دہلی پنچ پریس لاہور طبع دوم جون ۱۹۸۸ء - ناشر "عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت" ملتان)

یہ ہے مہدی سوڈانی کی اصل شخصیت جو زمانہ حال کے فلسفی شاعر سر محمد اقبال کا محبوب اور اس کی عقیدتوں کا مرکز ہے- اقبال کے نزدیک "مہدی، مسیحیت اور مجددیت کے متعلق جو احادیث ہیں وہ ایرانی و عجمی تخیلات کا نتیجہ ہیں- عربی تخیلات اور قرآن کی صحیح سپرٹ سے ان کو کوئی سروکار نہیں" (مکاتیب اقبال حصہ دوم صفحہ ۲۳۱ مرتبہ شیخ عطاء اللہ ایم- اے شعبہ معاشیات ہیلی کالج آف کامرس- ناشر شیخ محمد اشرف تاجر کتب کشمیری بازار لاہور- ۱۹۵۱ء)

اس نظریہ کے باوجود اقبال نے "جاوید نامہ" میں مہدی سوڈانی کو "درویش سودانی" کا نام دے کر اسے زبردست خراج تحسین ادا کیا ہے اور عالم خیال میں اس کی روح سے قوم عرب کے نام یہ جعلی پیغام دیا ہے (او خویشتن که گم است کرا رہبری کند)

"اے فواد! اے فیصل اور اے ابن سعود! تم کب تک اس طرح تفرقہ کا شکار بنے رہو گے؟ کب تک اپنی ذاتی ترقی کے لئے کوشاں رہو گے؟ کب تک ملت اسلامیہ کے مفاد عمومی سے غافل رہو گے؟ اب وقت آگیا ہے کہ تم اپنے اندر سوز (عشق رسولؐ) پیدا کرو اور دین اسلام کی سربلندی کے لئے متحد ہو جاؤ"

(شرح جاوید نامہ صفحہ ۸۱۰-۸۱۱، از یوسف سلیم چشتی ناشر عشرت پبلشنگ ہاؤس لاہور- طبع اول اکتوبر ۱۹۵۶ء)

حیرت کی بات تو یہ ہے کہ سر محمد اقبال جنہیں انیسویں صدی کی مذہبی تاریخ سے واقفیت کا ہمیشہ غرّہ رہا سوڈان کے اس خونی ملاں کے باب میں (محض احمدیت دشمنی کی بناء پر) اپنے اس تاریخی تجربہ کو بھی فراموش کر بیٹھے کہ "ایک اوسط مسلمان کی سادہ لوحی زیادہ تر افسانہ تراش ملا کی ایجادات کا نتیجہ ہے- قوم کی مذہبی زندگی سے ملاؤں کو الگ کر کے اتاترک نے وہ کام کیا جس سے ابن تیمیہ یا شاہ ولی اللہ کا دل مسرت سے لبریز ہو جاتا"- (اقبال اور احمدیت- صفحہ ۱۰۱ - مرتب بشیر احمد ڈار، ناشر آئینہ ادب لاہور طبع اول ۱۹۸۴ء)

سوم : اقبال پرست دانشوروں اور ملاؤں نے سوڈانی مہدی کی ترجمانی کرتے ہوئے عجیب و غریب گُل کھلائے ہیں- کسے معلوم نہیں کہ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق چاند سورج گرہن کا آفاقی نشان ماہ رمضان ۱۳۱۱ھ مطابق مارچ، اپریل ۱۸۹۴ء میں رونما ہوا اور سوڈان کا یہ نام نہاد مہدی ۲۲ر جون ۱۸۸۵ء یعنی نشان کے ظہور سے قریباً ۹ سال قبل لقمہ اجل ہو چکا تھا-

(Collier's Encyclopaedea Vol. 15 Crowell Collier and Macmillan, Inc., 1967.)

اس حقیقت کے باوجود علماء سوء کی فریب کاری ملاحظہ ہو- حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۴۸ پر چیلنج دیا تھا کہ :

"یہ نشان کسی دوسری مدعی کو نہیں دیا گیا خواہ

صادق ہو یا کاذب- صرف مہدی موعود کو دیا گیا ہے- اگر یہ ظالم مولوی اس قسم کا خسوف کسوف کسی اور مدعی کے زمانہ میں پیش کر سکتے ہیں تو پیش کریں، اس سے بے شک میں جھوٹا ہو جاؤں گا ورنہ میری عداوت کے لئے اس قدر عظیم الشان معجزہ سے انکار نہ کریں"

(بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۳۳۲)

اس باطل شکن چیلنج کے جواب میں ایک صاحب "مقبول یزداں مجدد دوراں حضرت مولانا سید ابو احمد رحمانی" نے ۱۳۳۳ھ میں دلی پرنٹنگ ورکس دہلی سے "دوسری شہادت آسمانی" کے نام پر ایک رسالہ شائع کیا جس میں شرم و حیا کے ہر تقاضا کو بالائے طاق رکھتے ہوئے پوری بے حجابی سے یہ کھلا افتراء شائع کیا کہ "اس گہن کے وقت...... **محمد احمد سوڈانی مدعی مہدویت اس وقت تھے**"-

احمدیت کے معاند خصوصاً احراری ملاں اس شرمناک جھوٹ کو پورے زور شور سے پھیلاتے چلے آ رہے ہیں- چنانچہ "مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان" نے رئیسِ قادیان کے نام پر مولوی ابوالقاسم رفیق دلاوری کی ایک ضخیم کتاب شائع کی ہے جس کے صفحہ ۱۹۹ و ۲۰۰ پر مولوی سید ابو احمد رحمانی کی کذب بیانی کو اپنے فن تلبیس کے ذریعہ مزید رنگ و روغن سے مزین کرتے ہوئے لکھا ہے:

"مرزا صاحب کا یہ دعویٰ بھی سخت لغو ہے کہ "اس گرہن کے وقت میں مہدی موعود ہونے کا کوئی مدعی زمین پر بجز میرے نہیں تھا" کیونکہ قادیانی صاحب ہی کے زمانہ میں محمد احمد مہدی سوڈان میں کوسِ مہدویت بجا رہا تھا- یہ صحیح ہے کہ محمد احمد سوڈانی نے مارچ ۱۸۹۴ء مطابق رمضان ۱۳۱۱ھ کے اجتماع کسوفین کو قادیانی صاحب کی طرح اپنی مہدویت کا نشان قرار نہیں دیا اور نہ اس نے ان کی طرح صدہا اشتہار اور رسالے اردو اور فارسی اور عربی میں شائع کئے لیکن اس کی دو وجہیں تھیں- ایک یہ کہ ۱۸۹۴ء کے کسوفین میں کوئی ندرت اور خصوصیت نہیں تھی- دوسرے یہ کہ محمد احمد ایک عملی آدمی تھا- قادیانی کی طرح اس کی مہدویت کی ساری کائنات پروپیگنڈا بازی نہیں تھی کہ وہ بھی کاغذی گھوڑے دوڑاتا اور جھوٹا پروپیگنڈا کرتا-"

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے

مہدی سوڈانی کو مصریوں، ترکوں اور انگریزوں کے خلاف قتل و غارت کی مہم میں اپنی زندگی میں بس اتنی کامیابی ہو سکی کہ شمالی سوڈان کے اکثر حصے مصر کی عملداری سے نکل کر اس کے قبضے میں آ گئے- (الاولیا والصالحون والاسلام فی السودان- ترجمہ ہنری ریاض صفحہ ۵۱- ناشر دارالجیل ۱۹۸۶ء)

لیکن اس کے مرنے کے چند سال بعد نہ صرف اس کی تحریک کا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹ گیا بلکہ اس کی قائم کردہ حکومت کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو گیا اور اس کے واقعات قصہ پارینہ اور عبرت کا ایک نشان بن کر رہ گئے- چنانچہ جناب غلام رسول صاحب مہر لکھتے ہیں:

"محمد احمد کی تحریک نے سارے سوڈانیوں میں مذہب اور آزادی کا جوش پیدا کر دیا- تھوڑی مدت میں مہدی مصر و برطانیہ کی فوجوں کو شکست دے کر سوڈان پر قابض ہو گیا- افسوس کہ اس کی عمر نے وفا نہ کی- مہدی نے جو حکومت قائم کی تھی وہ درویش حکومت کہلاتی ہے- ۱۸۹۸ء میں اس حکومت کا خاتمہ ہوا"-

(مختصر تاریخ اسلام صفحہ ۳۲۳ از جناب غلام رسول مہر ناشر شیخ غلام علی اینڈ سنز- لاہور ۱۹۸۵ء)

ازہر کے ایک نامور عالم حسن الاعظمی سابق پروفیسر مصری یونیورسٹی قاہرہ نے یہ انکشاف کیا ہے کہ سوڈانی مہدی نے مصر کے خلاف بغاوت کا پورا نقشہ جمال الدین افغانی کی سازش سے بنایا تھا- یہ ایک حیران کن انکشاف ہے کیونکہ ڈاکٹر سر محمد اقبال کی نگاہ میں وہ اس دور کے واحد مجدد تھے جیسا کہ ان کے مکتوب ۷ر اپریل ۱۹۳۲ء کے درج ذیل الفاظ سے بالکل عیاں ہے:

"زمانہ حال میں میرے نزدیک اگر کوئی شخص مجدد کہلانے کا مستحق ہے تو وہ صرف جمال الدین افغانی ہے- مصر و ایران و ترکی و ہند کے مسلمانوں کی تاریخ جب کوئی لکھے گا تو اسے سب سے پہلے عبدالوہاب نجدی اور بعد میں جمال الدین افغانی کا ذکر کرنا ہو گا- مؤخر الذکر ہی اصل میں مؤسس ہے زمانہ حال کے مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کا"-

(مجموعہ مکاتیب اقبال حصہ دوم صفحہ ۲۳۱، ۲۳۲)

بہر کیف جناب حسن الاعظمی، مہدی سوڈانی کی ناکام تحریک کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مارچ ۱۸۴۸ء میں ایک کشتی ساز کے گھر میں بمقام ڈنگولا پیدا ہوئے، خرطوم کے شمال میں بود و باش اختیار کی اور خفیہ طریقہ پر دیہاتی آبادی میں ٹیکسوں اور محاصل کے خلاف بددلی پیدا کرنی شروع کی- ۱۸۷۴ء میں قاہرہ گئے جہاں ان کی جمال الدین افغانی سے ملاقات ہوئی اور بیان کیا جاتا ہے کہ آزادی سوڈان کے مسئلہ پر ان سے اور شیخ سے بہت کچھ مشورہ اور تبادلہ خیالات ہوا- قاہرہ سے واپس آنے کے بعد مہدی نے جنگ آزادی کا نقشہ بنانا شروع کیا اور بالآخر ۱۸۸۱ء میں اپنے مہدی موعود ہونے کا اعلان کر دیا- سوڈانی ہزارہا کی تعداد میں ان کے جھنڈے کے نیچے جمع ہونے لگے- اور جب مصری فوجیں اس بغاوت کو فرو کرنے کے لئے بھیجی گئیں تو مہدی کی فوج نے ان کو پے در پے شکستیں دیں- ۱۸۸۳ء میں ہکس پاشا کے دس ہزار سپاہی قتل کر دیئے گئے، ان کے خاص پیرو دغنہ نے مشرقی سوڈان میں ہلچل مچا دی-

جس زمانہ میں مصر میں اعرابی کی شورش پیدا ہو رہی تھی تو سوڈان میں مہدی کے معتقدین شدت کے ساتھ جہاد کر رہے تھے، ۱۸۸۲ء میں جب برطانوی فوجیں مصر میں داخل ہوئیں تو اس واقعہ نے مہدی کی فوجوں میں سخت غصہ اور جوش پیدا کر دیا- ۱۸۸۳ء میں برطانوی حکومت نے مصری حکومت کو حکم دیا کہ سوڈان کا تصفیہ کر دیا جائے مگر جب مصری جنرل عبدالقادر پاشا کو ہدایت کی گئی کہ وہ سوڈان سے مصری حکام اور فوج کو واپس لائیں تو انہوں نے اس حکم کی تعمیل کرنے سے صاف انکار کر دیا تب جنرل گارڈن کو خرطوم بھیجا گیا اور خدیو نے جنرل موصوف کو سوڈان کا گورنر جنرل بنا دیا- خرطوم میں گارڈن کو مہدی کی فوجوں نے گھیر لیا اور وہ وہیں مارے گئے- اس کے بعد مہدی کا انتقال ہو گیا مگر دغنہ برابر جہاد کرتا رہا- ۸۶ء میں کچنر خرطوم بھیجے گئے اور ان کے مقابلہ میں دغنہ کو ہٹنا پڑا- یہ جنگ ۹۱ء تک جاری رہی لیکن ۱۹ر فروری ۹۱ء کو دغنہ نے آخری شکست کھائی اور اس کے بعد سے مہدی کی تحریک کا تقریباً خاتمہ ہو گیا"-

(آزاد مصر- صفحہ ۲۹۱، ۲۹۲ مؤلفہ حسن الاعظمی ناشر فاران لیمیٹڈ کراچی اشاعت طبع اول، ۱۵ر نومبر ۱۹۴۸ء)

مہدی سوڈانی کی اس رسوائے عالم ناکامی اور نامرادی نے احمدیت کے مخالف قلمکاروں اور لکھاریوں کے دل و دماغ کو ہلا کر رکھ دیا ہے اور انہوں نے یہ پراپیگنڈا شروع کر دیا ہے کہ مہدی سوڈانی نے "**کبھی مہدویت کا دعویٰ نہ کیا**"

(فیروز سنز اردو انسائیکلو پیڈیا، طبع سوم صفحہ ۹۶۷)

شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور نے اردو جامع انسائیکلو پیڈیا شائع کی ہے جس میں مہدی سوڈانی کے زیر عنوان یہ عجیب و غریب نظریہ ایجاد کیا گیا ہے کہ "**ریاضت اور نیک عملی کی وجہ سے مہدی مشہور ہو گئے، انگریزوں نے بلاوجہ الزام لگا دیا کہ انہوں نے مہدی منتظر ہونے کا دعویٰ کیا ہے**"- یہ کتاب ۱۹۸۸ء میں منظر عام پر آئی ہے-

آل انڈیا نیشنل کانگریس جس شخص اور اس کے طرز عمل کو ہندو پالیسی کے خلاف پاتی اس کا نام برطانوی ایجنٹ رکھ دیتی اور اس کے خیالات کو انگریز کی پیداوار قرار دے دیتی تھی- کانگریس کے احراری ملاؤں نے اپنے سیاسی پیشواؤں کی اس سنت کی پیروی میں پاکستان اور قائداعظم کے انگریزی گماشتہ ہونے کا ہمیشہ پراپیگنڈہ کیا- سوڈانی مہدی سے متعلق یہ خیال بھی قطعی طور پر اسی ذہنیت کی پیداوار ہے کیونکہ سوڈانی مہدی کے خود نوشت مکتوبات اور مراسلات میں متعدد جگہ یہ دعویٰ موجود ہے جیسا کہ قبل ازیں بتایا جا چکا ہے- یہ خیال کہ انگریزوں نے اسے بدنام کرنے کے لئے مہدی مشہور کر دیا نہ صرف انتہائی مضحکہ خیز بات ہے بلکہ ایک ایسے مدعی کاذب کے عبرتناک انجام پر پردہ ڈالنے کے مترادف ہے جس نے ساری عمر آنحضرت ﷺ پر یہ شرمناک افتراء کیا کہ آنحضورؐ نے اس کے مہدی ہونے کی بشارت دی ہے اور اس کے منکروں کو تین بار کافر کہا ہے- ایسے گستاخ رسول کی ناکامی اور نامرادی کو دنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی تھی- سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۲۳ر فروری ۱۹۰۳ء کو ارشاد فرمایا:

"آئے دن سنا جاتا ہے کہ کسی نے دعویٰ کیا ہے کہ میں ہی مسیح ہوں جو آنے والا تھا یا میں مہدی ہوں جس کا انتظار کیا جاتا تھا- یہ سب کچھ ہمارے لئے مضر نہیں ہیں- یہ تو بلکہ ہماری صداقت کو اور بھی دوبالا کر کے دکھاتا ہے کیونکہ مقابلہ کے سوا کسی کی بھلائی یا برائی کا پورا اظہار نہیں ہو سکتا- یہ لوگ دعویٰ کرتے اور چند روز بانی اور جھاگ والا معاملہ کر کے دنیا سے رخصت ہو جاتے یا پاگل خانہ کی سیر کو روانہ کئے جاتے ہیں- یہ ہماری صداقت پر مہر ہیں- ہر نبی کے ساتھ کوئی نہ کوئی جھوٹا نبی بھی آتا ہے- چنانچہ ہمارے نبی ﷺ کے وقت میں چار شخص ایسے تھے- اسی طرح اس زمانہ کے لئے بھی لکھا ہے کہ بہت سے جھوٹے نبی آویں گے سو یہ لوگ خود ہی اس پیشگوئی کو پورا کرتے ہیں- بھلا کوئی بتاوے کہ وہ مہدی سوڈانی اب کہاں ہے؟ یا پیرس کا مسیح کیا ہوا؟ انجام نیک صرف صادق ہی کا ہوتا ہے- سارے جھوٹے اور مصنوعی آخر تھک کر رہ جاتے یا ہلاک ہو جاتے ہیں اور جھوٹ کے انجام کا پتہ دوسروں کے لئے بطور عبرت کے چھوڑ جاتے ہیں"

(ملفوظات جدید ایڈیشن جلد سوم صفحہ ۱۰۹)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیرت انگیز قبولیت و نصرت

ان کاذب مدعیان مہدویت و مسیحیت کے مقابل کس طرح خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دنیا بھر میں حیرت انگیز قبولیت و نصرت بخشی اور ۱۸۸۱ء کی خواب کے عین مطابق کس طرح آج ایم-ٹی-اے انٹرنیشنل کے ذریعہ آپ کے دلائل قاطع کی روحانی تلوار بجلی کی طرح دنیا کے کناروں تک کام کر رہی ہے یہ ایک ایسی کھلی حقیقت ہے جس کا انکار کرنے کی کسی کو مجال نہیں ہو سکتی- حتیٰ کہ احمدیت کے بدترین اور متعصب علماء بھی جماعت احمدیہ کے عالمی اثر و نفوذ کا کھلے بندوں اعتراف کر رہے ہیں اور احمدیت کی روزافزوں زبردست ترقیات و فتوحات نے مخالفینِ احمدیت کے صحافتی، سیاسی اور مذہبی حلقوں میں زبردست زلزلہ برپا کر دیا ہے- اس ضمن میں ہفت روزہ "اہلحدیث" ۱۱ر ستمبر ۱۹۹۴ء میں شائع شدہ ایک خصوصی نوٹ کا نقل کرنا کافی ہے- لکھا ہے

"دینی جماعتوں کے لئے لمحہ فکریہ!

۲۵ر اگست ۱۹۹۲ء کو روزنامہ جنگ لاہور کے صفحہ آخر پر قادیانی سربراہ مرزا طاہر احمد کی خبر نے چونکا دیا- حیران ہوں باطل پرست ستاروں پر کمندیں ڈال رہے ہیں لیکن دینی جماعتیں باہمی سر پھٹول میں مصروف ہیں-

قادیانی باطل ہونے کے باوجود بہت آگے بڑھ رہے ہیں، شور و غل اور ہنگامہ آرائی کے بغیر نہایت خاموشی سے وہ اپنے مقاصد کے حصول میں شب و روز مصروف ہیں- قادیانیوں کا بجٹ کروڑوں روپوؤں پر مشتمل ہوتا ہے- تبلیغ کے نام پر دنیا بھر میں وہ اپنے جال پھیلا چکے ہیں- ان کے مبلغین دور دراز ملکوں کی خاک چھان رہے ہیں- بیوی بچوں اور گھر بار سے دور قوت لایموت پر قانع ہو کر افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں یورپ کے ٹھنڈے سبزہ زاروں میں، آسٹریلیا، کینیڈا اور امریکہ میں قادیانیت کی تبلیغ کے لئے مارے مارے پھرتے ہیں- ادھر ہماری کیفیت یہ ہے کہ دینی جماعتوں کے بجٹ چند لاکھوں سے متجاوز نہیں ہوتے- مگر اندرون پاکستان عیسائی مشنری، ذکری اور بہائی لوگوں کو

دین سے برگشتہ کرنے بلکہ مرتد بنانے میں دن رات ایک کئے ہوئے ہیں- ان کے تبلیغی مشن، ان کے اشاعتی پروگرام زور و شور سے جاری ہیں وہ اپنے باطل مذاہب کی تبلیغ کے لئے لٹریچر کے انبار لگارہے ہیں پھروہ جدید تعلیم سے آراستہ و پیراستہ ہوکر سائنس کی کرشمہ سازیوں سے خوب استفادہ کررہے ہیں- مگر دینی جماعتیں اور ان کے سربراہ تکفیر کی بمباری میں مصروف ہیں-

روزنامہ جنگ نے اپنے صفحہ آخر پر یہ خبر لگائی ہے کہ مرزا طاہر احمد کا خطاب سیارے کے ذریعے چار براعظموں میں ٹیلی کاسٹ کیا گیا- آسٹریلیا، افریقہ، یورپ، ایشیا- ہمارا عالمی روحانی اجتماع عرفات کے میدان میں حج کے موقع پر ہوتا ہے تو حج کی پوری کیفیات اور حرکات سیارے کے ذریعے بعض ایشیائی اور افریقی ملکوں تک بمشکل پہنچائی جاتی ہیں- کسی ملک کے سربراہ کی تقریر یا خطاب سیارے کے ذریعے دنیا بھر میں کبھی ٹیلی کاسٹ نہیں کیا گیا-"

نام نہاد مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابر و اصاغر ایم-ٹی-اے انٹرنیشنل کی عالمی نشریات سے کس درجہ خائف اور حواس باختہ ہو چکے ہیں اس کا اندازہ مندرجہ ذیل الفاظ سے بخوبی لگ سکتا ہے- فرماتے ہیں:

"قادیانیوں نے سیلائیٹ کے ذریعے نشریات شروع کی ہیں اس کے جواب میں کویت اور سعودی عرب کی حکومتوں نے اسلامی تعلیمات کی تشہیر شروع کردی ہے- دراصل یہ کام رابطہ عالم اسلامی کا ہے- یہ اتنا بھاری کام ہے کہ مملکتیں ہی اس کو کر سکتی ہیں- قادیانیوں نے جو سیلائیٹ پروگرام شروع کئے ہیں ان پر ایک گھنٹہ کے پروگرام کے لئے ساڑھے تین ہزار پاؤنڈ خرچہ اٹھتا ہے- اگر چوبیس گھنٹے کے لئے نشریات ہوں تو آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہاں کے فنڈز کہاں سے ملتے ہیں؟"

(ہفت روزہ مہارت لاہور-
۲۸ر ستمبر تا ۵ر اکتوبر ۱۹۹۶ء صفحہ ۳۸)

یہ تاثرات الہام ربانی "ینصرك رجال نوحی الیهم من السماء" کی حقانیت کا زبردست ثبوت ہیں

اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوف کردگار

بالآخر یہ بتانا ضروری ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آج سے ایک سو پانچ سال پیشتر اپنی کشفی آنکھ کی بدولت احمدیت کی عالمی فتح کا ایک روح پرور نقشہ کھینچا تھا جس کا خاص طور پر موجودہ حالات میں مطالعہ ہر احمدی کے لئے یقیناً اضافہ ایمان و عرفان کا موجب ہوگا- حضرت اقدس تحریر فرماتے ہیں:

"میں بڑے دعوے اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے- اور جہاں تک میں دوربین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں- اور قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے- اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں- میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے- جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے اور آسمان پر ایک جوش اور ابال پیدا ہوا ہے جس نے ایک پتلی کی طرح اس مشت خاک کو کھڑا کردیا ہے- ہر یک وہ شخص جس پر توبہ کا دروازہ بند نہیں عنقریب دیکھ لے گا کہ میں اپنی طرف سے نہیں ہوں- کیا وہ آنکھیں بینا ہیں جو صادق کو شناخت نہیں کر سکتیں- کیا وہ بھی زندہ ہے جس کو اس آسمانی صدا کا احساس نہیں"-

(ازالہ اوہام بحوالہ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۰۳)

☆☆☆

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے دیئے گئے مباہلہ کے چیلنج کے پس منظر میں لکھی گئی اس نظم میں پہلے غیر از جماعت معاندین کو اور آخری حصہ میں احبابِ جماعت کو مخاطب کیا گیا ہے-

(ڈاکٹر حافظ فضل الرحمان بشیر-یوگنڈا)

گھڑی گھڑی ہے داستاں
قدم قدم نشان ہے
مرا یقیں فرازِ کوہ
ترا یقیں گمان ہے
ترا یقیں گمان ہے

یہ مومنوں کی بستیاں
نہ کر یہاں تو مستیاں
خیالِ عرش چھوڑ دے
ترے نصیب پستیاں
ترے نصیب پستیاں

ہے جھوٹ انگ انگ میں
فریب روپ رنگ میں
غرور مال و جاہ کا
ہے تیرے رنگ ڈھنگ میں
ہے تیرے رنگ ڈھنگ میں

یہ ساری چالبازیاں
تری زباں درازیاں
نہ کام تیرے آئیں گی
الٹ پڑیں گی بازیاں
الٹ پڑیں گی بازیاں

چلی ہے تیغ تیز جو
دعائے ابتہال سے
نہ بچ سکے گا اب کبھی
تو قہرِ ذوالجلال سے
تو قہرِ ذوالجلال سے

تری عداوتوں کا دیکھ!
کیا ہمیں صلہ ملا
خدا نے اک جہان کو
یہاں پہ لا جھکا دیا
یہاں پہ لا جھکا دیا

تو دیکھ دل کی آنکھ سے
کہ گل کھلے ہیں راکھ سے
جنہیں دبا سکا نہ تو
بڑھے ہیں تیس لاکھ سے
بڑھے ہیں تیس لاکھ سے

یہ دیس دیس قافلے
مہمان بن کے آئے ہیں
یہ نصرتِ الہ کا
نشان بن کے آئے ہیں
نشان بن کے آئے ہیں

انہی کا عجز و انکسار
انقلاب لائے گا
خدا کا فضل بے شمار
بے حساب آئے گا
بے حساب آئے گا

ہماری خاکساریوں کو
پھول پھل آئے گا
ترا سرِ غرور اب
یہیں پہ ٹوٹ جائے گا
یہیں پہ ٹوٹ جائے گا

اے راہ حق کے ساتھیو
اے غازیو مجاہدو
رواں دواں بڑھے چلو
اے طائرو مسافرو
اے طائرو مسافرو!

تھے جس قدر بھی راستے میں
امتحان ہو گئے
تمہارے عزم و حوصلے سے
بے نشان ہو گئے
بے نشان ہو گئے

وہ رات غم کی ڈھل گئی
چلے تھے جس کو لے کے ہم
سحر قریب آگئی
بڑھے چلو قدم قدم
بڑھے چلو قدم قدم

بڑھے چلو عدو کوئی
تمہیں نہ روک پائے گا
جہاں بھی سر اٹھائے گا
وہیں پہ مات کھائے گا
وہیں پہ مات کھائے گا

وہ لے کے داغ ذلتوں کا
بے نصیب جائے گا
ہمارے راستے میں جو بھی
لیکھرام آئے گا
لیکھرام آئے گا

دیکھ کر تیرے نشانات کو اے مہدی وقت
آج انگشت بدنداں ہے سارا عالم
(کلام محمود)

SATELLITE WAREHOUSE
MTA TV AHMADIYYA
Watch Huzur everyday on Intelsat
We deal with systems available for all satellites in the world
Receivers, Decoders, Dishes, Smart Cards,
Installations and Much, Much More
Mail Order and International Export Service Available
We accept credit cards
Call for competitive prices
Contact us for details at:
S.M. SATELITE LIMITED
Unit 1A- Bridge Road, Camberley
Surrey GU 15 2QR ENGLAND
Tel: (01276) 20916 Fax: (01276) 678740
CNN SKY ZEE TV

مجلس سوال و جواب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۶ دسمبر ۱۹۹۶ء کو اردو بولنے والے احباب سے 'ملاقات' کے دوران بعض سوالوں کے جواب دیئے۔ سوال و جواب کی اس مجلس کی روداد افادہ احباب کے لئے ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

(مرتبہ: یوسف سلیم ملک۔ ربوہ)

دوسری قسط

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بن باپ پیدا ہونے کی حقیقت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش بن باپ کے ہوئی تھی۔ سوال یہ ہے کہ سائنس کی رو سے اسے کس طرح صحیح ثابت کر سکتے ہیں؟ حضور نے فرمایا، اول تو خود عیسائی سائنس دانوں نے اب یہ قطعی طور پر ثابت کر دیا ہے کہ ایک عورت کے ہاں بن باپ کے بچے پیدا ہو سکتا ہے اور اس کی مختلف صورتیں پیش کی جا رہی ہیں۔

پس جہاں تک قانون قدرت کا تعلق ہے اس میں تو یہ مضمون بڑا کھلا ہے۔ ایسے جانور جن کے اندر Male اور Female اکٹھے پائے جاتے ہیں۔ پودوں میں بھی یہ چیز کثرت سے ملتی ہے۔ پس یہ خیال کہ قانون قدرت کے لحاظ سے یہ ناممکن ہے یہ تو بالکل باطل خیال ہے لیکن ارتقائی دور میں انسان تک پہنچتے پہنچتے انسان کی Sex دوسرے سے بالکل جدا ہو گئی یعنی نر الگ اور مادہ الگ یعنی Sex کے اعتبار سے انسان کی Sex جدا جدا ہو گئی لیکن یہ خیال کہ یہاں دونوں Sexes کا اجتماع ناممکن ہے یہ تو اتنا باطل خیال ہے کہ ہنسی آتی ہے ان لوگوں پر کہ اس دور میں یہ باتیں کر رہے ہیں جب کہ آئے دن اخبارات میں چھپتا رہتا ہے کہ فلاں کی Sex بدل گئی، فلاں کی بدل گئی۔

جنس کا بدلنا کیا چیز ہے؟

Sex بدل جا ہی نہیں سکتی۔ اگر دونوں اعضاء موجود نہ ہوں یعنی نر اور مادہ۔ اور یہ ایسی بات ہی نہیں ہے جس پر کوئی بحث چلے۔ ہر ایرا غیرا اس دور کی پیداوار ہے اس کو پتہ ہونا چاہئے کہ انسانوں میں بیک وقت دو قسم کے اعضاء لئے ہوئے بچے پیدا ہو جاتے ہیں۔ جن میں مادہ کا عنصر بھی شامل ہوتا ہے اور نر کا بھی۔ اور اگر ایک کو دبا دیا جائے یا ایک کو Activate کر دیں تو دونوں صورتوں میں ایک جنس باقی رہ جائے گی۔ مثلاً اگر مردانہ قوت کو Activate کر دیں تو جو مادہ ہے وہ آہستہ آہستہ سکڑ کر ختم ہو جائے گی۔ اگر مادہ کو Activate کر دیں تو نر سکڑ کر ختم ہو جائے گی۔ اب آپریشن کے ذریعہ یہ کر دیتے ہیں۔ ڈاکٹر پوچھتے ہیں تم کیا بننا پسند کرو گے تو اگر وہ کہے کہ مجھے نر بنا دو تو مادہ ختم کر دیں گے۔ تو بیک وقت ان دونوں کا موجود رہنا یہ مختلف شکلیں اختیار کر سکتا ہے۔ بعض دفعہ Undecended ہوتا ہے Sex کا آرگن۔ بعض دفعہ Decended ہوتا ہے۔ تو سیلف کو لی نیشن کے اصول پر اس کو رول آؤٹ (Rule out) نہیں کیا جا سکتا۔ اب میں یہ نہیں کہہ رہا کہ باقاعدہ یہ صورت تھی۔ میں سائنسی نقطہ نگاہ سے ایک اعتراض کو رفع کر رہا ہوں کہ سائنس دانوں کو اس پر اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں ہے کہ گویا یہ ناممکن بات ہے۔ مگر اور بہت سے ایسے امکانات ہیں جن کے ذریعہ اب سائنس دان خود بیان کرتے ہیں کہ یہ امکان موجود ہے۔

قرآن کا نوع انسانی پر عظیم احسان

ابھی پچھلے دنوں ایک نئی تحقیق شائع ہوئی تھی جس میں ایک ایسی چیز کا جواب دیا گیا جس کا پہلے مجھے علم نہیں تھا۔ پہلے سائنس دان کہتے تھے کہ اگر ایک Female بغیر Male کے بچہ دے گی تو اس کے آباؤ اجداد کا کوئی ذرہ بچا ہوا موجود ہوتا ہے اور وہ فرٹیلائز کر جاتا ہے اور اس کو یہ سائنٹیفک حقیقت کے طور پر تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن وہ کہتے ہیں کہ چونکہ وہ ماں کی طرف سے آتا ہے اس لئے وہ سمجھتے ہیں کہ اس کے ہاں Male بچہ پیدا ہونے کا امکان بعید ہے کیونکہ جو شواہد ان کے پاس آئے ہیں ان کی رو سے ایسی صورت میں مادہ بچہ پیدا ہوتا ہے جبکہ حضرت مریم کے ہاں بچہ پیدا ہوا بغیر کسی مرد کے اختلاط کے۔ پس یہ ایک صورت سامنے آتی ہے کہ سائنس دانوں کے نزدیک اس کو مادہ ہونا چاہئے تھا نر نہیں ہونا چاہئے تھا۔ لیکن جو نئی تحقیق شائع ہوئی ہے اس میں انہوں نے باقاعدہ جینٹک حوالے دے کر سائنٹفک طور پر بتایا ہے کہ اگر اس طرح واقعہ ہو تو سائنسی لحاظ سے قابل قبول ہے۔ کہ ایک عورت کے ہاں نر بچہ پیدا ہو جائے۔ در آنحالیکہ کسی مرد سے اس کا اختلاط نہ ہوا ہو۔ پس یہ جو باتیں ہیں اس نے انسانی تاریخ میں محفوظ نہیں کیں کہ اول تو چونکہ یہ Rare ہیں، کبھی کبھی ہونے والا واقعہ ہے اس لئے شاذ کے طور پر ہوا اور جہاں بھی ہوا ہوگا وہاں اس بچی پر الزام آیا ہوگا اور اس کے الزام کی نفی کسی نے نہیں کی۔ مگر قرآن کریم کا بنی نوع انسان پر یہ ایک بہت عظیم احسان ہے کہ اس نے اس الزام کو دور کیا کہ اگر عورت یہ کہے کہ مجھے کسی نے ہاتھ نہیں لگایا تو اس پر کوئی سزا وار دنہیں ہو سکتی کیونکہ ایک واقعہ کی خدا نے گواہی دے دی ہے اور یہ واقعہ انسانی تاریخ میں ممکن ہے پہلے بھی رونما ہوا ہو۔ ابھی بھی ہو جاتا ہے۔ چنانچہ جنوبی امریکہ میں اسی قسم کا ایک واقعہ رونما ہوا ہے جس کو سائنسی اخباروں میں کافی شہرت ملی تھی۔ اس میں یہی بیان تھا کہ ایک لڑکی جس کے متعلق قطعی طور پر ثابت تھا کہ اس کا کسی مرد سے اختلاط نہیں ہوا اور وہ بالکل پاک صاف ہے اس نے بتایا کہ میں حاملہ ہو گئی ہوں۔ ڈاکٹروں نے دلچسپی لی۔ شمالی امریکہ سے بھی ایک ٹیم وہاں گئی۔ انہوں نے بھی اسے زیر نگرانی رکھا اور اس کے ہاں بیٹی پیدا ہوئی۔ جب انہوں نے اس کے ٹیسٹ لئے تو ثابت ہو گیا کہ کوئی غیر مرد کا کوئی عنصر اس میں شامل نہیں تھا۔ پس بیٹی والا نظریہ تو ہمارے سامنے ابھی بھی پورا ہو گیا لیکن بیٹا پیدا ہونے کا واقعہ قرآن نے محفوظ کیا ہے۔ سائنس کی کسی کتاب میں محفوظ نہیں ہے اور نہ ایسا ہونا قرین قیاس تھا۔ کیونکہ اکثر زمانہ جو گزر گیا اس میں سائنس کو ان چیزوں پر عبور ہی نہیں تھا۔ اور کوئی ٹیسٹ ممکن نہیں تھا اور کوئی بچی اگر ایسی ہو تو اس پر الزام لگانے والی بات رہ جاتی تھی مگر خدا کی گواہی تو پہلی دفعہ ہوئی ہے۔ اس گواہی کے حق میں اب دنیا میں ایک امکانی گواہی تو سائنٹیفک طور پر سامنے آگئی ہے کہ ویسے ہی بچہ پیدا تو ہو سکتا ہے لیکن لڑکا بھی پیدا ہو سکتا ہے۔

اقتصادی فرق دور کرنے کا آخری حل

امیر اور غریب کا فرق دنیا میں بڑھتا جا رہا ہے کیا احمدیت کے دنیا میں آنے سے اس پر کوئی فرق پڑا ہے؟۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس کا تفصیل سے جواب دیا۔ آپ نے فرمایا یہ سوال بڑا مبہم ہے اور اشتراکیت نے بھی اس سوال کو بہت مبہم طریقہ سے اٹھایا اور کوئی معین اور واضح حل وہ پیش نہ کر سکی۔ اس کا اصل حل وہی ہے جو قرآن نے پیش کیا ہے۔ قرآن آمد پر کوئی پابندی نہیں لگاتا سوائے دیانت کے۔ لیکن خرچ پر پابندی لگاتا ہے۔ اور اس کے سوا موجودہ زمانہ میں اس مسئلہ کا اور کوئی حل ہی نہیں۔ ایک ہی کتاب ہے جو خرچ کے متعلق بے جا پابندیاں لگا رہی ہے اور آمد پر کوئی پابندی نہیں لگاتی۔ وجہ یہ ہے کہ آمد پر اگر پابندی لگائیں تو کیپٹل میں جو طاقت ہے غریبوں کو روزگار مہیا کرنے کی وہ بھی ختم ہو جائے گی۔ اور اگر روپیہ کا انتشار کر دیں تو سارا کھا جاتے ہیں۔ ان کے لئے اپنی انڈسٹری لگانے کا کوئی سوال نہیں۔ تو صرف ایک حکومت ہے جو ساری طاقتیں اپنے ہاتھ میں اکٹھی کر لیتی ہے سرمایہ کاری کی۔ اور جب حکومت کے ہاتھ میں اکٹھی ہو تو حکومت خود سرمایہ کار بن جاتی ہے اور Have & Have nots کا فرق اسی طرح قائم رہتا ہے۔ اور حکومت کی سطح پر بد دیانتی اتنی بڑھ جاتی ہے کہ پھر وہ دوسری Accountable Revolution کی طرح جس طرح اب ہوا ہے ویسے حالات پیدا ہو جاتے ہیں اور غریب کا کوئی حل نہیں۔ غریب اسی طرح دھکے کھاتا ہے۔ اور وہ لوگ جو طاقت کے سرچشمے میں بیٹھ جاتے ہیں اور دولت بھی انہی کے پاس ہوتی ہے وہ پھر خوب کمایاں اپنی بھی کرتے ہیں۔ اور چونکہ ان کے نچلے لوگوں سے حقیقی ہمدردی نہیں ہوتی بلکہ ان کو دبا کر رکھنا ضروری سمجھتے ہیں ورنہ ان کا اپنا تختہ الٹ جائے اس لئے وہ اپنے ڈیفنس پر، اپنی پولیس طاقت پر بہت زیادہ خرچ کرتے ہیں۔ اس قدر زیادہ کہ اس قوم کی اقتصادیات اس کو برداشت نہیں کر سکتی۔ وہ جتنا زیادہ خرچ کرتے ہیں اتنا ہی ایک اور بور ژوا طاقت جو پہلے سول طاقت پر قابض تھی اب فوج کے نام پر اس کے ساتھ مددگار بن کر ابھر آتی ہے۔ یہ باتیں محض نظریاتی نہیں واقعۃً آپ نے دیکھا ہے روس میں یہی سب کچھ ہوا اور یہ تو مسئلہ کا کوئی حل ہی نہیں ہے۔

قرآن کریم نے اس مسئلہ کا یہ حل پیش کیا ہے کہ اول تو جو اب لوگ روپیہ کھینچیں گے تو نظام اقتصادیات کو بگاڑ دیں گے اس لئے اسلام اس بات پر زور دیتا ہے کہ ٹیکس مناسب ہونے ضروری ہیں اور جو ز کوٰۃ کا ٹیکس ہے وہ بہت ہی مناسب ہے اور بہت پر حکمت ہے۔ اس کی تفصیل میں تو اس وقت نہیں جا سکتا اس کا پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔ اس وقت صرف یہ بات قابل توجہ ہے کہ قرآن کریم ہر قسم کی عیاشی کے دروازے بند کر دیتا ہے۔ جب ناچ گانے پر خرچ نہیں کرنا، شراب پر خرچ نہیں کرنا، جب سادگی پر ایسا زور دیا گیا ہو کہ اس کے نتیجہ میں اس کا تعلق باللہ اور آخرت کا تصور یہ دونوں سادگی کے ساتھ مل جاتے ہیں اور پھر اپنے اقرباء پر خرچ کرنا، غریبوں پر اور ہمسایوں پر از خود شوق سے خرچ کرنا اس کی اتنی زیادہ تعلیم دی گئی ہے کہ اس کے نتیجہ میں معاشرہ میں دو قسم کے طبقات پیدا ہو ہی نہیں سکتے بلکہ جو طبقات ہیں ان کے اندر آپس میں گہرے رابطے قائم ہو جاتے ہیں۔ Have and Have nots کا جو بنیادی اصول تسلیم کیا جاتا ہے وہ محض یا تو اشتراکی یا پھر کیپٹلسٹ یعنی بور ژوائی نظام کے نتیجہ میں آتا ہے ورنہ جہاں اوپر کی سوسائٹی کا نچلے کی سوسائٹی کے ساتھ ایک ہمدردانہ اور براہ راست لین دین کا تعلق ہو وہاں اشتراکیت پھیل ہی نہیں سکتی۔ چنانچہ مارکس جو کچھ بھی تھا غیر معمولی طور پر ذہین انسان تھا اور اس کی ذہانت پر بالکل کوئی شک نہیں ہے۔ اس نے بہت باریک نظر سے مسائل کو دیکھا ہے۔ اس نے اپنی خط و کتابت میں جو امریکہ کے اخبار ٹریبون سے چل رہی تھی اس میں اس نے یہ نظریہ پیش کیا کہ ہندوستان میں باوجود اس کے کہ وہاں غربت بہت ہے ہندوستان کی زمین کیمونزم کے لئے ٹھیک نہیں ہے البتہ انڈسٹریلسٹ ملک میں اشتراکی انقلاب آ سکتا ہے۔ اس نے کہا کہ ہندوستان کیمونزم کے لئے اس لئے موزوں نہیں کہ وہاں ایک سسٹم ہے کہ بعض فیملیز بعض غریب فیملیز کی نگاہ دار ہو جاتی ہیں اور ان کے آپس کے تعلقات گھروں میں آنے جانے سے قائم ہوتے ہیں۔ لوگ غریبوں کی بیاہ شادی کے وقت خرچ کرتے ہیں وہ ان کی ضرورت کا خیال رکھتے اور ہر موقع پر خدمت کرتے ہیں۔ اب یہ آپس کے تعلقات کا جو تانا بانا ہے یہ انسانی قدروں کے لحاظ سے ان کو قریب رکھتا ہے اور اتفاقاً بعض بے ہودہ لوگ بھی ہیں اور ان کے خلاف رد عمل بھی ہے لیکن سوشل نظام کے طور پر اس نظام میں انقلاب نہیں آ سکتا۔ چنانچہ ہم نے اپنے پنجابی زمیندارہ معاشرہ میں یہ دیکھا ہے کہ جو اچھے نیک زمیندار ہیں حالانکہ اسلامی تعلیم پوری طرح ان میں رائج نہیں ہے اور اب تو وہ اس سے بہت دور چلے گئے ہیں لیکن اس کے باوجود آوارہ اور بدمعاش لوگوں میں بھی اپنے فیملی نوکروں کے ساتھ، خاندانی نوکروں کے ساتھ اچھے تعلقات رکھنے اور شادی بیاہ پر ان کی خدمتیں کرنے کا رواج ہے۔ وہ پھر بعض دفعہ ان کے جرائم میں کام دیتے ہیں۔ سندھ میں اکثر یہی ہو رہا ہے۔ ملتان وغیرہ کی طرف زیادہ تر یہی ہوتا ہے لیکن جہاں شریف لوگ ہیں وہاں وہ ایک دوسرے پر جان چھڑکتے اور ہمدردی کرتے ہیں۔

پس اسلام نے جس بات پر زور دیا ہے وہ خرچ پر پابندی ہے۔ خرچ کو طوعی طور پر غریبوں پر کرنے پر زور دیا گیا ہے جس کے نتیجہ میں آپس میں محبت بڑھتی ہے۔ بجائے اس کے کہ ایک دوسرے کے خلاف نفرتیں پیدا ہوں الفت کی فضا قائم ہوتی ہے۔ یہ ایک زندہ نظام ہے۔ اس کا انسانی قدروں سے تعلق ہے۔ انسانی زندگی پر کوئی مکینیکل نظام قابض نہیں ہو سکتا۔ جتنی مرضی کوشش کر لیں وہ زندگی کے ساتھ میل نہیں کھاتا۔ (باقی آئندہ انشاء اللہ)

Earlsfield Properties

Landlords & Landladies

Guaranteed rent

Your properties are urgently required.

Tel : 0181-265-6000

ایم-ٹی-اے

ایک منفرد عالمی سیٹلائٹ سکول

امتہ الشکور ارشد-ربوہ

اکیسویں صدی کے استقبال کا چرچا گھر گھر اور ملک ملک میں جاری ہے- بیسویں صدی کے اوپن سکول، کالج اور یونیورسٹیاں رفتارِ وقت کا ساتھ نہیں دے پا رہیں- تعلیمی طلب اور رسد کے گراف مختلف راستوں پر رواں ہیں اور آپس میں مل نہیں رہے-

ادھر اکیسویں صدی انسانی دروازے پر دستک دئے جا رہی ہے- انسان متذبذب ہے کہ دروازہ کھولے تو نئی صدی اندر آکر خود مالک مکان ہی کو نکال باہر کرے گی کہ تو اکیسویں صدی کی معیت کا اہل ہی نہیں ہے- اور اگر نہ کھولے تو وہ دروازہ توڑ کر بھی آ داخل ہوگی- کیونکہ بیسویں صدی کا یہ بوسیدہ دروازہ خود ہی بس اب ٹوٹا چاہتا ہے اور نئی صدی کو اس کی اس بوسیدگی کا علم بھی ہے-

انسان اس بات سے بھی خوفزدہ ہے کہ نئی صدی کے مطالبات اس کی استطاعتوں سے بڑھتے چلے جا رہے ہیں- مفت اور لازمی تعلیم اور وہ بھی پوری دنیا کے بچوں، نوجوانوں، جوانوں، بوڑھوں، مردوں اور عورتوں سبھی کے لئے- یہ ایک ایسا منصوبہ ہے جسے ضبط عمل میں لانا بیسویں صدی کے بس کا روگ نہیں ہے- اس لئے نہیں کہ خالق انسان نے انسانی آبادی اور اس کے وسائل میں توازن برقرار نہیں رکھا- وسائل تو اللہ تعالیٰ نے بقدر معلوم نازل کئے ہی ہیں- لیکن بندر کی اولاد ہونے پر فخر کرنے والا انسان ان وسائل کی بندر بانٹ پر مصر ہے- لاکھوں یا شاید کروڑوں ٹن انسانی خوراک سمندر برد کر کے شور مچانا کہ انسانی وسائل انسان کی ضروریات سے کم ہیں، مضحکہ خیز ہے- گھریلو جانوروں کی خوراک، ادویات اور آسائش پر اربوں ڈالر خرچ کرنے والے انسان کا چلانا کہ انسانی خوراک، ادویات، آسائش اور تعلیم کے لئے وسائل نہیں ہیں، چہ معنی دارد- جانوروں پر ظلم کے خلاف آواز اٹھانے والا انسان، انسانوں پر جانوروں سے بھی بدتر سلوک پر نہ صرف راضی ہے بلکہ انسانی وسائل کو اس غیر انسانی عمل کے لئے وقف کئے ہوئے ہے- غرضیکہ چور خود ہی شور پہ شور مچائے جا رہا ہے کہ آبادی کی منصوبہ بندی کرو انسانی وسائل انسانی مسائل سے پیچھے رہ گئے ہیں، تعلیم عامہ وسائل کی کمی کے باعث ناممکن ہو رہی ہے- وغیرہ وغیرہ-

ایک مرد قلندر لندن میں

لیکن خالق مسائل و وسائل و کائنات بھی اس صورت حال کو دیکھ رہا ہے اور اس نے اپنا ایک سفیر بھی دنیا میں قائم فرما رکھا ہے جس کے دل میں اس نے ساری انسانیت کا درد بھی پال رکھا ہے-

خدا کے اس بندے نے اکیسویں صدی کے شایان شان استقبال کے لئے ایک مدرسہ انسانی قائم کیا ہے جس کا نام اس مرد قلندر کے نام نامی کی مناسبت سے MTA یعنی مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ رکھا گیا ہے- یہ سکول پورے عالم انسانیت کی ضروریات علمی و فکری کی بنیاد پر قائم کیا گیا ہے- اس کی نہ کوئی فیس داخلہ ہے اور نہ ہی فیس ماہانہ وغیرہ اور نہ ہی دیگر اخراجات- اس سکول میں بچے اور ان کے والدین اکٹھے داخل ہوتے ہیں- اس میں جس طرح پر بچوں کی تعلیم کا انتظام ہے اسی طرح پر بوڑھوں کا بھی ہے- بچیاں بھی داخل ہیں اور خواتین بھی- اس میں مشرق کو بھی داخل کیا گیا ہے اور مغرب کو بھی- اس میں شمالی اقوام بھی داخل ہیں اور جنوبی اقوام بھی- اس کے دائرہ کار میں ارض وسطی بھی شامل ہے اور قطبین ارضی بھی- اس میں سیاہ فام بھی شامل ہیں اور سفید فام بھی- اس میں بھورے انسان بھی شامل ہیں اور سرخ بھی-

اس سکول کا کیمپس رقبہ میں اس کرہ ارض سے بڑا ہے- کرہ ارض کا قطر اگر تیرہ ہزار کلو میٹر ہے تو اس سکول کا قطر سترہ ہزار کلو میٹر کے لگ بھگ ہے کیونکہ اس سکول کے سیٹلائٹ محیط ارض سے بھی بڑے دائروں میں گھوم رہے ہیں- چنانچہ اس سکول میں نہ صرف موجودہ چھ ارب انسانوں کے داخلے کی گنجائش ہے بلکہ دنیا کی بڑھتی ہوئی آبادی بھی اس کی گنجائش داخلہ کو کم نہیں کر سکتی-

یہ سکول بیک وقت ایک ابتدائی سکول بھی ہے اور ثانوی بھی- یہ کالج بھی ہے اور یونیورسٹی بھی- یہ میڈیکل کالج بھی ہے اور تدریسی ہسپتال بھی- غرضیکہ یہ ایک ہمہ گیر تعلیمی ادارہ ہے- کیونکہ اسے قائم کرنے والی جماعت خود ایک تعلیمی ادارہ بھی ہے اور معلم انسانیت بھی- اس سکول یا جماعت کو رسمی طور پر کم و بیش ایک صدی قبل قائم کیا گیا تھا- تبھی سے اس کا لائحہ عمل ایک ہی چلا آرہا ہے اور وہ ہے انسانیت- کیونکہ تمام علوم ظاہری اور باطنی صرف اسی ایک لفظ سے متعلق ہیں- یہی وہ محور ہے جس کے گرد گھومنے پر پوری کائنات مسخر کی گئی ہے- انسان ہی وہ واحد جاندار ہے جو کائنات کے معروضی مطالعہ کا حقدار اور اہل ہے- انسان کو نہ صرف اس کرہ ارض کا وائسرائے مقرر کیا گیا ہے- بلکہ پوری کائنات کو اس کے لئے مسخر کر دیا گیا ہے- اور انسان سے صرف یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ شہنشاہِ کائنات کے تابع فرمان رہے اور بس- لفظ انسان خود بھی اسی مفہوم کائنات کا حامل لفظ ہے- اس کے لفظی معنے "دو محبتوں" کے ہیں- محبت خالق حقیقی اور محبت انسانی- اور یہی دو محبتیں وہ چشمے ہیں جن سے تمام علوم ظاہری اور باطنی کے دریا پھوٹتے ہیں- کوئی بھی مادی یا غیر مادی علم کسی اور چشمے سے نہ ہی پھوٹتا ہے اور نہ ہی پھوٹ سکتا ہے- تمام تر علوم انسانی فطری، طبعی، قلبی، فکری، بدنی، سماجی، معاشرتی، معاشیاتی، ارضی، تاریخی، سائنسی، عمرانی وغیرہ وغیرہ یا تو

(ا) محبت الٰہی کے مظاہر ہوتے ہیں- یا پھر

(ب) محبت نوع انسانی کے مظہر-

اسی طرح پر تمام علوم باطلہ یا تو

(ا) محبت الٰہی کے فقدان کے نتیجے میں وجود پذیر ہوتے ہیں یا پھر (ب) محبت نوع انسانی کے فقدان سے-

اور یہی انسان کی فطری، قدرتی اور کائناتی تعریف ہے جو لفظ انسان خود اپنے اندر سموئے ہوئے ہے- اور اسی لئے اس سکول انسانی کا لائحہ عمل صرف اسی ایک لفظ یعنی "انسانیت" پر مشتمل ہے-

جامعہ علم الادیان-ایک تصویر

علوم انسانی کی انسانِ کامل کی وضع کردہ تعریف کے مطابق جملہ علومِ انسانی کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے

(۱) علوم الادیان-

(۲) علوم الابدان-

علوم الادیان شجر انسانی کا وہ تنا ہے جس کی شاخیں عرف عام میں علوم فکریہ، علوم قلبیہ اور علوم ظاہری کہلاتی ہیں- یہ علوم MTA-One کے دائرہ عمل میں آتے ہیں اور ان علوم کی لہریں مسجد فضل لندن سے نشر ہو کر مصنوعی سیاروں کے ایک جال کے توسط سے کرہ ارض پر گزشتہ چند سال سے اس طرح پر محیط ہو رہی ہیں کہ ان کی گونج جاپان سے امریکہ تک اور قطب شمالی سے قطب جنوبی تک صاف سنائی دے رہی ہے- سینکڑوں خطبات طاہر (ایدہ اللہ) جو کثیر التعداد انسانی موضوعات پر مشتمل ہیں، نشر اور پھر نشر اور پھر نشر ہوتے رہتے ہیں تاکہ کوئی بھی بھولا بھٹکا انسان ان کی روشنی سے محروم نہ رہے- ان خطبات کی تاثیر انسانی کی گواہی بھی مشہود ہوتی رہتی ہے- ان خطبات کی مرکزی انفرادیت اس حقیقت پر مشتمل ہے کہ ان کا مخاطب ہر انسان ہے- گورا ہو یا کالا، مشرقی ہو یا مغربی، جنوبی ہو یا شمالی، وسطی ہو یا جزائردی- ان میں محبت ہی محبت ہے- لسانی، قومی، نسلی، اعتقادی، مذہبی، سماجی، معاشی، معاشرتی، علمی، فکری اور دیگر انسانی نفرتوں کا ان سے کوئی تعلق یا واسطہ نہیں ہے- جسے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے

محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں

کے انسانی نعرے سے ادا کیا ہے- اور جسے

محبت، محبت اور صرف محبت

سے بھی ادا کیا جاسکتا ہے- آج آسمان کے نیچے ان خطبات طاہر کے سوا کوئی اور سلسلہ اسباق ایسا موجود نہیں ہے جو اس معیار انسانی پر پورا اترتا ہو-

موضوعات انسانی

یہ سلسلہ اسباق الادیان کم و بیش ہر اہم موضوع انسانی کو سموئے ہوئے ہے- انسان کی آمد موضوع ہے تو وہ بھی خالق انسان کے حوالے سے- افلاکیات موضوع ہے تو وہ بھی حسن افلاک کے واسطہ سے خالق افلاک کی حمد پر مشتمل ہے- طبعی علوم کا ذکر آتا ہے تو وہ بھی علم الادیان کی شاخوں کے طور پر- غرضیکہ توحید تخلیق کے حوالے سے توحید انسان اور توحید انسانی کے حوالے سے توحید خالق تک پہنچنے کے راستے ہموار، کشادہ اور جاذب نظر بنائے جا رہے ہیں تاکہ متفرق انسانیت جلد سے جلد وحدتِ انسانی میں تبدیل ہو سکے-

مرکز علوم الابدان-ایک تصور

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اب MTA کے اس دور کی ابتدا بھی ہو چکی ہے جس کے پہلے مرحلے کے طور پر دنیا کی کئی ایک اہم زبانوں کی تدریس کا کام شروع ہو چکا ہے-

زبان کو علوم انسانی کے حصول کے عمل میں جو مقام حاصل ہے وہ محتاج بیان نہیں ہے- تاہم اس کا یک گونہ تذکرہ بے محل نہ ہوگا- زبان کے حصول کے بغیر انسان کو ایک بے زبان دو پایہ کہنا ہی بجا ہے- حصول علم میں حصول لسان ہی کو مرکزی مقام حاصل ہے- زبان کے چاروں پہلوؤں یعنی سننے بولنے، لکھنے اور پڑھنے کے عوامل پر مؤثر عبور اور مقتدرت ہی بے زبان انسان کو بازبان انسان بناتے ہیں- انسان اپنی پیدائش کے ساتھ ہی پہلے سننے پھر بولنے پھر لکھنے پڑھنے کے عوامل کے مربوط و ملحق سلسلے پر عمل درآمد شروع کر دیتا ہے- ان چاروں عواملِ لسانی کی مؤثر نشوونما کے بغیر مقصد انسانیت یعنی حصول معرفت کی تعبیر ظہور میں نہیں آتی-

اس لحاظ سے MTA-One کا یہ پہلا قدم انسانیت کے قدرتی اور فطری تقاضوں سے ہم آہنگ ہے- اس قدم کو تدریسی زبان میں Verbal Aptitude کہا جاتا ہے- جو گو اجزائے زبان پر ہی مشتمل ہوتا ہے لیکن یہ اپنے اجزاء کے مجموعے سے یقیناً بڑا ہوتا ہے- زبان کی خوبصورتی، زبان کا حسن، زبان کے انداز، زبان کی ادائیں، زبان کے نخرے، زبان کی نمائش، زبان کی زیبائش، زبان کے لباس، زبان کے زیور، زبان کے موتی اور ہیرے اور زبان کے معرکے اور کارنامے وغیرہ سبھی اشیاء اس میں شامل ہوتی ہیں- یہ صلاحیت زبانی ہی کسی انسان کے اصل مقام، اس کے اصل قد اور اس کی اصل تصویر کی ضامن ہوتی ہے-

QUANTITATIVE APTITUDE

MTA کے مرکز علوم الابدان کی تکمیل کا دوسرا مرحلہ انسان کی صلاحیتِ مقداری یا Quantitative Aptitude کی نشو و نما کا مرحلہ ہے- انسان کی صلاحیت مقداری بھی اس کی صلاحیتِ زبانی کی طرح ایک بنیادی صلاحیت ہے- یہ دونوں صلاحیتیں انسان کے علمی اوزار کی حیثیت کی حامل ہیں- جس طرح پر کوئی کاریگر بغیر ضروری اوزار کے کوئی قابلِ ذکر کاریگری دکھانے کا اہل نہیں ہوتا اسی طرح پر انسان بھی ان دو اوزاروں کی غیر موجودگی میں اپنی انسانیت کے مکمل اظہار کا اہل نہیں ہو سکتا-

۱۳ سال کی عمر تک

انسان کا تدریسی تجربہ شاہد ہے کہ جن بچوں کو ۱۲ یا ۱۳ سال کی عمر تک ان دو صلاحیتوں کی مؤثر نشوونما کا موقعہ فراہم کیا گیا وہ امور انسانی کی ادائیگی میں ہمیشہ سرخرو ہوئے- اور انہیں علمی ندامت اور پشیمانی سے بالعموم واسطہ نہیں پڑا- اور ان کے حصول علم کی افتاد ان کی عمر میں زیادتی سے ماند نہیں ہوئی- ان کا تجسس علمی زنگ آلود نہیں ہوا- وہ حصول علم کو ترک کر کے اس سے کمتر چیزوں پر گدھوں کی طرح نہیں جھپٹے- وغیرہ-

وقف نو

افواجِ وقف نو ابھی تک اسی Formative اور Attitudinal حد عمر کے دائرے میں داخل ہیں- اسی لئے MTA کے مرکز علم الابدان نے مجاہدین وقف نو کی ان صلاحیتی ضرورتوں پر اپنی پوری توجہ مرکوز کر رکھی ہے کہ انہی صلاحیتوں کی صحت مند اور مؤثر نشوونما ان کونپلوں کے تناور اشجارِ احمدیت بننے کی ضامن ہے-

بچے کی صلاحیت مقداری گو ریاضی کے اجزاء پر ہی مشتمل ہوتی ہے لیکن یہ صلاحیت اپنے جسم اور حسن میں اپنے اجزائے ترکیبی کے مجموعے سے کہیں زیادہ ہوتی ہے- اس میں جمع، تفریق، ضرب اور تقسیم کے ریاضیاتی عوامل کے علاوہ، حسن ریاضی، ریاضی کے انداز، ریاضی کی ادائیں اور ریاضی کی دیگر دلربائیاں بھی شامل ہوتی ہیں-

MTA ان تعلیمی اوزاروں یا صلاحیتوں کی ترتیب و تدوین، متعلقہ کورسز کی تیاری اور درجہ بندی، تعلیمی مواد کی فراہمی اور اس مواد کو علم الادیان کی سپردگی میں دینے، اور ان کی کارکردگی، افادیت اور مؤثر پن بڑھانے جیسے امور کو ان کی مرکزی اہمیت کے مطابق سرانجام دینے میں کوشاں ہے-

لیکن لشکر وقف نو کی تعلیم و تربیت کا دوسرا مرحلہ بھی عنقریب پیش آنے والا ہے- جب ان بنیادی صلاحیتوں کے اسلحہ سے لیس ہو کر یہی لشکری سپشلائزیشن

کے میدان میں اترنے والے ہیں- یہاں سپشلائزیشن سے میری مراد محض اس قدر ہے کہ وہ ان بنیادی صلاحیتوں کے حصول کے بعد شجر علم کی مختلف شاخوں کے الگ الگ مطالعہ کے بھی اہل ہونے والے ہیں-اور یہ وقت کچھ زیادہ دور بھی نہیں ہے...... مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹر نیشنل یقیناً وقف نو کے اس نئے تعلیمی دور کی ضروریات کی منصوبہ بندی کر رہی ہوگی جس میں ثانوی سطح کی تمام نصابی کتب، مواد اور سہولیات کی از سر نو ترتیب و تدوین بھی شامل ہے-کیونکہ کتب موجودہ گو مادی اعتبار سے موزوں تو ہیں لیکن ان کے مصنفین بالعموم بائبلی اورڈارونی انسان ہیں جن کی صرف بائیں آنکھ ہی کام کرتی ہے جبکہ ان کی دائیں آنکھ بصارت سے محروم ہے-

ان علماء واساتذہ کی تحریر کردہ کتب کا یک چشمی ہونا ایک لازمی امر ہے کیونکہ وہ خود بھی یک چشمی انسان ہیں- اس کے برعکس ہمیں صرف دو چشمی کتب ہی کی ضرورت ہے جو علم الابدان کو اس کے بڑے بھائی علم الادیان کے حوالے سے بیان کرنے کی اہل ہوں-

خلاصہ کلام یہ کہ MTA اکیسویں صدی کی تعلیمی ضروریات کی ادائیگی کا اہل ہے- دنیا بھر کی تعلیم و تربیت کا یہ ادارہ اوپن سکول، اوپن کالج اور اوپن یونیورسٹیوں سے وسیع تر، مفید تر اور مؤثر تر تعلیمی ادارہ ہے اور اس کے قیام کا مقصدِ واحد بھی صرف تعلیم انسانیت ہی ہے- یہ سکول تمام اقوام عالم مشرقی اور مغربی، جنوبی اور شمالی، سفید اور سیاہ ودیگر کے لئے قیام کیا گیا ہے-اس کے ماٹو "علم- علم- علم" ؛ "محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں" ؛ "محبت- محبت اور صرف محبت" وغیرہ ہیں-اسی لئے اس کے تمام پروگرام اسی نوعیت کے حامل ہوتے ہیں- یہ دنیا کا واحد سیٹلائٹ سکول ہے جو دنیا کی تمام بڑی بڑی زبانوں میں بیک وقت تدریسی فرائض سرانجام دینے کی اہلیت کا حامل ہے- اللھم زد و بارك-

باقی از صفحہ٦ : تاریخ سے ایک ورق

خدا کے بندوں کی خوشیاں کیا رنگ رکھتی ہیں۔ ان کی آرزوؤں اور تمناؤں کی حد کیا ہوتی ہے۔ بظاہر وہ آئین ایک آئین ہے لیکن ایک ہدایت نامہ ہے جو انسان کی زندگی کے لئے بہت سے مراحل کو آسان کر دینے والا ہے بشرطیکہ اس پر عمل ہو۔

تیسرا جلسہ وہ سالانہ جلسہ ہے جس کی یہ رپورٹ ہے۔ یہ جلسہ ۲۵؍ دسمبر سے شروع ہو کر یکم جنوری ۱۸۹۸ء تک رہا۔ اس جلسہ میں دور دراز کے احباب شریک تھے جن کی فہرست ہم آخیر کتاب میں شائع کریں گے۔ جلسہ میں جو تقریریں ہوئی ہیں وہ بھی اپنے اپنے مقام پر درج کرتے ہیں۔ اس جلسہ کے متعلق قابل ذکر دو امر ہیں کہ حضور مسیح الزمان کو ایک مجمع کثیر کے سامنے اپنی عملی زندگی سے ان نصائح اور ہدایت کے مؤثر بنانے کا موقع ملا جو آپ نے فرمائی تھیں۔ جلسہ بہت بارونق اور نرالی قسم کا تھا۔ بہت سے جلسے دیکھے گئے اور ناظرین نے بھی دیکھے ہونگے اس جلسہ کی علت غائی اور غرض و غایت اگرچہ کچھ تھی تو اسلام اور اس کا اصلی نمونہ۔ خداپرستی اور خدانمائی مقصود تھا۔ بجز اس کے اور کوئی ذکر اور بات ہی نہ تھی۔ الغرض پوری کامیابی کے ساتھ یہ جلسہ بھی ختم ہوا۔ اور دوسری بات جس کا ہم ذکر کرنا چاہتے تھے خصوصیت سے قابل ذکر ہے وہ یہ کہ اسی جلسہ کی تقریب پر سالانہ جلسہ کی روئیداد اور تقریروں کو شائع کرنے کی تجویز ہوئی۔ جیساکہ ہم نے کسی موقع پر ظاہر کیا تھا یہ تجویز جناب مخدومنا مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے پیش کی تھی اور ایسی رپورٹ کا مرتب ہونا بھی حضرت اقدس کے مشن کی صداقت کی دلیل ہے کیونکہ مفتری اور منصوبہ بازوں کی باتوں کی اشاعت خدا کب چاہتا ہے۔ چنانچہ اسی تحریک کی وجہ سے یہ رپورٹ مرتب ہوئی اور یہ خدا کا خاص فضل اور احسان ہے کہ اس کام کی توفیق نیاز مند کو دی اور اس سے یہ خدمت لینی چاہی۔

باقی از صفحہ۲ : قتل مرتد کی سزا

نہیں کیا تھا۔ ان کو کہیں نہیں فرمایا کہ تم قتل کرو۔

قرآن اور تورات کے بیانات میں تضاد

مولوی عثمانی صاحب کو زیادہ سے زیادہ ہم یہ حق دے سکتے ہیں کہ انہوں نے بائبل سے اس واقعہ کی تفصیل معلوم کی ہوگی۔ لیکن اگر بائبل سے تفصیل معلوم کرتے تو پھر بھی یہ کہانی نہ بنتی۔ کیونکہ بائبل تو اس بارہ میں قرآن سے بڑا واضح اور شدید اختلاف کر رہی ہے۔ اس اختلاف کے بعد بائبل کی یہ روایت مسلمانوں کے لئے قابل اعتماد نہیں رہتی کیونکہ بائبل میں تو یہ لکھا ہے کہ گناہ سب نے کیا تھا لیکن وہ گناہ کروانے والا سامری نہیں تھا بلکہ موسیٰ کا بھائی ہارون تھا۔ ہارون نے خود وہ شرک کا طریق ایجاد کیا اور موسیٰ کو یہ جواب دیا کہ میں تو مجبور ہو گیا تھا۔ ساری قوم مجھ پہ غالب آگئی تھی۔ کوئی نیک ان میں نہیں رہے تھے۔ مجھے یہ ترکیب سوجھی کہ میں نے ان کے زیور اکٹھے کئے اور ان کو آگ میں جھونک دیا اور اس آگ سے یہ بچھڑا نکل آیا۔ اس پر بائبل کے بیان کے مطابق حضرت موسیٰ نے نعوذباللہ من ذالک یہ انصاف جاری کیا کہ بنی لاوی کو جو ان کا اپنا خاندان تھا بلایا کہ اگر تم میرے ساتھ وفادار ہو تو ادھر آجاؤ۔ باوجود اس کے کہ وہ اس جرم کے بانی مبانی تھے، ان کو بلایا اور حکم دیا کہ باقیوں کو قتل کر دو۔ اس طرح تین ہزار آدمی اس دن مارے گئے۔

(عہد نامہ قدیم، خروج باب ۳۲ آیات ۲ تا ۲۸)

یہ ہے قتل مرتد کی عثمانی دلیل جس کو قرآنی دلیل کے طور پر استعمال کیا جارہا ہے۔

یہود کی توبہ قبول ہوئی

جہاں تک قرآن کا تعلق ہے قرآن اس بات کو یوں کھلا کھلا رد کر رہا ہے کہ کوئی انسان جس میں تقویٰ کا شائبہ بھی ہو اس بات کے بعد مرتد کی سزا قتل کا جواز یہاں سے نہیں نکال سکتا۔ کیونکہ قرآن کریم کے نزدیک اس واقعہ، اس ظلم کا بانی مبانی سامری تھا مگر سامری کے قتل کا بھی حکم نہیں دیا گیا۔ جو لیڈر تھا اس کو یہ سزا ملی کہ ﴿ان لك في الحيوٰة ان تقول لامساس﴾ (طٰہٰ: ۹۸)۔ ساری عمر تجھے "لامساس" کہنا ہے۔ تیرا بائیکاٹ ہو گا یا تجھے ایسی بیماری پڑے گی جس سے تیرا بدن مکروہ ہو جائے گا۔ تو ہمیشہ کہتا رہے گا کہ میرے پاس نہ آؤ۔ مجھے ٹچ (Touch) نہ کرو۔ مجھ سے دور رہو۔ میں پلید انسان ہوں۔ قتل کا حکم تو کہیں نہیں دیا گیا۔

اور پھر مسلسل ہر جگہ جہاں جہاں اس قصہ کا ذکر ہے قرآن کریم کھول کھول کر بیان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے توبہ کو قبول فرمالیا۔ نہ صرف یہ کہ تم نے توبہ کی، فرماتا ہے ہم نے تو اس توبہ کو قبول فرمالیا۔ اور یہ ہمارا احسان ہے جو ہم تمہیں یاد کرواتے ہیں۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ ﴿فتوبوا الى بارئكم فاقتلوا انفسكم ذالكم خير لكم عند بارئكم، فتاب عليكم، انه هو التواب الرحيم﴾۔ (البقرہ: ۵۵) نہ صرف یہ کہ تم توبہ کے ساتھ خداتعالیٰ کی طرف جھکے بلکہ خدا نے بھی تمہاری توبہ کو قبول فرمایا" انه هو التواب الرحيم" دیکھو دیکھو کیسا پیارا، کیسا بار بار توبہ قبول کرنے والا، خدا ہے اور کتنا رحم کرنے والا ہے۔

کیا یہ ان کے دل کی آواز تھی جو توبہ کے باوجود یہ دیکھ رہے تھے کہ ان کی گردن زنی کا حکم دے دیا گیا ہے۔ ان کے قتل عام کا حکم دے دیا گیا ہے۔؟؟ کتنا ظالمانہ الزام ہے قرآن کریم پر؟ کیسا واضح اور کھلا کھلا انحراف ہے قرآن کریم کے منشاء سے؟ اور پھر کہتے ہیں کہ ہم قرآن کریم سے قتل مرتد کے جواز میں دلائل لے کر آرہے ہیں اور جس میں ذرا سی بھی عقل ہوگی وہ بھی اس چکر میں سے نکل کر باہر نہیں جا سکتا۔ الٹ کہنا چاہئے۔ کہنا یہ چاہئے تھا کہ جس میں ذرا بھی عقل ہوگی وہ اس پھندے میں پڑ نہیں سکتا۔ کیونکہ قرآن کریم کی یہ آیات اجازت ہی نہیں دیتیں کہ کسی طرح ان سے قتل مرتد کا جواز نکالا جائے۔

قتل معنوی

پھر اس سے اگلی آیت کے معاً بعد ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ﴿ثم بعثنكم من بعد موتكم لعلكم تشكرون﴾۔ کہ پھر ہم نے تمہارے مرنے کے بعد دوبارہ تمہیں زندہ کر دیا تاکہ تم شکرگزار بنو۔

گویا وضاحت کردی اس موت کی جس کو اپنے نفسوں پر وارد کرنے کا حکم انہیں دیا گیا تھا اور بتادیا کہ وہ لوگ مادی لحاظ سے نہیں مارے گئے تھے، قتل نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ انہوں نے اپنے لئے اپنے نفس پر ایک موت وارد کر لی تھی اور اسی کا حکم تھا۔ اور جب انسان اپنے نفس پر خدا کی خاطر موت وارد کرتا ہے تو اس کی زندگی خدا کے ذمہ ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے "تاب" کا مضمون بھی بیان فرمادیا کہ کس طرح اس نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ انہوں نے اپنے نفسوں کو مارا، خدا نے ان کو نئی زندگی عطا کر دی۔ جس پر وہ شکر کرتے تھے کہ ہم مردہ قوم تھے۔ کس طرح خدا نے ہمیں روحانی طور پر زندہ کر دیا۔ واقعتاً ہم پر شکر واجب ہو جاتا ہے۔

(باقی آئندہ انشاء الله)

صبر بڑے بڑے پھل رکھتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"بدی کا بدلہ بدی سے دینا گویا ایک اور بدی کرنا ہے- صبر بڑے بڑے پھل رکھتا ہے- ہم یہاں سب کیوں آئے- ہر ایک شخص اپنی اپنی نسبت جانتا ہے- میں تو یہاں دین سیکھنے کے لئے آیا تھا- ایک دفعہ مرزا صاحب کے مونہہ سے اتنا نکلا تھا کہ تم اپنے وطن کا خیال تک بھی نہ لاؤ- سو اس کے بعد میں نے وطن کی کبھی خواہش نہیں کی- یہاں میں نے مالی جانی نقصانات اٹھائے مگر صبر کیا- پھر میں دیکھتا ہوں کہ اس صبر کا اجر مجھے مل گیا کہ میں مظفر و منصور ہو گیا- کوئی وظیفہ، کوئی عمل تم سے الگ مجھے نہیں آتا پھر بھی میں نے وہ بات حاصل کی جو میرے ایسے انسان کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتی- انسان کی روح میں ایک تڑپ معیت کی بھی ہے- اللہ وعدہ کرتا ہے کہ میں صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوں- ایک معمولی انسان کا ساتھ کتنی بڑی بات ہے- پس جس کے ساتھ خدا ہو اسے اور کیا چاہئے-"

(حقائق الفرقان جلد اول صفحہ ۵۱۹)

خدمت میں عظمت

بیس سالہ خدمت کا اعلیٰ معیار

MAYFAIR REISEN 1977-1997

جرمنی میں اولین پاکستانی اور واحد ٹریول ایجنسی
جو ایک ہی نام سے اور ایک ہی دفتر سے گزشتہ بیس سال
سے اپنے ہم وطنوں کی خدمت میں مصروف ہے
ہم دوسری ایر لائنوں اور قومی ایرلائن PIA کے ٹکٹ اپنے
آفس سے جاری کرتے ہیں-
ہمیں PIA کے ٹکٹ ہولڈر ایجنٹ ہونے کا اعزاز حاصل ہے

IQBAL KHAN & IRFAN KHAN
MAYFAIR REISEN
MUNCHNER STR. 11
FRANKFURT. MAIN
Tel: 069-232241 FAX: 069-237060

خطبہ جمعہ

ہر جگہ اپنی توفیق کے مطابق کام شروع کریں - اگر دعا کریں گے تو بسا اوقات اللہ کے فضل سے ٹوٹے ہوئے کام بن جائیں گے

حلقہ جات میں لٹریچر، آڈیو اور وڈیو کیسٹس کی لائبریریوں کے قیام اور ان سے بھرپور استفادہ کے سلسلہ میں

نہایت اہم تفصیلی ہدایات

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۱۳؍جون ۱۹۹۷ء بمطابق ۱۳؍احسان ۱۳۷۶ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -
الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -
اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

انشاء اللہ کل میرا ایک بیرونی سفر ہے اور اس کے غالباً تین ہفتے تک میں پھر واپس یہاں آؤں گا-اس سلسلے میں جماعت انگلستان کو خصوصیت کے ساتھ یہ تحریک ہے کہ جن نیک کاموں پر میں آپ کو جاری کر کے جارہا ہوں ان کو جاری رکھیں اور میری عدم موجودگی کا وہ احساس نہ ہو جو کام میں سستی پیدا کرتا ہے بلکہ عدم موجودگی کا احساس بسا اوقات محبت کرنے والوں کے درمیان ایک غم کا جذبہ پیدا کرتا ہے جو غم کو ابھارتا ہے کم نہیں کیا کرتا-پس پہلا پیغام تو آپ کو یہ ہے یا آخری پیغام جانے سے پہلے کا کہ اس عرصے میں ان سارے کاموں کو جن کی طرف گزشتہ خطبے میں توجہ دلائی تھی جاری رکھیں اور محنت اور خلوص اور محبت کے ساتھ اس رنگ میں جاری رکھیں کہ جب میں واپس آؤں تو کچھ بہتر دیکھنے میں نظر آئے، محسوس ہو کہ فرق پڑ چکا ہے اور یہ جماعت وہ نہیں رہی جو اس سے پہلے تھی یعنی نیکیوں میں بہت تیزی سے ترقی کر رہی ہے-

اور درحقیقت یہی پیغام دنیا کی سب جماعتوں کو بھی ہے-اور یہ میں بہر حال ضروری سمجھتا ہوں کہ جماعت کی RESPONSE یعنی جماعت نے جو رد عمل دکھایا خطبے کا اس کے متعلق عمومی خوشنودی کا اظہار کروں-اس قدر تیزی سے مجھے ہر طرف سے دنیا سے خط ملے ہیں فیکسز کے ذریعے بھی، پھر پیغام فونوں کے ذریعے بھی ملے اور بعض جماعتوں کے نمائندے پہنچے اور ان سب نے بلا استثناء اس بات کا اقرار کیا ہے کہ اس خطبے سے پہلے جہاں تک ہماری توجہ کا تعلق ہے بہت سے خلاء تھے جس طرف نظر نہیں جایا کرتی تھی اور ان خلاؤں کی موجودگی میں تیز رفتاری سے کام آگے نہیں بڑھ سکتا تھا-اب اس خطبے کو سن کر ہم نے فوری طور پر توجہ کی ہے تو اب محسوس ہوا ہے کہ بہت بڑا کام ہے، یعنی توجہ دینا بھی ایک بہت بڑا کام ہے اس توجہ کے بہتر نتائج پیدا ہونا یہ بعد کی باتیں ہیں-

چنانچہ بعض نے لکھا ہے کہ ہم نے اس خطبے سے جو نوٹس تیار کئے، تو آپ کے ذہن میں تو شاید یہ نہ ہوں کہ آپ کتنی باتیں کہہ گئے ہیں، مگر جب ہم نے نوٹس تیار کئے ہیں تو پتہ چلا کہ پورا بھاری پروگرام ہے جس کے لئے ہمیں ہمہ تن، ہمہ وقت مصروف ہونا ہوگا اور اللہ کے فضل سے ہم ہو رہے ہیں اور ہو چکے ہیں-اس پہلو سے بعض لجنات کی رپورٹیں بہت ہی خوشکن ہیں اور بہت دلچسپ بھی-وہ کہتی ہیں کہ ہم نے نومبائعات کی طرف پہلے ویسی توجہ نہ دی تھی جیسے اس خطبے میں خصوصیت سے کہا گیا ہے کہ ان کو فوری طور پر داعی الی اللہ بناؤ یعنی جو خواتین ہیں ان کو داعیات الی اللہ بناؤ- تو اس ایک ہفتے کے اندر اندر جو فیکس مجھے کل ملی ہے یا خط جو کل ملا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ اتنی عمدگی کے ساتھ نومبائعات نے تحریک میں حصہ لیا ہے کہ وہ لجنہ کی صدر لکھتی ہیں کہ بہت سی جگہ وہ پرانی پیدائشی احمدی خواتین سے آگے بڑھ گئی ہیں اور اپنے گردوپیش میں انہوں نے ایک تہلکہ مچا دیا ہے اور بڑے زور سے آواز اٹھا رہی ہیں کہ اگر تم نے جینا ہے، اگر زندہ رہنا ہے تو آؤ احمدیت کے پیغام کی طرف آؤ ورنہ دنیا میں اور کوئی زندگی نہیں ہے-

پس اس قسم کے جو خطوط مل رہے ہیں اور جیسا کہ اس صدر لجنہ نے جو بڑی حکمت سے کام کرنے والی ہیں اعداد و شمار سے ثابت کیا ہے، صاف پتہ چل رہا ہے کہ اس میں کوئی فرضی باتیں نہیں بعینہ حقیقت کی باتیں کی جارہی ہیں اور ٹارگٹس ہر طرف مقرر کر دیئے گئے ہیں-اور آخر پر ان کا یہ فقرہ توجہ کے قابل ہے، بہت سے پوائنٹس ہیں جو میں تفصیل سے یہاں بیان نہیں کر سکتا، مگر آخر پہ کہتی ہیں کہ جو آپ نے اصلاح و ارشاد کے متعلق لائبریری، یعنی آڈیو وڈیو کیسٹس وغیرہ کی، بنانے کے لئے کہا تھا اس کی طرف بھی اب ہم بھرپور توجہ دے رہی ہیں-چنانچہ آخر ستمبر تک انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے دفاتر کو جو اصلاح و ارشاد سے تعلق رکھتے ہیں بارود اور اسلحہ سے پوری طرح بھر دیا جائے گا- آج کے بعد داعیات کو یہ کہنے کا موقع نہیں ملے گا کہ کہاں جائیں، کیسے کام کریں-

چنانچہ یہ وہ اہم فریضہ ہے جس کے متعلق چند اور باتیں میں آپ سے کہنی چاہتا ہوں اور اس کے بعد پھر کچھ اور باتیں، جب تک خطبے کا وقت اجازت دے گا- یہ جو بارود خانہ بنانا ہے یہ ایک کام ہے اور بارود خانے کا تفصیلی تعارف کروانا ایک دوسرا کام ہے-عام طور پر لائبریریاں بنا دی جاتی ہیں مگر سوائے اس اتفاقی جانے والے کے جو کبھی لائبریری میں جا کر کتابیں الٹتا پلٹتا ہے دیکھتا ہے کہ کیا ہے، عام طور پر لوگوں کو پتہ نہیں ہوتا کہ ان لائبریریوں میں کیا خزانے مدفون ہیں-چنانچہ آپ تجربتہً اپنے علاقے کی کسی لائبریری میں گھس کے دیکھیں اور وہ جو ان کے رجسٹر پڑے ہوئے ہیں ان کو دیکھیں یا کارڈز کا مطالعہ کریں یا گیلری میں پھریں اور کتابوں کے چہرے دیکھیں، اس وقت آپ کو پتہ چلے گا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں- آپ یہ سمجھیں گے کہ ہم نے تو اپنی عمر ضائع کر دی، بڑے مزے کی باتیں تھیں، بہت سے خزانے مدفون تھے جن کی طرف ہماری کبھی نگاہ گئی ہی نہیں-چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق آنحضرت ﷺ نے جو پیشگوئی فرمائی تھی اس کا یہی مطلب تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا ذکر یوں فرماتے ہیں

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

کہ یہ خزائن تو تھے ہی، پہلے بھی تھے یعنی خدا کی باتیں اور خدا کے کلام کی تشریحات، یہ باتیں تو انبیاء کے زمانے سے ہمیشہ سے وہی چلی آرہی ہیں لیکن جیسا کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ آنے والا مہدی خزانے بانٹے گا اور اس کثرت سے بانٹے گا کہ لینے والے کہیں گے بس بہت ہو گیا، ہمارے گھر بھر گئے، اب مجھے ان خزانوں کی ضرورت نہیں رہی تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں کہ یہ پیشگوئی میری ذات میں پوری ہوئی ہے، یعنی مسیح موعود کی ذات میں، کہ وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے اب میں انہیں بانٹ رہا ہوں اور تقسیم کر رہا ہوں-

پس اے جماعت احمدیہ تم ہو وہ جس نے یہ خزانے بانٹنے ہیں-ان خزانوں کو بانٹنے سے پہلے لوگوں کو علم تو ہونا چاہئے کہ خزانے ہیں کیا-ورنہ قرآن کریم نے انہی خزانوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے اور یہ حدیث جہاں تک میرا ایمان ہے اسی آیت سے تعلق رکھتی ہے ﴿و اذا انعمنا علی الانسان اعرض ونا

بجانبه و اذا مسه الشر كان يؤوسا﴾ کہ جب بھی ہم انعام تقسیم کرتے ہیں تو لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ پیٹھ پھیر کر چلے جاتے ہیں اور اس سے بے اعتنائی کرتے ہیں- تو ایک ہی خزانہ ہے جس کی طرف پیٹھ پھیری جاتی ہے جس سے بے اعتنائی کی جاتی ہے وہ اللہ کا انعام ہے جو نبوت کی صورت میں نازل ہوتا ہے اور روحانی انعامات کی صورت میں جاری کیا جاتا ہے-

پس وہ علماء جو یہ سمجھتے ہیں کہ مہدی آئے گا اور دنیاوی خزانے بانٹے گا، بڑی بے وقوفی میں مبتلا ہیں- کبھی خدا کا کوئی بندہ دنیاوی خزانے بانٹنے نہیں آیا بلکہ جب بھی آیا ان کے روپے پیسے کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی تلقین کرتا ہوا آیا- جو امیر تھے بظاہر وہ غریب ہو گئے مگر ان کے دل ان روحانی خزانوں سے بھر گئے جن کا ذکر قرآن کریم کی اس آیت میں ملتا ہے اور جس کے متعلق حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نے پیشگوئی فرمائی تھی اور ان معنوں میں یہ آیت آئندہ کی خبر دینے والی ہے ﴿اذا﴾ کا مطلب ایک تو عمومی استمرار کے معنوں میں ہوا کرتا ہے یعنی جب بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے خزانے بانٹے جاتے ہیں تو لینے والے پیٹھ پھیر کر چلے جاتے ہیں- دوسرا مستقبل کے متعلق بھی بعینہٖ یہی طرز بیان ہوگا لفظ ﴿اذا﴾ کا معنی یہ ہوگا کہ آئندہ ایسا ہوگا، جب بھی ہوگا کہ خدا کی طرف سے خزانے بانٹے جائیں گے ﴿اعرض و نا بجانبه﴾ تو انسان جس کی خاطر یہ بانٹے جا رہے ہوں گے وہ اعراض کرے گا، مونہہ پھیر لے گا اور ایک پہلو میں ہٹ جائے گا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے لیکن اس کے نتیجے میں اسے ضرور گزند پہنچے گا، ضرور تکلیف ہو گی- ﴿و اذا مسّه الشرّ كان يؤوسا﴾ وہ خزانے لینے سے انکار کرے گا اور پھر جب اس کو شر پہنچے گا تو وہ بہت مایوس ہو جائے گا- وہ کہے گا اب تو ہمارے جینے کے کوئی سامان دکھائی نہیں دیتے، ہر طرف سے ہلاکت نے گھیر لیا ہے- تو جہاں تک خزانوں کے اکٹھا کرنے کا تعلق ہے، ان کی تقسیم کا تعلق ہے اس سلسلے میں اب چند باتیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں جن کا تعلق اسی آیت کریمہ سے ہے اور حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئی سے ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعے آج اس زمانے میں بڑی شان کے ساتھ پوری ہو رہی ہے، اس شان کے ساتھ کہ اس سے پہلے اس طرح یہ پوری ہوتی کبھی دکھائی نہیں دی تھی اور خزانے وہی ہیں، بانٹنے والا ہاتھ وہی ہے، مگر ہمارے ذریعے اب اس کام کو خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ آگے بڑھایا جائے گا اور ساری دنیا میں پھیلایا جائے گا-

تو پہلی بات تو یہ ضروری ہے کہ اس لائبریری کے متعلق پتہ تو چلے کہ ہے کیا کیا- پس جب آپ کیسٹس اکٹھی کریں گے جب آپ آڈیو وڈیو اور کتب، رسائل اکٹھے کریں گے تو جو اکٹھے کرنے والے ہیں ان کا فرض ہے کہ پڑھیں خود اور دیکھیں اور سنیں اور اپنے ذہن میں ان باتوں کی یادداشت محفوظ کریں اور جو کچھ ان کے متعلق تعارف لائبریریوں میں ہونا چاہئے وہ ان کے ان تاثرات کا تعارف ہونا چاہئے جو پڑھنے، دیکھنے اور سننے کے بعد ان کے دلوں پر جاری ہوتے ہیں- ورنہ ہمارے یہاں بہت سے محنت کرنے والے خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ایسے ہیں اور باہر کی دنیا میں بھی ہیں جنہوں نے تمام آڈیو وڈیو، سوال جواب، مجالس، یہ وہ جب سے میں یہاں آیا ہوں اس سے لے کر اب تک سب کا ریکارڈ مکمل کر لیا ہے اور صرف ایک لفظ ذہن میں رکھیں اس کے حوالے سے آپ کو پتہ چل جائے گا کس کیسٹ میں مضمون ہے مگر یہ لائبریری کا سسٹم ہے- لیکن اس سے آپ کو یہ نہیں پتہ چلے گا کہ فلاں چیز فلاں قسم کے لوگوں کے لئے غیر معمولی اثر کرنے والی ہے، فلاں چیز فلاں قسم کے سوالات کے جواب میں زیادہ اثر رکھنے والی ہے- یہ علم جب تک کوئی پڑھ کر ان سے نہ گزرے کسی انسان کو حاصل نہیں ہو سکتا- چنانچہ مجھے یاد ہے کہ جب ہم لائبریری میں جایا کرتے تھے یہاں انگلستان ہی میں SOS میں جب میں طالبعلم تھا تو بعض مضامین کے متعلق محض ریکارڈ دیکھنے سے نہیں پتہ چلا کرتا تھا تو لائبریرین کے پاس جانا پڑتا تھا- اور اس زمانے میں یہ رواج تھا، غالباً اب بھی ہوگا کہ جو لائبریرین تھے وہ اس لائبریری کی کتابوں کا بہت مطالعہ کیا کرتے تھے بلکہ بعض تو حیرت ہوتی تھی کہ کس طرح ہر کتاب پر نظر رکھ رہے ہیں- مگر اب یہ کلیریکل نظام زیادہ جاری ہو گیا ہے- مگر وہ علمی نظام کہ لائبریرین کو پتہ ہو کہ فلاں مضمون میں فلاں نے کیا کچھ کہا ہے اور کون کیا مؤثر مواد آپ کو کس کتاب میں ملے گا یہ اس زمانے میں تو ایک عام دستور تھا- چنانچہ جب لائبریرین سے جا کے کہتے تھے کہ ہمیں کنفیوشس ازم کے متعلق فلاں مضمون چاہئے تو وہ بتاتا تھا کہ ہاں فکر نہ کریں آپ فلاں جگہ جائیں وہاں ان ان Authors کی کتابیں ہیں- ان میں سے حق میں لکھنے والے یہ ہیں، مخالف لکھنے والے یہ ہیں، تشریحات کرنے والے یہ ہیں- اور ان کتابوں کا تفصیل سے تو نہیں مگر اختصار سے وہ تعارف ضرور کروایا جاتا تھا جو تحریری رجسٹر کے مقابل پر نسبتاً تفصیلی ہوتا تھا- پس جب میں نے تفصیل سے کہا ہے تو یہ میری مراد تھی- رجسٹروں پہ تو بالکل خلاصہ ملتا ہے مگر ایک پڑھنے والے کے ذہن میں اس خلاصے کی کچھ تفصیل ہوتی ہے جو نئے آنے والے کے لئے راہنما بن جاتی ہے-

پس سب سے پہلے اس لائبریری کے قیام کے متعلق یہ بات پیش نظر رکھیں کہ اگرچہ وقت طلب بات ہے مگر کرنا تو ہوگا- **ہر لائبریری جو آپ کے ہاں اصلاح و ارشاد کی بنتی ہے اس جگہ کے سپیشلسٹ ہونے چاہئیں جو اس کو دیکھیں، اس کو پڑھیں اور سنیں اور پھر ذہنی طور پر پوری طرح تیار ہوں کہ آئندہ لوگوں کی راہنمائی کر سکیں ، بتا سکیں کہ کون سی چیز کہاں موجود ہے**- ورنہ بسا اوقات یہ سوال اٹھتا ہے جی فلاں دوست ملا ہے اس کے یہ خیالات ہیں- اب اس وقت مقامی جماعتیں پریشانی میں مبتلا ہو جاتی ہیں کہ یہ خیالات ہیں ہم کیا جواب دیں- وہ کہتے ہیں اچھا سلسلے کا لٹریچر پڑھاؤ اس کو- پھر کیا لٹریچر پڑھاؤ اور وہ دلچسپی کیوں لے گا جب تک آپ کچھ دلچسپی کی باتیں بیان نہ کریں-

آج کل خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ "اسلامی اصول کی فلاسفی" کا دور ہے اور اس کا تعارف کروایا جا رہا ہے- جہاں جہاں تعارف کروایا گیا ہے وہاں بہت شدت پیدا ہوئی ہے- جہاں تعارف نہیں کروایا گیا وہاں طلب بھی پیدا نہیں ہوئی- پس طلب پیدا کرنا اس لئے ضروری ہے کہ قرآن کریم فرماتا ہے ﴿و اذآ انعمنا على الانسان اعرض ونابجانبه﴾ تمہیں دقتوں کا سامنا ہوگا، تم اپنی طرف سے لائبریریاں بنا بیٹھو گے خزانوں کی، لیکن جب لوگوں سے کہو گے تو وہ مونہہ موڑ لیا کریں گے، وہ پہلو تہی کرتے ہوئے ہٹ جایا کریں گے- تو اس لئے ان کے دلوں میں شوق پیدا کرنے کے لئے یا یہ بتانے کے لئے کہ ان کی طلب کیا ہے اور اس کا جواب کہاں ہے- ہر منتظم گروہ کو اور میں منتظم نہیں کہہ رہا "گروہ" کہہ رہا ہوں اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ **اب یہ ایک آدمی کے بس کی بات نہیں رہی- آپ کے ہر چھوٹے حلقے میں بھی خواہ چھوٹی سی لائبریری ہو وہاں بھی ایک نوجوانوں کا لڑکیوں کا الگ اور لڑکوں کا الگ گروپ بنانا ہوگا، ایک چھوٹا سا گروہ ہوگا جو اس معاملے میں خود مطالعہ کرکے اپنے ذہنوں کو روشن کریں گے اور پھر گرد و پیش اپنے ماحول میں سب کو بتائیں گے کہ یہ یہ چیزیں ہمارے پاس موجود ہیں**- تمہارے اس قسم کے دوست اس قسم کے سوالات کرتے ہیں بے تکلف ان کو لے کے آؤ کہ ہمارے پاس آؤ اور ہم تمہیں معین چیزیں بتائیں گے کہ ان پر اثر انداز ہونے والی کیا کتابیں ہمارے پاس موجود ہیں، کس کی زبان میں موجود ہیں، کونسی آڈیو وڈیوز ہیں، ان کے کس کس زبان میں ترجمے ہیں وغیرہ وغیرہ- تو ہر زبان کے ترجمے پر تو نظر رکھنی ضروری نہیں مگر ہر زبان کے ایک ترجمے پر نظر رکھنی ضروری ہے- یعنی اردو دانوں کے لئے تو ترجمے کا سوال نہیں وہ براہ راست اردو کی کیسٹ سن سکتے ہیں- انگریزی دانوں کے لئے کسی ترجمے کا سوال نہیں کیونکہ وہ براہ راست انگریزی کیسٹ سن سکتے ہیں- عربی دانوں کے لئے عربی سوال و جواب میں بہت کچھ مواد موجود ہے لیکن جو میں بات کہنا چاہ رہا ہوں وہ یہ ہے کہ جو اردو دان ہیں وہ اردو کی کیسٹس کو غور سے سن کر ذہنی طور پر اپنے نقطہ نگاہ کے لحاظ سے ایک ترتیب قائم کریں یعنی ہر شخص کا ایک نقطہ نگاہ ہے اس پہلو سے وہ ایک ترتیب قائم کرے اور پھر اس کو لکھ لے اور اس طرح جگہ جگہ جماعتوں میں EXPERTS پیدا ہونے شروع ہو جائیں گے-

ویسے آپ علمی تیاری کرنے کی کوشش کریں بہت شاذ کے طور پر آپ کو کامیابی نصیب ہو گی، آپ جتنا مرضی کہتے رہیں کوئی نہیں پڑھتا، کوئی نہیں سنتا کیونکہ اور بہت سے کام پڑے ہوئے ہیں- لیکن جب ذمہ داری ڈالیں گے کہ تم نے تو راہنمائی کرنی ہے اے نوجوانوں کے گروہ! یہ یہ کتابیں پکڑو، ان پر غور کرو اور آگے تم لوگوں کو بتانا شروع کرو تو اس کا دوسرا فائدہ جو بہت ہی اہم ہے وہ یہ ہے کہ آپ کے پاس لٹریچر کے مطالعہ، احمدیت کے مضامین کا مطالعہ کرنے والے ایسے عشاق پیدا ہو جائیں گے جو ایک دفعہ گزریں گے، دو دفعہ گزریں گے تو ان کو اس بات کی دھن لگ جائے گی کہ اب ہم یہ سب کچھ پڑھا کریں- کیونکہ ان بے چاروں کو تو پتہ ہی نہیں وہ تو کبھی لائبریری کی گیلری میں گھسے بھی نہیں، دیکھا ہی نہیں کہ دونوں طرف الماریوں میں کیا کچھ سجا پڑا ہے- تو ان معنوں میں ان لائبریریوں کو جن کی میں بات کر رہا ہوں لوگوں سے آشنا کرانے کے لئے لائبریرین بنانے ہوں گے- اور ان لائبریرین کو پھر چاہئے کہ وہ اپنے تاثرات کو اس رنگ میں منضبط کریں تحریری صورت میں بھی اور تصویری صورت میں بھی کہ اس کے نتیجے میں بآسانی آنے والوں کی توجہ اس طرف مبذول کر سکیں- **اس میں لازم ہے کہ نئے آنے والوں کو بھی شامل کیا جائے**- اور جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا جو ترک ہیں وہ آپ کی لائبریری کے ترکی حصے کے اوپر مامور ہوں- ان کے سپرد یہ کام ہو کہ یہ ترکی چیزیں ہیں، ہمارے پاس لائبریری کی اس میں

کتابیں ہیں ہمیں تو کچھ پتہ نہیں چلتا تم پڑھو، یہ آڈیو وڈیو تم دیکھو اور ہماری مدد کرو اور اس تعلق میں بسا اوقات ایک غیر احمدی یا غیر مسلم کی مدد بھی لی جاسکتی ہے چنانچہ ہم نے ایسا کر کے دیکھا ہے۔ میرا تجربہ ہے ذاتی طور پر کہ جب کسی مثال کے طور پر یہاں میرا ایک قسم کا ذاتی تجربہ نہیں لیکن پہلے اس سے بہت ہو چکا ہے۔ یہاں اگر کسی ترکی غیر احمدی دوست کو جو صاحب علم ہو ایک احمدی درخواست کرے کہ آئیں ذرا میرے گھر کھانے پہ تشریف لائیں میں نے آپ سے بات کرنی ہے۔ یہ میرے پاس کتابیں پڑی ہوئی ہیں۔ یہ چیزیں ہیں تو میں اتنی منت کرتا ہوں کہ آپ صاحب علم ہیں آپ مہربانی فرما کر ذرا پڑھ کے دیکھیں اور مجھے بتادیں کہ اس میں ہے کیا کیا تو میں آگے اس کو اپنی زبان میں منضبط کرلوں گا۔ اگر اس قسم کی درخواست کی جائے عاجزی کے ساتھ تو انسانی شرافت کا تقاضا یہ ہے کہ اکثر لوگ حامی بھریں گے اور کہیں گے ہاں ٹھیک ہے ہم مدد کرتے ہیں۔ بنگالیوں کی مدد لی جاسکتی ہے اردو کی مدد لی جاسکتی ہے مختلف قسم کے غیر ملکی، افریقنوں کی تو اس بات کا فیصلہ ماحول کرے گا۔

جب میں اب لائبریریوں کی باتیں کر رہا ہوں تو بڑی وسیع مرکزی لائبریری کی بات نہیں کر رہا۔ **میں اب چھوٹی چھوٹی پیدا ہونے والی لائبریریوں کی بات کر رہا ہوں جن کو جماعتوں نے انشاء اللہ اب ہر ماحول کے لئے بنانا ہے تاکہ ہر ماحول کو اپنی مرضی کا سامان وہیں سے مل جائے**۔ اس ضرورت کو پورا کرنے کی خاطر آپ شہروں میں جتنے بھی حلقے ہیں مثلاً لنڈن کی جماعت ہے اس کے حلقے ہیں، **ہر حلقے میں ایک لائبریری قائم ہونی ضروری ہے**۔ اور یہی وہ لائبریری کا قیام ہے جس کی طرف ان خاتون نے جو صدر لجنہ ہیں اپنے علاقے کی انہوں نے یہ لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اتنی سو خواتین ہیں جو اس میں ملوث ہو چکی ہیں اور ہر حلقے میں ہم ایک لائبریری قائم کر رہے ہیں۔ جب تک یہ نہ ہو مرکزی لائبریریوں پہ یہ انحصار کہ آپ کو خط ملیں یا پیغام ملیں کہ فلاں مضمون میں، فلاں مسئلے پر ہمیں لٹریچر دیا جانا چاہئے بتاؤ کیا لیں۔ یہ اگر ہر طرف سے پیغام ملیں گے تو اول تو ایسے پیغام ملتے ہی کم ہیں، شاذ کے طور پر لوگ لکھتے ہیں۔ دوسرے جن کو ملتے ہیں ان کو آگے جواب دینا نہیں آتا۔ سراسیمگی پھیل جاتی ہے کیا کریں، کیا جواب دیں اور آسان حل یہ ہوتا ہے کہ وہ اٹھا کر خط مجھے بھیج دیتے ہیں کہ میں آرام سے جواب دیتا رہوں۔ آرام سے تو دوں مگر کتنے خطوں کا جواب دوں۔ اب تو کام پھیلتا چلا جا رہا ہے۔ بہت کثرت کے ساتھ یہ سوال اٹھ رہے ہیں، یہ مطالبے آرہے ہیں کہ بتاؤ ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ تو میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ آپ بتائیں کہ ان کو کیا کرنا چاہئے جن کا آپ کی جماعتوں سے تعلق ہے اور آپ کے حلقوں سے تعلق ہے۔

اب **ہر حلقے کی لائبریری کے لئے اس حلقے کا ماحول دیکھنا ہوگا اور اس کے گرد و پیش نظر ڈال کے جائزہ لینا ہوگا کہ کس قسم کے سوالات یہاں اٹھتے ہیں، کس قسم کے لوگ بستے ہیں**۔ پہلے خطبے میں غالباً بیان کر چکا ہوں بعض جگہ بنگالی بہت ہیں بعض دفعہ آسامی۔ ہر ملک کے رہنے والے موجود ہیں۔ کہیں کردش موجود ہیں جو اکٹھے عام طور پر رہتے ہیں، کہیں مختلف عرب یا افریقن ممالک کے لوگ ہیں اور یہ جو بیرونی آنے والے ہیں ان کے اندر عموماً یہ رجحان پایا جاتا ہے کہ مل جل کر رہتے ہیں کیونکہ ایک دوسرے سے باتیں کرنا آسان، ایک دوسرے کی طرز رہائش چونکہ ملتی جلتی ہے، ہم شکل ہوتی ہے اس لئے ان کے ساتھ اپنے ماضی کی یادیں وابستہ ہوتی ہیں۔ چنانچہ نئے ملکوں میں بھی جاتے ہیں تو اکثر انہی یادوں میں ہی رہتے ہیں اور یہ لوگ اکٹھے رہتے ہوئے اپنے پرانے مناظر کو زندہ رکھتے ہیں جس طرح بچپن میں اٹھے جس طرح پرورش پائی جس ماحول میں ہوا کرتے تھے جیسی باتیں کرتے تھے۔ اس بات کو سب سے زیادہ پنجابی جانتا ہے کیونکہ اکثر دوسری زبانوں سے بے خبر ہے اور سوائے اپنی زبان کے اور آپس میں مل جل کر باتیں کرنے کے اس کو زیادہ باتیں نہیں آتیں۔ جو صاحب علم ہو جائیں ان کی ایک اور مصیبت وہ اپنی زبان بالکل چھوڑ بیٹھتے ہیں اور ان کے بچے پھر صرف انگریزی کے ہو جائیں گے یا اٹالین کے ہو جائیں گے یا سپینش کے ہو جائیں گے ان کو اپنے پس منظر کا پتہ نہیں۔ تو یہ باتیں بھی وہ ہیں جو ضمناً سامنے آجاتی ہیں اس کو ختم کریں، یہ سلسلے تبلیغی جماعتوں کے سلسلے نہیں ہوا کرتے۔ یعنی حقیقت میں وہ جماعتیں جو آنحضرت ﷺ کے نقش قدم پر تبلیغ کے لئے قائم کی گئی ہیں ان کے یہ مزاج میں نہیں۔ اسی لئے میں نے جرمن جماعت کے مخلص بچوں کو جو بڑی تیزی سے اخلاص سے جماعتی کاموں میں حصہ لے رہے ہیں اور مجھے جرمن زبان میں خط لکھتے تھے اور اتنے موٹے موٹے تھدے لگ جاتے تھے جرمن زبان کی فائلوں کے۔ ان سب کو میں نے کہہ دیا ہے کہ آئندہ سے تمہیں جواب ہی نہیں ملے گا جب تک اردو میں نہ لکھو۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ مجھے اردو اچھی لگتی ہے۔ اردو اچھی لگتی تو ہے مگر زبانوں کے موازنے میں پھر آکر اردو کا اپنا ایک مقام ہے، جرمن کا اپنا مقام ہے، ہر زبان کی اپنی ایک اہمیت ہے، اپنا ایک مذاق ہے اور ہر زبان بولنے والے کو اس سے محبت ہوا کرتی ہے۔ تو یہ ہرگز مراد نہیں کہ جرمن، جرمن چھوڑ دیں اور اٹالین، اٹالین چھوڑ دیں صرف اردو کو پکڑ لیں۔ اردو سیکھنا اس لئے ان کے لئے ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اور سلسلے کا لٹریچر اکثر اردو میں ہے۔ اس وجہ سے وہ بے شک سیکھیں شوق سے سیکھیں ان کو فائدہ ہوگا لیکن اپنی زبان ان کو نہیں بھولنی۔ جہاں بھی جائیں اگر اٹالین ہیں تو لازم ہے کہ اپنے بچوں کی اٹالین زبان میں اچھی تربیت کریں۔ اکثر پنجاب سے تعلق رکھتے ہیں تو اردو زبان میں تربیت کریں کیونکہ پنجابی تحریری زبان کے طور پر ان کے کسی کام نہیں آئے گی۔ ایسی ایسی اکیڈیمیز بنی ہوئی ہیں پاکستان میں جن میں بہت اچھے اچھے ماہرین فن تیار ہو رہے ہیں ایک احمدی بھی ہیں ان میں محمد یعقوب صاحب امجد غالباً نام ہے، وہ مجھے لکھتے رہتے ہیں کہ دیکھو ہم نے پنجابی میں یہ کر دیا، وہ کر دیا۔ مگر کبھی انہوں نے یہ نہیں سوچا کہ کتنے لوگ لائبریری جا کر ان کا پنجابی ترجمے والا لٹریچر پڑھتے ہیں۔ جو پنجابی کے شوقین ہیں جن کا ایک گروہ بنا ہوا ہے ایک سوسائٹی ہے وہ سارے حصہ لیتے ہیں لیکن عامتہ الناس کو اس سے کوئی تعلق نہیں۔ ٹھیٹھ پنجابی بولتے ہیں اردو آتی بھی نہیں مگر پڑھتے ہیں تو اردو میں پڑھتے ہیں۔ تو حقیقت کو دیکھنا ضروری ہے اس لئے میں نے ان بچوں کو کہہ دیا ہے کہ تم مجھے جب تک اردو میں خط نہیں لکھو گے میں نے تمہیں جواب ہی نہیں دینا۔ اب وہ مجبور ہیں بے چارے ٹوٹا پھوٹا لکھنے لگ گئے ہیں ماشاء اللہ۔ لیکن یہ اس لئے ضروری ہے کہ موازنہ زبانوں کا ضروری ہوا کرتا ہے۔

ہر زبان اپنی اہمیت رکھتی ہے لیکن جب تک ایک سے زیادہ زبانیں داعین الی اللہ کو نہ آئیں اس وقت تک وہ حقیقت میں خدمت کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ تو اس طرح آپ زبانیں تو سیکھیں گے مگر جو میں اب بات کر رہا ہوں وہ یہ ہے کہ **اپنی لائبریری کو ایک بہانہ بنا لیں لوگوں تک پہنچنے کا۔ اور ایسا بہانہ ہو جو واقعتہً حقیقی ہو، جھوٹا بہانہ نہ ہو۔ آپ کو ٹرکش نہیں آتی مگر ترک ہیں جن کو آتی ہے ان کے پاس جائیں۔ آپ کو چینی نہیں آتی مگر چینی ہیں جن کو آتی ہے۔ جب وہ پڑھیں گے تو وہ پھر آپ کے مضمون میں بھی دلچسپی لیں گے** یہاں تک کہ جو مترجمین ہیں، بعض مترجمین ایک دو کتابوں کا ترجمہ کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ اب ہمیں اور لٹریچر بھیجو۔ اب ہم اپنی خاطر معلوم کرنا چاہتے ہیں بعضوں کی کایا پلٹ جاتی ہے۔ ایک چینی مترجم نے ہمارے چینی صاحب کو لکھا کہ ایک دو کتابیں فلاں فلاں میں نے پڑھی ہیں میرے تو زمین و آسمان بدل گئے ہیں، احمدیت اگر یہ ہے تو سارے چین کا یہی مذہب ہونا چاہئے۔ تو اسی قسم کے امور ہیں خدا تعالیٰ نے جن کی ہم پر رحمت فرمائی ہوئی ہے جن کا ہم پر انعام فرمایا ہوا ہے ہم تو اس سے مونہہ نہیں موڑنے والے لیکن غیر مونہہ موڑیں گے جب تک ان کو اس انعام کی حیثیت کا علم نہ ہو۔ پس پتہ ہونا چاہئے کہ نعمت ہے اور نعمت کے علم کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ جو نعمت بانٹ رہا ہے اس کو تو پتہ ہو کہ نعمت ہے۔ اب یہ مشکل ہے جو آج درپیش ہے کہ بہت سے احمدی بھی ایسے ہیں جن کے پاس اتنا وقت ہی نہیں رہا یا بچپن سے ان کی تربیت ایسی نہیں ہوئی کہ ان کو احمدیت کی نعمتوں کا علم نہیں، اس کا مزہ انہوں نے چکھا نہیں ہے۔ یعنی وہ نعمتیں جو خزانوں کی صورت میں بانٹی جارہی ہے اس لئے جب پتہ چلتا ہے تو پھر وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے فوری طور پر اس طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔

تو اس طرح دو طرح سے ہمیں فائدہ ہوگا۔ ایک وہ احمدی جن کو آپ نے کام سپرد کرنا ہے آپ نے کہنا ہے کہ تم نے سیکھنا ہی سیکھنا ہے آگے جو آگے کام کو بڑھانا ہے تمہیں علم نہیں ہوگا تو کیسے بڑھاؤ گے۔ وہ پڑھیں گے، وہ سنیں گے اور ان کے دل بدل جائیں گے۔ میں نے شاید پہلے بھی ذکر کیا تھا ایک دوست نے میرے سامنے ذکر کیا کہ ساری عمر میں نے ضائع کردی خدا نے ہر طرح سے نعمت عطا فرمائی تھی۔ اچھے خاصے کھاتے پیتے انسان لیکن اب ایم۔ٹی۔اے کے ذریعے جب خطبے دیکھے ہیں تو اس وقت مجھے پتہ چلا ہے کہ میں کن باتوں سے محروم تھا۔ اور اب وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بہترین داعی الی اللہ اور اپنی جماعت میں چوٹی کی مالی قربانی کرنے والے ہیں۔ مگر یہ ایک آدمی نہیں کثرت سے ایسے پیدا ہو رہے ہیں، مگر جو غیر احمدی ہیں ان کی بات میں کر رہا ہوں۔ آپ میں سے جو واقف ہیں اتفاقاً خطبے سن کے ایم۔ٹی۔اے کے ذریعے ان کو تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے پتہ چل چکا ہے، ان کو چاہئے کہ وہ اپنی لائبریریوں میں اپنے مزاج کے مطابق مددگار بن جائیں لیکن اس کے باوجود بہت کچھ ہے جو دوسری زبانوں میں ہے جن کا ان کو علم نہیں ہے۔ اب دورے ہوتے ہیں جرمنی کے جس میں جرمن زبان استعمال ہوتی ہے، عربی استعمال ہوتی ہے، ترکی استعمال ہوتی ہے اور بنگالی استعمال ہوتی ہے، افغانی استعمال ہوتی ہے۔ یعنی ایک دورے میں ایک زبان تو نہیں بعض ممالک میں دس دس بارہ بارہ زبانیں استعمال ہو رہی ہیں اور ان سب کے تراجم جرمن یا انگریزی یا اور

کسی اور زبان میں موجود ہیں-

تو خزانے تو بہت ہیں اللہ کے فضل سے جو آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق آج بانٹے جاتے ہیں اور بانٹنے والا ہاتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہاتھ ہے، اس میں کوئی شک نہیں- آپ ان کی نعمت کو سمجھیں، ان کی نعمت کی حیثیت کو سمجھیں اور جہاں جہاں لائبریری قائم کر رہے ہیں جیسا کہ میں بیان کر رہا ہوں وہاں آپ کی EXPERTS کی ٹیم تیار ہونی چاہئے جن کو پتہ ہو کہ اپنے ماحول کو میں نے کیا بتانا ہے- پھر جب آپ گردوپیش نظر ڈال کے لوگوں کے مسائل دیکھیں گے تو آپ کو سمجھ آجائے گی کہ اس کا مسئلہ فلاں کتاب میں ہے، وہاں پہنچیں اور بتائیں کہ تمہارا مسئلہ اس میں ہے-

اور اس ضمن میں ہومیوپیتھی جو بظاہر ایک بے تعلق مضمون ہے لیکن وہ بھی علم شفا ہے اس کا بھی گہرا تعلق ہے- چنانچہ انڈونیشیا سے ہمارے عبدالقیوم صاحب جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک بہت ہی مخلص اولین احمدی کی اولاد ہیں- عبدالباسط جو ہمارے مبلغ ہیں ان کے بھائی، وہ دنیا میں بڑے عہدے پر فائز ہیں ان کو جنون ہو گیا ہے تبلیغ کا اور ہومیوپیتھی کے متعلق وہ مجھے بتا رہے تھے کہ میں تو حیران ہوں کہ اتنا بڑا تبلیغ کا ذریعہ ہم اس سے غافل بیٹھے ہوئے تھے- وہ کہتے ہیں ہمارے ایک مبلغ تو کہتے ہیں کہ اب مجھے دوسرے کاموں کا وقت ہی نہیں ملتا- وہ کہتے ہیں دن رات مریض آرہے ہیں اور وہ آکے مجھے سب کہتے ہیں کہ یہ کرو اور وہ کرو- اسی تعلق میں پھر جماعت احمدیہ سے تعارف ہو رہا ہے اور خدا کے فضل سے وہ لوگ جو پہلے احمدیت کا نام سننے کے لئے تیار نہیں تھے اب کثرت سے احمدیت کی باتیں کرنے لگے ہیں- اور اللہ تعالیٰ مدد بھی ایسی کرتا ہے کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے-

مجھے انہوں نے، قیوم صاحب نے، کل اپنے بعض واقعات سنائے میں حیران رہ گیا کہ اس دوائی سے تو فائدہ ہونا ہی نہیں چاہئے تھا- وہ بتا رہے تھے فلاں آدمی آیا اس نے کہا یہ مجھے تکلیف ہے میں نے کہا فوراً سلفر ۲۰۰- اور گولی کی طرح یعنی گولی سے مراد وہ گولی نہیں، گولی کی طرح یہ کہہ سکتے ہیں کہ بیماری کو وہ لگ گئی- کہتے ہیں آکے، چند دن کے بعد کہا بالکل ٹھیک ٹھاک ہوں- ایک مریض کی بات بتا رہے تھے کہ ایک ڈاکٹر صاحب کے پاس ایک مریض آیا جس کو جلدی بیماری تھی جو بہت ہی خطرناک، سنگین اور ہمیشہ کے لئے چمٹ جانے والی بیماری ہے اور اس مریض نے جو جلدی مریض تھا اس نے اس سے باتیں کیں تو آخر ان کو تسلیم کرنا پڑا کہ بات یہ ہے میں تمہارا علاج تو کروں گا لیکن بیماری نہیں چھوڑے گی- اس نے کہا بیماری مجھے نہیں چھوڑے گی تو میں تمہیں چھوڑ دیتا ہوں، مجھے کیا ضرورت ہے تمہارے پاس آنے کی- میں وہ احمدی مبلغ ہے اس کے پاس جاؤں گا- چنانچہ اس مبلغ کے پاس پہنچے- اب اللہ تعالیٰ کی شان دیکھیں کہ انہوں نے جو دوا دی ایک ہفتے سے بھی کم عرصے میں ان کی جلد بالکل صاف اور شفاف نکل آئی اس کا نشان تک باقی نہیں رہا- اور وہ پھر ڈاکٹر کے پاس گیا- اس نے کہا ذرا میرا معائنہ تو کرو- اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں- اس نے کہا میں نے تو کبھی دیکھا ہی نہیں زندگی میں ایسا واقعہ اور یہ ہو نہیں سکتا- اس نے کہا ہو گیا دیکھو ہوا ہوا ہے- کہ بتاؤ کیسے ہوا تھا اس نے کہا یہ جو احمدی مبلغ ہے اس کے پاس میں گیا تھا- چند دن کے بعد، قیوم صاحب ہی بتا رہے تھے، مبلغ کے پاس وہ ڈاکٹر صاحب پہنچ گئے- کہا معاف کرنا مجھے آپ کی بڑی سخت ضرورت ہے- میرے پاس اسی مرض کا ایک اور مریض آگیا ہے اور مجھے پتہ ہے میں کچھ نہیں کر سکتا- تو آپ مہربانی فرما کر مجھے بتائیں- اور جیسا کہ میں نے احمدیوں کو ہر جگہ کہا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے مجھے نعمت عطا فرمائی ہے میں آپ کو دے رہا ہوں آپ آگے بانٹیں، ہرگز کنجوسی نہیں کرنی نسخوں میں- چنانچہ انہوں نے فوراً ان کو نسخہ دیا اور اللہ کے فضل سے ان کے سارے مریض جو اس کے بعد، جن کا بھی علم ہے ان کو، وہ ٹھیک ہونے لگ گئے-

تو **ہومیو پیتھی کو آپ مانیں یا نہ مانیں اللہ تعالیٰ نے تبلیغی نظام میں ہومیو پیتھی کو ایک خدمت گار بنا دیا ہے** اور اس سے استفادہ اس طرح بھی کیا جا سکتا ہے جیسا کہ کئی جگہ پاکستان میں کیا جا رہا ہے- کئی ایسے بڑے سخت مخالف ہیں کٹر، جن کو کوئی دلچسپی نہیں ہے جماعت میں، سننے کے لئے تیار نہیں مگر بیمار تو ہوتے ہیں- آئے دن مصیبت پڑی ہے پاکستان میں تو اتنی گندی فضا ہو گئی ہے کہ کھانے کو وہ کلاشن کوف کی گولیاں ملتی ہیں اور بیماریاں اتنی عام، خوراک اتنی گندی کہ مصیبت پڑی ہوئی ہے- اللہ رحم کرے اس ملک پر بہت ہی برا حال ہو رہا ہے اب تو گندی خوراک بھی کم ملتی ہے- تو وہاں احمدی جو عقل والے ہیں وہ یہ فائدہ اٹھا رہے ہیں- ان کو پتہ چلتا ہے کسی مریض کا جس کو شفا نہیں ہو رہی اس کو کہتے ہیں کہ دیکھو جماعت احمدیہ چھوڑو ایک طرف مگر ہمارے امام جو ہیں وہ ہومیوپیتھک جانتے ہیں یہ کتاب ہے ذرا مطالعہ کر لو اور اپنے لئے خود دیکھو کونسی دوا ہے کس میں شفا ہے- اور بعض ایسے ہیں جو کتاب پڑھتے ہیں پھر مجھے خط لکھتے ہیں- کہتے ہیں ہماری تو آنکھیں کھل گئیں کیونکہ جو میں نے کتاب لکھی ہے وہ محض ہومیوپیتھی کی خاطر نہیں لکھی وہ آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کے تابع یہ میں ان خزانوں میں سے ہے جو بانٹ رہا ہوں "**العلم علمان علم الادیان و علم الابدان**"- علم تو دو ہی ہیں یا روحانی علوم ہیں مذہب کے یا بدن کی صحت کے علوم ہیں یا سائنس کے علوم ہیں- تو اس پہلو سے ان کو جب یہ پتہ چلتا ہے کہ لکھنے والا بالکل صاف ہے، خدا کو مانتا ہے خدا کی معرفت کی باتیں موجود ہیں اس کتاب میں تو اس کا دل بدلتا ہے- اور ایک واقعہ نہیں ہوا بیسیوں ایسے ہیں جو میرے علم میں ہیں صرف ہومیوپیتھی کی کتاب پڑھ کے احمدیت کی طرف توجہ ہوئی، احمدی لٹریچر مانگا اور پھر آخر اقرار کیا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہمیں ہدایت مل گئی ہے- تو اس کو بھی آپ اس لائبریری کا حصہ بنائیں اور اگر ممکن ہو یعنی ایک زائد میں آپ کو ترکیب بتا رہا ہوں آپ کی لائبریریوں میں دلچسپی کی، وہاں جو احمدی ہومیوپیتھ بن رہے ہوں یا ان کو واقفیت ہو ان کو مقرر کریں اور تبلیغ کے لئے ایک ذریعہ اس کو بنا لیں- آپ ان سے کہیں کہ تم فلاں وقت ہمارے پاس آؤ وہاں ایک علم شفا کا ماہر بھی بیٹھا ہوا ہے جو مفت دوائی بھی تقسیم کرے گا جس کا مطلب یہ ہے کہ **ہماری اس لائبریری میں ہومیو پیتھی کی دوائیاں بھی ہونی چاہئیں**- مگر اس ضمن میں مجھے اکثر جماعتوں سے شکوہ ہے کہ باوجود اس کے کہ ہم نے ہر جگہ بنیادی دوائیں تقسیم کیں یعنی ہر جگہ مفت تقسیم ہو رہی ہیں، اس کو آگے پھیلانے کا انتظام تجویز کیا یعنی انتظام تو بنانا تھا جماعت نے مگر ہم نے تجویز کیا، اس طرح اس کا انتظام کریں گے اور ہر جگہ بہت ہی معمولی قیمت پر ان دواؤں کو آگے بڑھانے کا اور زیادہ بنانے کا طریقہ سمجھایا یہاں تک کہ ساری بڑی بڑی جماعتوں میں بڑے بڑے ملکوں میں کثرت کے ساتھ ایسے اڈے قائم ہو سکتے ہیں جہاں سے خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ مفت علاج کا سلسلہ جاری ہو جائے-

اب انگلستان کو خصوصیت سے اس کی بہت ضرورت ہے- اس کی وجہ یہ ہے کہ اب ہسپتالوں اور دوسرے ادارے جن کا صحت سے تعلق ہے ان پر حکومت کا اتنا خرچ اٹھ رہا ہے کہ اب رفتہ رفتہ مجبور ہیں کہ مریضوں کو یہ کہیں کہ تم بھی اپنا حصہ ڈالو- بعض جگہ پہلے مفت علاج تھا اب وہ کہتے ہیں تم اپنے ڈاکٹر کو جو ہر علاقے کے لئے مقرر ہوتا ہے اس کو خود PAY کرو، خود اس کو کچھ دو اور یہ سلسلہ آگے بڑھنے والا ہے- امریکہ میں علاج اتنا مہنگا ہو چکا ہے کہ بعض لوگ تو علاج سے زیادہ مرنا قبول کر لیں گے- حد سے زیادہ وہ قصاب بن گئے ہیں اس وقت علاج کے ضمن میں- تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو، جماعت احمدیہ کو یہ موقع دیا ہے کہ اس خزانے کو بانٹیں اور عام کریں اور لوگوں کی شفا میں جہاں تک دنیا کا علم ہے یعنی خدا کا دیا ہوا علم وہ استعمال کریں اور دعا بھی ساتھ استعمال کریں اور اس ذریعے سے خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ آپ دیکھیں گے کہ ان مریضوں کو احمدیت میں ضرور دلچسپی پیدا ہو گی-

اب خزانے کی بات میں کتابوں کی صورت میں کر رہا تھا اس طرف واپس آتا ہوں- ہر جگہ کی کتابیں الگ الگ ہو سکتی ہیں، ہر جگہ کی وڈیو کیسٹس الگ الگ ہو سکتی ہیں کیونکہ ماحول الگ الگ ہے- اس لئے بہت بڑی لائبریری کی ضرورت نہیں مگر یہ لازم ہے کہ کچھ لوگ واقف ہوں اور پھر وہ اگر بانٹیں چیزیں تو دو طرح سے ان کا حساب رکھیں- ایک یہ کہ جن کو جو چیزیں بانٹی جا رہی ہیں وہ واپس آئیں- ان میں مہنگی چیزیں ہیں بہت بعض دفعہ، یعنی بعض دفعہ ہوتی ہیں بہت مہنگی چیزیں، بعض دفعہ سستی بھی ہیں مگر عام طور پر مثلاً جماعت میں یہ توفیق غالباً ہر جگہ نہیں ہو گی کہ Five Volume قرآن کریم مفت تقسیم کریں- One Volume تو کسی حد تک یعنی ایک جلد میں جو حضرت ملک غلام فرید صاحب والا ترجمہ اور تفسیر ہے، تفسیر تو حضرت مصلح موعودؓ کی تھی مگر انگریزی میں انہوں نے ڈھالا ہے، یہ اگر مفت دے بھی دیا جائے تو اس کا بھی مقامی طور پر لوگ زیادہ بوجھ نہیں اٹھا سکتے- تو **لائبریریوں میں ایسی چیزیں جنہوں نے گھومنا ہے اور زیادہ گہری اور علمی کتابیں ہیں ان کا واپسی کا بھی تو انتظام ہونا چاہئے**- اس کے لئے یہ احتیاط کر لینی چاہئے کہ جس دوست کی معرفت کوئی کتاب جا رہی ہے وہ ذاتی طور پر حاصل کرے اور ضامن ہو اس بات کا کہ اگر اتنے عرصے میں واپس نہ آئی تو وہ ذمہ دار ہے- اگر ایسا معین انتظام آپ نے نہ کیا تو ان کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے- اور کچھ یہ ترکیب بھی کام آتی ہے کہ ایسی کتابیں زیادہ رکھیں جو کبھی کبھی ضائع تو نہیں ہوں گی مگر ضائع ہو بھی سکتی ہیں- ضائع نہیں ہوں گی ان معنوں میں کہ جو پڑھے گا اس کو فائدہ پہنچے گا مگر ضائع ہو بھی سکتی ہیں ان معنوں میں کہ بعض لوگوں کے متعلق علم ہوا ہے کہ جماعت کی قیمتی کتابیں ارادۃً شرارت کے طور پر لے کر پھاڑ پھاڑ کے پھینکتے ہیں- اور بعض لائبریریوں نے رپورٹ کی ہے کہ جب بھی تم نے قرآن کریم رکھوایا ہے کوئی لے کے بھاگ گیا ہے اور واپس نہیں آیا-

تو اس لئے میں عرض کر رہا ہوں کہ آنکھیں کھول کر ان سب امور کا جائزہ لینا چاہئے اور ایسی کتابیں جن کا ضائع ہونے کا خطرہ ہے اول تو معلوم کریں کون سی جہت ہے- وہ ہے کون سا رستہ جس کے ذریعے یہ ضائع ہوتی ہیں- اور جو مہنگی ہیں ان کو جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ایک سے زائد رکھیں- کوئی ایک وقت میں ایک لے جائے تو پھر دوسرا آنے والا جب اسی کا مطالبہ کرے تو اس کو بھی کچھ ملنا چاہئے- تو آڈیوز

وڈیوز کے متعلق جو میں نے جرمنی کی جماعت کو ہدایت کی تھی وہی میں اب آپ سب کو ہدایت کر رہا ہوں- ان کے متعلق ایک سرکولیشن سسٹم ہونا ضروری ہے اور وہ سرکولیشن سسٹم یعنی اس کو اس طرح حرکت میں دیا جائے کہ ساری جماعت میں وہ حرکت کر رہی ہوں اس کی اگر صحیح نگرانی کی جائے تو بہت ہی زیادہ مؤثر اور غیر معمولی طور پر فائدہ مند ثابت ہوتا ہے-

یہ جو ٹیمیں میں اب بیان کر رہا ہوں لائبریری کی محافظ ٹیمیں ان کے ذریعے سرکولیشن شروع کریں-ان کو کہیں تم خود ان کو غور سے سنو، دیکھو اور پھر اگر تمہارا دل چاہتا ہو کہ اور بھی سنیں تو اپنی جماعت کے ان دوستوں کو دو جو اپنے ماحول سے دوسروں کو بلا کر دکھا سکیں-اور یہ ہونے کے بعد چونکہ ہزارہا وڈیوز ان چھوٹی چھوٹی لائبریریوں میں رکھنا ممکن نہیں ہے اس لئے یہ لائبریرین گروہ پہلے جائزہ لے کر اندازہ کریں کہ شروع میں ہم پہلے دس سے کام لیں گے-ان دس سے استفادہ کریں ان کو گھمائیں اور پھر مرکز کو واپس کریں کہ ان کو دوسری جماعتوں میں دینے کے لئے بے شک اب اس کو استعمال کریں-اگر ان کو توفیق ہو تو اس کی کاپیاں بنا کر اپنے پاس رکھ لیں ورنہ مفت اگر کام کرنا ہے تو واپس کر دیں دس اور مانگ لیں-اور اس طرح وہ دس پھر وہ جو لائبریرین ہیں وہ پہلے دیکھیں گے-پس **لائبریرین سے مراد ایک لائبریرین نہیں بلکہ گروہ ہے جس میں نئے آنے والے، نئی بیعتیں کرنے والے ضرور شامل ہوں اور ہر گروہ کا تعین موقع اور حالات کے مطابق الگ الگ ہوگا-**

اور **یہ نظام اپنی ذات میں اتنی گہری اور لمبی نگرانی چاہتا ہے کہ اس کے لئے بھی مرکز میں کسی کو مقرر کرنا ہوگا جو اسی کام پر لگ جائے یا ایک سے زائد آدمی مقرر کرنے ہوں گے جن کا کام یہ ہو کہ سارے ملک میں گھومتے پھریں، ہر جگہ پہنچ کے پتہ کریں کہ ذرا مجھے اپنی لائبریری تو دکھاؤ-** پتہ کریں گے تو شاید پتہ لگے گا کہ ہے ہی نہیں کوئی- کہے کہ بابا اس سے تو شروع کرو میں تمہارے لئے چھوٹی سی لایا ہوں ایک ساتھ- چنانچہ ایسی لائبریریاں ساتھ لے کر پھر سکتے ہیں- ان لائبریریوں کا زیادہ وسیع ہونا ضروری نہیں ہے شروع میں-اگر آپ نے اس طرح کام شروع کیا جس طرح عام طور پر لوگ کرتے ہیں کہ ایک وقت میں بیٹھ کر فہرستیں بنائیں اور بھاری کام اپنے ذمے لے لیا کہ ہر لائبریری میں یہ کتاب بھی ضروری ہے، وہ بھی ضروری ہے، فلاں وڈیو ضروری ہے، فلاں وڈیو ضروری ہے تو ہزار تک تو تعداد پہنچ ہی جائے گی-نہ آپ میں توفیق ہوگی کہ ان کو پوری طرح جاری کر سکیں نہ جماعت میں توفیق ہوگی کہ ہر ایسی لائبریری کو اتنی بڑی کتابیں اور وڈیو دے سکیں-

تو یہ جو آخری بات، میں وقت دیکھ رہا ہوں اس کی نسبت سے آپ کو کہہ رہا ہوں، آخری بات تو دعا کی ہے لیکن اس سے پہلے یہ میں سمجھانا چاہتا ہوں کہ **اپنی توفیق کے مطابق کام کریں- ہرگز توفیق سے زیادہ بوجھ نہ اٹھائیں-** اس بات کو بارہا میں بتا چکا ہوں ﴿لا یکلف اللہ نفساً الا وسعها﴾ اللہ تعالیٰ کسی پر اس کی توفیق سے بڑھ کر اس پر بوجھ ڈالتا ہی نہیں ہے حالانکہ خود توفیق بڑھانے والا ہے- مگر بڑھاتا اس وقت ہے جب اس وقت کی توفیق کے مطابق ایک شخص اپنا پورا بوجھ اٹھا لیتا ہے- تو وسعت اور چیز ہے اور ایک موقع پر توفیق اور چیز ہے-اس بارے میں ایک دفعہ مجھے یاد ہے خطبے کا ایک بڑا حصہ میں نے خرچ کیا تھا اور آپ کو سمجھایا تھا کہ ﴿لا یکلف اللہ نفساً الا وسعها﴾ میں جو وسعت ہے وہ ایک بڑی وسعت کا نام بھی ہے جو آخری حدیں ہیں انسان کی- مگر خدا تعالیٰ جب فرماتا ہے ﴿الاّ وسعها﴾ تو اس سے مراد یہ ہے کہ اس وقت کی وسعت، جب کسی انسان میں کچھ اٹھانے کی طاقت ہے اتنا ہی بوجھ ڈالے گا لیکن اللہ جانتا ہے کہ جب وہ اٹھاتا ہے تو اس کی وسعت بڑھ جاتی ہے-

بچے آپ کی آنکھوں کے سامنے پل کر بڑے ہوتے ہیں ان کی ننھی منی ٹانگیں جو اپنا بوجھ نہیں اٹھا سکتیں وہ بڑے بڑے لوگوں کا بوجھ اٹھانے لگ جاتی ہیں، بڑے بڑے بھاری کام کرنے لگ جاتی ہیں-اور یہی نظام ہے کہ اللہ تعالیٰ وسعت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا مگر وسعت بڑھاتا ضرور ہے- تو آپ یہ نہ گھبرائیں کہ آپ کا کام تھوڑا سا شروع ہو رہا ہے- آپ نے اللہ کی نقل کرنی ہے- آپ کو اپنے طور پر تو کوئی عقل آ ہی نہیں سکتی جب تک اللہ سے نہ آئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے نظام مقرر فرمایا ہے جو آپ سب پر جاری فرماتا ہے- آپ خدا سے سیکھتے ہوئے ہر جگہ کی توفیق کے مطابق کام شروع کریں-اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اگر آپ کا اس مضمون سے تعلق رکھنے والا مرکزی سیکرٹری اپنا یہ پیشہ بنا لے کہ گھومتا پھرے اور اپنے ساتھ چھوٹی چھوٹی لائبریریاں اٹھائے پھرتا ہو تو ایک کتاب لے جائے، ایک وڈیو لے جائے، ایک آڈیو لے جائے وغیرہ وغیرہ، میں مثال دے رہا ہوں اور کسی ایک جگہ جہاں مرکز قائم نہیں اسی سے مرکز چلا دے-اور جب یہ استعمال ہوں گی، جب یہ ہضم ہو جائیں گی تو اس جماعت کی توفیق بڑھ جائے گی- پھر مطالبہ ادھر سے آئے گا کہ آپ فلاں دے گئے وہ تو ہم ختم کر بیٹھے ہیں اب اور لائیں- چنانچہ جن بچوں کو کہانیوں کی عادت پڑتی ہے وہ ختم ہوتے ہی پھر لائبریری پہنچتے ہیں پھر ختم ہوتے ہی پھر لائبریری پہنچتے ہیں- تو آپ کی مرکزی لائبریری میں آنے والوں کی تعداد بھی بڑھے گی اور ان کو پتہ ہوگا کہ اب ہم نے کہاں مدد کے لئے پہنچنا ہے-

تو میں امید رکھتا ہوں کہ اس طریق پر اس چھوٹی سی لائبریری کو خدا تعالیٰ برکت دینے لگ جائے گا اور ابتدا میں بڑی بڑی لائبریریاں نہ بنائیں یہ میں سمجھا رہا ہوں آپ کو- بنانی ضرور ہے مگر چھوٹی بنائیں کیونکہ مجھے پتہ ہے، مجھے سالہا سال کا تجربہ ہے کہ جہاں بھی ان باتوں کو نظر انداز کر کے بوجھ توفیق سے بڑھاؤ ہیں نظام ٹوٹ گیا اور اکثر یہ ٹوٹے بکھرے ہوئے نظام پھر بعد میں دکھائی دیتے ہیں- ہم نے فلاں جگہ بھی کام شروع کیا تھا کچھ نہیں فائدہ ہوا، فلاں جماعت نے کام شروع کیا تھا اب نہیں رہا- مگر اگر خدا تعالیٰ کے نظام کو آپ پکڑیں گے تو یہ ہو نہیں سکتا کہ کام اپنے آپ کو آگے نہ بڑھائے- یہ ویسی ہی بات ہے جیسے کوئی تاجر چھوٹی سی پھیری سے کام لیتا ہے مگر توفیق کے مطابق، توفیق سے بڑھ کر نہیں اٹھاتا مگر جو اٹھاتا ہے وہ اپنے لئے اور سامان پیدا کرتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ چھوٹی سی پھیری ایک چھوٹی سی دکان میں بدل جاتی ہے، چھوٹی سی دکان بڑے کاروبار بننے لگ جاتی ہے- مگر وہ جاہل جو قرضے لے کر شروع میں بڑی دکان کی بات کرتے ہیں میں نے تو اکثر ان کی عمریں گلتی دیکھی ہیں کہ وہ پھر جائیدادیں بھی بیچیں تو قرضے نہیں اترتے- تو ﴿لا یکلف اللہ نفساً﴾ کا ایک یہ بھی مضمون ہے جو آپ سب کو سمجھنا چاہئے کہ خزائن جو آپ بانٹ رہے ہیں ان خزائن میں دنیا کے خزائن بھی ہیں ان کے ساتھ بھی یہی سلوک ہے- آپ اپنی معیشت کا اتنا بوجھ اٹھائیں خواہ وہ تھوڑا ہو مگر ہو اتنا جو اٹھا سکتے ہوں-اور یاد رکھیں کہ اگر خدا کے حکم کے مطابق آپ نے ایسا کیا ہو تو اللہ تعالیٰ وسعت کو ضرور بڑھایا کرتا ہے- ہو نہیں سکتا کہ نہ بڑھائے-اور جو محض اللہ کی خاطر کرتا ہے اس کو غیبی مدد بھی ملتی ہے دیکھتے دیکھتے برکتیں ملنی شروع ہو جاتی ہیں مگر دل صاف اور پاک ہونا چاہئے-اگر نیت میں کہیں گند آ گیا تو پھر وہ گند آخر تک ساتھ چلے گا آپ کے کسی کام میں برکت نہیں رہنے دے گا-

پس تبلیغ کی طرف توجہ میں جو ایک اور نکتہ آپ کو سمجھانے والا تھا وہ یہی تھا مگر اس کے بہت سے پہلو ہیں جن پر مزید روشنی ڈالنی ہوگی-اگر خدا نے توفیق دی تو اس سفر کے درمیان خطبات میں یا پھر بعد میں واپس آ کر انشاء اللہ اس مضمون کو میں پھر پکڑوں گا-اب میں اجازت چاہتا ہوں یہ یاد دلاتے ہوئے کہ اپنے لئے دعائیں ضرور کریں- **دعاؤں سے سارے کام آسان ہو جاتے ہیں کوئی مشکل مشکل نہیں رہتی-** بسا اوقات انسان بڑی مصیبت میں مبتلا بیٹھا ہوتا ہے کہ اس کا حل نظر نہیں آ رہا، اس کا حل نظر نہیں آ رہا-اگر واقعۃً توجہ خدا کی طرف ہو اور دعا کی طرف مائل ہو تو ساری مشکلیں دیکھتے دیکھتے آسان ہو جاتی ہیں- پتہ ہی نہیں لگتا کہ یہ مشکلیں گئی کہاں-اور اگر خدا کی طرف توجہ نہ ہو تو جو آسان کام ہیں وہ بھی مشکل ہوتے چلے جاتے ہیں-اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس الہام کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں کہ

قادر ہے وہ بارگہ ٹوٹا کام بناوے
بنا بنایا توڑ دے کوئی اس کا بھید نہ پاوے

اگر دعا کریں گے تو بسا اوقات اللہ کے فضل سے بھاری اکثریت میں آپ دیکھیں گے کہ ٹوٹے کام بن جائیں گے اور اگر دعا سے احتراز کریں گے تو

"بنا بنایا توڑ دے کوئی اس کا بھید نہ پاوے"

شمالی جرمنی کی گائے کے بہترین گوشت سے تیار شدہ

سلامی اور شنکن

(SALAMI & SCHINKEN)

عمدہ کوالٹی اور **پورے جرمنی میں** بروقت ترسیل کے لئے ہمہ وقت حاضر،
پیزا (PIZZA) کے کاروبار میں آپ کے معاون

احمد برادرز

خالص گائے کے گوشت سے تیار شدہ سلامی اور شنکن کے خواہشمند حضرات بذریعہ
ٹیلیفون فری سروس سے فائدہ اٹھا کر بازار سے بارعایت اور تازہ مال حاصل کر سکتے ہیں
آج ہی رابطہ کیجئے

CH. IFTIKHAR & BROTHERS

TEL: 04504-201 FAX & TEL:04504-202

جستہ جستہ

قبولیت دعا

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"خاکسار حقیر خادم سلسلہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ کے ارشاد کے ماتحت جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیم و تربیت اور تبلیغ کے لئے مامور ہو کر لاہور میں مقیم ہوا۔ ابتداء میں میرے قیام کا انتظام ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے اپنے مکان پر کرایا جو کیلیانوالی سڑک کے کنارہ پر واقع ہے۔ علاوہ عام درس کے خواجہ کمال الدین صاحب اور ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مجھ سے قرآن کریم اور بعض کتب دینیہ متفرق اوقات میں پڑھتے۔ اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب صحیح بخاری پڑھتے۔ احمدیہ بلڈنگس کی مسجد میں باجماعت نماز ادا کی جاتی اور نماز عصر یا مغرب کے بعد درس قرآن کریم دیا جاتا۔

ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب ابتداء میں میرے متعلق بہت حسن ظن رکھتے تھے اور اکثر مجھ سے دعائیں کراتے تھے اور جب میں بعض امور کے متعلق الہام، کشف یا رؤیا کے ذریعہ کوئی اطلاع ان کو دیتا اور وہ اسی طرح پوری ہو جاتی تو وہ بہت تعجب کا اظہار کرتے۔ جس کے جواب میں میں یہی کہتا کہ اس میں میری کوئی خوبی نہیں۔ بلکہ یہ سب کچھ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روحانی برکات اور قوت قدسیہ کا نتیجہ ہے۔

جمال ہمنشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

اسی طرح خواجہ کمال الدین صاحب اور مرزا یعقوب بیگ صاحب بھی حسن ظن رکھتے تھے۔ اور اکثر دعا کے لئے کہتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جب میں خاص توجہ سے دعا کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے جواب مل جاتا۔ کہ یہ کام ہو جائے گا۔ یا اس طرح ہو جائے گا یا تقدیر مبرم کی وجہ سے اس کا ہونا ممکن نہیں۔

اور میرا یہ ایمان ہے اور میں ایک لمبے تجربے سے اس عقیدہ پر قائم ہوں کہ دعا کا جواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ضرور ملتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور چالیس دن تک متواتر توجہ سے دعا کرنے سے ضرور ہی جواب ملتا ہے۔ خواہ جواب اس کی رحمت کے نشان کے طور پر اثبات میں ملے یا حکمت کے نشان کے طور پر نفی میں ملے۔ اور قرآن کریم میں ﴿ادعونی استجب لکم﴾ اور ﴿ اجیب دعوۃ الداع اذا دعان﴾ کا وعدہ بالکل سچا اور کلام واثق ہے اور آنحضرت ﷺ نے جو طریق استخارہ سکھایا اس پر عمل کرنے سے یقیناً جواب مل جاتا ہے اور بسا اوقات جن لوگوں پر یہ فیضان بند ہو ان پر بھی الہام کشف یا رؤیا صالحہ کا فیضان دعائے استخارہ کی برکت سے کھل جاتا ہے۔

میں اس بارہ میں خود صاحب تجربہ ہوں کیونکہ میں وہ ہوں کہ باوجود صدہا کمزوریوں، کوتاہیوں اور غفلتوں کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فیوض سے مجھے یہ برکت بھی عطا ہوئی ہے کہ میں نے بارہا اللہ تعالیٰ کی قدوس ذات کو دیکھا اور اس کے دیدار کے علاوہ اس کے کلام کو بھی سنا اور بارہا اس شیریں اور زندگی بخش کلام کو سنا اور پھر اس کے ملائکہ کو دیکھا اور ان کے کلام کو بھی سنا۔ اور خدا تعالیٰ کے کئی اولوالعزم نبیوں کو دیکھا اور ان کے کلام کو سنا اور ان سے ملاقات کی۔ بلکہ حضرت سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بھی بارہا زیارت نصیب ہوئی۔ اور حضور کا مقدس کلام سنا..........

میں دعاؤں کا سلسلہ اس حد تک جاری رکھنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے جواب مل جائے اور میرے نزدیک دعا کے لئے یہی حد ہے کہ جب تک جواب نہ ملے دعا کا سلسلہ جاری رکھا جائے۔

مسلمانوں ہاں حقیقی اسلام کے ماننے والوں پر یہ خدا تعالیٰ کا عظیم الشان فضل ہے اس نے سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ ﷺ اور نائب الرسول حضرت احمد علیہ السلام کے افاضات اور برکات سے ان کو قبولیت دعا کی نعمت عظمیٰ عطا فرمائی۔ جو لوگ اس نعمت کو نہیں سمجھتے اور اس کی قدر نہیں کرتے کیا وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ امت محمدیہ کے افراد اسرائیلی مردوں اور عورتوں سے بھی گئے گزرے ہیں کہ اسرائیلیوں کو تو اللہ تعالیٰ کا مکالمہ مخاطبہ ہوا لیکن امت محمدیہ جیسی خیر امت اس سے محروم ہے۔

پس یہ نہایت ہی ضروری ہے کہ دعاؤں کی عادت ڈالی جائے۔ اور اس سلسلہ کو کبھی منقطع نہ کیا جائے۔ دعاؤں کے ذریعہ سے ہی اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی طرف خاص رحمت اور رافت سے متوجہ ہوتا ہے۔ اس تعلق میں مجھے اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت کے وسیع ترین بلا مبادلہ اور بلا معاوضہ فیوض کی بارشوں پر غور کرنے سے بہت ہی فائدہ ہوا۔ جو محسن اور فیاض ہستی از خود ہمارے وجود کے ذرہ ذرہ کو اور اس کے ہر عضو اور ہر قوت اور ہر حس کو پیدا کر کے اس کے قیام و بقا کے انتظام کے لئے تمام عالمین کو ہمارے تعاون کے لئے لگائے ہوئے ہے اور ہر لحہ اور ہر آن اپنی رحمتوں کی بارشیں ہمارے اوپر برسا رہی ہے اس کے متعلق یہ سوء ظن کہ اس کو ہماری کیا پرواہ ہے اور ہماری التجائیں کیونکر سنے گی ایک شیطانی وسوسہ ہے۔ بے شک خدا تعالیٰ غنی ہے اور اس کو کسی کی پرواہ نہیں لیکن وہ خاص فیاضانہ اور محسنانہ شان رکھتا ہے اور اس میں بخل کا کوئی شائبہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اسلامی تعلیم کی رو سے یعنی البخیل عدواللہ کے ارشاد کے ماتحت بخل محسن خدا کی شان نہیں بلکہ اس کے دشمنوں کا طریق ہے۔

میں سطور بالا میں ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کے متعلق ذکر کر رہا تھا کہ انکو مجھ پر ابتداء میں حسن ظن تھا بلکہ قبولیت دعا کے متعدد واقعات دیکھ کر ان کی اہلیہ صاحبہ بھی جو شیعہ مذہب رکھتی تھیں مجھ پر حسن ظنی کرتی تھیں اور اکثر دعا کے لئے کہتی تھیں۔ ایک دفعہ ان کا چھوٹا لڑکا بشیر حسین بعمر چھ سات سال سخت بیمار ہو گیا۔ ڈاکٹر صاحب خود بھی خاص توجہ سے اس کا علاج کرتے اور دوسرے ماہر ڈاکٹروں اور طبیبوں سے بھی اس کے علاج کے لئے مشورے کرتے تھے لیکن بچہ کی بیماری دن بدن بڑھتی چلی گئی یہاں تک کہ ایک دن اس کی حالت اس قدر نازک ہو گئی کہ ڈاکٹر صاحب اس کی صحت سے بالکل مایوس ہو گئے اور یہ دیکھتے ہوئے کہ اس کا وقت نزع آ پہنچا ہے گورکنوں کو قبر کھودنے کے لئے کہنے کے واسطے اور دوسرے انتظامات کے لئے باہر چلے گئے۔

اس نازک حالت میں ڈاکٹر صاحب کی اہلیہ نے بڑے عجز و انکسار اور چشم اشکبار سے مجھے بچہ کے لئے دعا کے واسطے کہا۔ میں ان کے الحاح اور عاجزی اور بچہ کی نازک حالت سے بہت متاثر ہوا اور میں نے پوچھا کہ یہ رونے کی آواز کہاں سے آ رہی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ بعض رشتہ دار عورتیں اندر بشیر کی مایوس کن حالت کے پیش نظر اظہار غم و الم کر رہی ہیں۔ میں نے کہا کہ میں دعا کرتا ہوں لیکن اس شرط پر کہ آپ سب بشیر کی چارپائی کے پاس سے دوسرے کمرے میں چلی جائیں اور بجائے رونے کے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا میں لگ جائیں۔ اور بشیر حسین کی چارپائی کے پاس جائے نماز بچھا دیا جائے تا میں نماز اور دعا میں مشغول ہو جاؤں۔ والدہ صاحبہ بشیر حسین نے اس کی تعمیل کی۔ مجھے اس وقت سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کا بیان فرمودہ **قبولیت دعا کا گر** یاد آ گیا۔ اور میں کمرہ سے باہر نکل کر کیلیانوالی سڑک کے کنارے پر جا کھڑا ہوا۔ اور ایک ضعیف اور بوڑھی غریب عورت کو جو وہاں سے گزر رہی تھی آواز دے کر بلایا اور اس کی جھولی میں ایک روپیہ ڈالتے ہوئے اسے صدقہ کو قبول کرنے اور اور مریض کے لئے جن کے واسطے صدقہ دیا تھا دعا کرنے کے لئے درخواست کی۔

اس کے بعد میں خود مریض کے کمرہ میں واپس آ کر نماز و دعا میں مشغول ہو گیا اور سورہ فاتحہ کے لفظ لفظ کو خدا تعالیٰ کی خاص توفیق سے حصول شفا کے لئے رقت اور تضرع سے پڑھا۔ اس وقت میری آنکھیں اشکبار اور دل رقت اور جوش سے بھرا ہوا تھا۔ اور ساتھ ہی مجھے محسوس ہو رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنی شان کریمانہ کا ضرور جلوہ دکھائے گا۔ پہلی رکعت میں سورہ یٰسین پڑھی اور رکوع و سجود میں بھی دعا کرتا رہا۔ جب میں ابھی سجدہ میں ہی تھا کہ بشیر حسین چارپائی پر اٹھ کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ میرے شاہ جی کہاں ہیں، میری اماں کہاں ہے۔ میں نے اس کی آواز سے سمجھ لیا کہ دعا کا تیر نشانہ پر لگ چکا ہے۔ اور بقیہ نماز اختصار سے پڑھ کر سلام پھیرا۔

میں نے بشیر حسین سے پوچھا کہ کیا بات ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے پانی پینا ہے۔ اتنے میں بشیر کی والدہ آئیں اور کمرے سے باہر سے ہی کہنے لگیں کہ مولوی صاحب آپ کس سے باتیں کر رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ اندر آ کر دیکھو۔ جب وہ پردہ کر کے کمرہ میں آئیں تو کیا دیکھتی ہیں کہ عزیز بشیر چارپائی پر بیٹھا ہے اور پانی مانگ رہا ہے۔ تب انہوں نے اللہ تعالیٰ کا بہت بہت شکریہ ادا کیا اور بچے کو پانی پلایا۔

ابھی چند منٹ ہی گزرے تھے کہ ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب بھی آ گئے اور یہ نظارہ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ جب گھر والوں نے پوچھا کہ کہاں گئے تھے تو قبر کے انتظام کا راز تو دل میں رکھا اور خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔

والدہ صاحبہ بشیر حسین نے ڈاکٹر صاحب کو کہا کہ آپ کی ڈاکٹری کا امتحان کر لیا ہے جو کچھ اہل اللہ کی دعائیں کر سکتی ہیں وہ ماہر فن ڈاکٹروں اور طبیبوں سے نہیں ہو سکتا۔

افسوس ہے خلافت ثانیہ کے عہد سعادت میں ڈاکٹر صاحب اور ان کے دوسرے ساتھی عداوت سیدنا حضرت محمود ایدہ اللہ کے باعث خلافت کے ساتھ وابستگی سے محروم ہو گئے۔ ان واقعات کا تفصیلی ذکر میں دوسرے مقام پر تحریر کر چکا ہوں۔ **خلافت جماعت کے لئے ایک نعمت عظمی ہے اور اس کے ساتھ خدا تعالیٰ کی خاص برکتیں اور انعامات وابستہ ہیں۔** اللہ تعالیٰ ہمیں ان کا مورد بنائے اور شمع خلافت حقہ احمدیہ کے ارد گرد پروانوں کی طرح قربانی دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(حیات قدسی حصہ پنجم صفحہ ۳۲۸ تا ۳۳۲)

VELTEX INDUSTRIES INC.

. . . . the worldclass fabric manufacturers

Specialized

in

velvet, twill, denim, jacquard, pinpoint

at competitive pricing with best quality.

BUYING FACTORY DIRECT IS THE ANSWER

Wholsaler,

readymade garments producers

& converters are welcomed

Please contact:

Corporate Office,

VELTEX INDUSTRIES INC.

4th Floor, 14726 Ramona Avenue

Chino Hills, California 91710, USA

Phone: (909) 393-9935

Fax: (909) 393-8117

Web site: www.veltex.com

احیائے موتی کا ایک حیرت انگیز نشان

مکرم چوہدری ریاض احمد صاحب شہید (شب قدر) کے خسر مکرم و محترم ڈاکٹر عبدالرشید خان صاحب نے یکم جون ۱۹۹۶ء کو جماعت احمدیہ ہالینڈ کے سالانہ جلسہ کے موقع پر شب قدر کے واقعات سے متعلق ایک تقریر فرمائی۔ مکرم ڈاکٹر عبدالرشید خان صاحب اور ریاض احمد صاحب شہید پر نام نہاد مسلمانوں نے جو ظلم توڑے اور جس قسم کے دردناک حالات سے انہیں گزرنا پڑا اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی فضل فرماتے ہوئے مکرم ڈاکٹر عبدالرشید خان صاحب کو زندگی بخشی یہ داستان بہت ہی درد انگیز بھی ہے اور ایمان افروز بھی۔ ذیل میں اس تقریر کا ایک حصہ پیش کیا جارہا ہے۔ احباب مکرم ڈاکٹر صاحب موصوف اور ریاض احمد صاحب شہید کے بچوں کو خصوصیت سے اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی صحت و عمر میں برکت دے اور ان کے صبر و استقامت اور اخلاص و فدائیت کی ہر دو جہان میں بہتر جزا عطا فرمائے۔ (ادارہ)

"......جس واقعہ کے متعلق میں آپ کو تھوڑے سے Hints ہی بتا سکوں گا کیونکہ وقت بہت کم ہے۔ اس واقعہ پر حضور خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ ۱۴ر اپریل ۱۹۹۵ء کو سپین میں تفصیل سے خطبہ دے چکے ہیں اور پروگرام ملاقات میں بھی اور عید الاضحیٰ پر بھی کافی تفصیل بتا چکے ہیں۔ میں ان پہلوؤں کو بتانے کی کوشش کروں گا جو یا ریکارڈ میں نہیں آسکے یا حضور نے جو خطبے دیئے اور واقعات بتائے یا اخبارات کی Cuttings یا رپورٹنگ تھی یا مربیان صاحبان کی رپورٹنگ تھی اس کے علاوہ ہیں......

ایک دوست تھے دولت خان اس کا نام تھا وہ میرے زیر تبلیغ تھے۔ ہفتے کا دن تھا وہ میرے پاس کلینک میں آیا۔ اس نے کہا کہ مجھے ربوہ لے کے جاؤ۔ میں نے کہا چلو ابھی چلتے ہیں۔ نہ راستے میں اس نے کوئی بات کی نہ میں نے کی تو جب ہم ربوہ گئے تو اس نے تمام ربوہ دیکھا۔ دارالضیافت میں ہم ٹھہرے۔ اس نے احمدیت کے بارے میں کوئی بات نہیں کی کہ کیا ہے کیا نہیں ہے۔ تیسرے دن اس نے مجھے کہا کہ میں بیعت کرتا ہوں۔ تو میں نے اس کو کہا، دولت خان آپ نے تین دن ہوئے نہ احمدیت کی میرے ساتھ بات کی نہ کسی عالم سے کوئی بات چیت ہوئی اچانک آپ کے دل میں یہ کیسے آگیا کہ میں احمدی ہوتا ہوں۔ میں نے کہا احمدی ہونا آپ کا حق ہے بے شک ہو جائیں لیکن یہ احمدیت اتنی آسان نہیں ہے جتنی آپ سمجھتے ہیں۔ یہ لوہے کے چنے چبانے ہیں کیونکہ اس علاقے کو میں جانتا ہوں جس علاقے کا یہ رہنے والا تھا۔ اگر آپ نے بیعت کرنی ہے بے شک کریں لیکن میں چاہتا ہوں کہ ابھی آپ بیعت نہ کریں کیونکہ پھر آپ نہ یہ دولت خان رہیں گے اور نہ پھر آپ کے بچے، نہ بیوی، آپ کے ساتھ کوئی بھی تعلق نہیں رکھے گا۔ آپ سوچ لیں۔ بہر حال ہم واپس آگئے۔

اس کے بعد اس نے اور بھی Deep Study کی۔ میں نے اس سے پوچھا کہ ربوہ آنے کی وجہ کیا تھی تو اس نے کہا میرے ماما نے جو کہ جامعہ دارالعلوم کا پرنسپل تھا اس نے جمعہ پر خطبہ دیا تھا کہ (اس علاقے میں احمدی کو قادیانی کہتے ہیں) قادیانی جب بنتے ہیں یا قادیانی (احمدی) ہوتے ہیں تو یہ قرآن شریف پر اس کو نہلاتے ہیں (نعوذ باللہ من ذالک) اور سیڑھیوں میں انہوں نے قرآن شریف رکھے ہوتے ہیں وہ قرآن شریف پر سے گزرتے ہیں پھر جا کر وہ قادیانی بناتے ہیں۔ اس کے ساتھ میرے تعلقات تھے اور چونکہ وہ مذہبی علاقہ ہے اس کا یہ خیال تھا کہ ایسے آدمی کے ساتھ بولنا، بیٹھنا، کھانا پینا ہی حرام ہے۔ یہ قرآن کریم کی اتنی بے عزتی کرتے ہیں۔ چونکہ وہ اس کا سگا ماما تھا اور سب سے بڑا مولوی تھا فضل ربی اس کا نام ہے۔

یہ جب ربوہ گیا اس نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے متعلق یہ شعر لکھا ہوا ہے کہ ؎

بھیج درود اس محسن پر تو دن میں سو سو بار
پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار

پھر دارالضیافت میں سامنے لکھا ہوا ہے "جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے" اور ہر کمرے میں قرآن شریف تھا۔ اسی وقت اس نے کہا کہ یہ مولوی جو کہ میرا سگا ماما ہے سب سے بڑا جھوٹا ہے اور میں احمدیت کو حق سمجھتا ہوں...... بہر حال اس نے اور Study کی۔ اگر حقیقت میں دیکھا جائے میں نے اس کو احمدی نہیں کیا بلکہ اس نے مجھے احمدی کیا ہے۔ اس وجہ سے کہ اتنی Deep Study اس نے کی مجھے اس کا جواب دینا پڑتا تھا اور مجھے اس کی تیاری کرنی پڑتی تھی مجھے اس نے احمدی بنایا۔ جب یہ عالمی بیعت ہونے والی تھی اس سے کچھ دن پہلے وہ آیا۔ مجھے اس نے کہا کہ خدا کی قسم میرا دل اور میرا دماغ، میرا جسم ہر چیز احمدی ہے اور میں بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ تو میں نے کہا دولت خان اب تم بیعت کرلو۔ خیر خدا تعالیٰ نے اس کو توفیق دی عالمی بیعت میں وہ شامل ہوا۔

جب حضور کا جواب آگیا کہ آپ کی بیعت منظور ہو گئی ہے تو اس کو احمدیت کا ایک جنون ہو گیا۔ دفتر میں، گاؤں میں ہر جگہ بس یہ کام تھا کہ تمام علاقے میں احمدیت پھیلے۔ وہ ملاں کے پاس جاتا تھا، پیر کے پاس جاتا تھا، سب کے پاس اور چونکہ اس نے اتنی دسترس حاصل کر لی تھی، اتنی Deep Study کی تھی احمدیت کی کہ بڑے سے بڑا ملاں بھی اس کے سامنے بات نہیں کر سکتا تھا۔ جب وہ پیر، ملاں سب عاجز آگئے اسکا جواب نہیں دے سکتے تھے۔ ۲ر اپریل کو تمام دس گاؤں کے اکوڑہ خٹک کے دارالحقانیہ سے مولوی منگوائے گئے اور ساڑھے تین سو کے قریب، میں بھی وہاں موجود تھا ان کے ساتھ بات ہوئی۔

ایک پیر کو اس کا نام میں اس لئے نہیں لینا چاہتا کہ اس نے کہا ہے کہ میرا نام نہ لیں اس کو ہم نے "حقانیت احمدیت" کی کتاب دی ہوئی تھی اور "تفہیمات ربانیہ" بھی دی ہوئی تھی جب ہم قرآن شریف کی آیت پیش کرتے تھے اس کے دو بیٹے حافظ تھے وہ قرآن شریف کی آیت اس کو پڑھ کر سنا دیتے تھے۔ خیر ان تمام مولویوں، ان لوگوں کے سامنے اس پیر نے یہ اقرار کیا کہ اگر یہ اسلام ہے تو میں احمدی ہوں۔ اور اگر یہ احمدیت ہے تو میں احمدی ہوں تو دولت خان نے کہا دیکھو پیر صاحب آپ نے تو احمدیت کا اعلان کر دیا ہے لیکن یہ اتنی آسان بات نہیں ہے۔ آج کے بعد نہ آپ کی پیڑھی رہے گی اور نہ یہ گدی نشینی رہے گی۔

اس کے بعد پورے علاقے میں یہ ہوا کہ یہاں تو احمدیت پھیل جائے گی۔ اس کے ایک آدمی کا کوئی آدمی جواب نہیں دے سکتا تو اس کو یہیں روکا جائے۔ تو پھر ان تمام علاقے کے مولویوں نے وہاں ایک بڑا خان ہے افتخار اس کا نام ہے اس کے نام انہوں نے خط لکھا اور تمام علاقے میں پھیلایا۔ اس میں انہوں نے فتویٰ لگایا مجھ پر کہ اس نے اس کے ایمان پر ڈاکہ ڈالا ہے (وہ احمدیت کو فتنہ کہتے ہیں) اور یہ فتنہ اس کی وجہ سے علاقے میں پھیلا ہے تو یہ اور دولت خان واجب القتل ہیں اس کو یہیں سے روکا جائے۔ جب یہ مجھے ملا تو رات کے تقریباً ساڑھے گیارہ بجے تھے میں اس گاؤں گیا۔ کافی لوگ جمع تھے۔ چونکہ ہر انسان کو خدا تعالیٰ نے چھوٹی موٹی خاص منفرد طاقت دی ہوتی ہے۔ مجھے بچپن سے ہی یہ ہے کہ میری ڈکشنری کے کسی خانے میں بھی "ڈر" کا لفظ نہیں ہے تو میں ساڑھے گیارہ بجے وہاں گیا۔ وہ مولوی وہاں جمع تھے وہ تقریباً تین چار گاؤں کا بڑا خان ہے۔ انہوں نے یہ پروگرام بنانا تھا کہ کیا کیا جائے۔ خان کو میں نے کافی احمدیت کا بتایا۔ ساڑھے گیارہ بجے سے رات کوئی دو بجے تک وہیں تھا اور پھر میں سکوٹر پر پشاور آیا۔ تو میں نے اس خان کو یہ کہا تھا کہ جتنے آپ کے مولوی ہیں جتنے لوگ ہیں ان کی خوراک، ان کا خرچہ میں دونگا آپ ان کو بلائیں یہ ہمارے ساتھ بات کریں اگر ہم ہار گئے تو جو سزا آپ ہمیں دینا چاہیں دے دیں۔

جب رات کو میں واپس آیا انہوں نے پھر دیکھا کہ یہ تو نہ ڈرتے ہیں نہ اس بات کی پرواہ کرتے ہیں۔ حکومت سے Contact کیا کہ اس معاملے کو یہیں روکا جائے۔ انہوں نے شرارتاً ایک لائحہ عمل تیار کیا کہ ہم تمہارے ساتھ بحث کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن ہماری یہ شرطیں ہونگی۔ ہماری سب سے پہلی شرط یہ ہوگی کہ اگر تم ہار گئے تو ہم تمہیں قتل کر دیں گے۔ اگر تم جیت گئے تو تم ہمیں قتل کر دینا۔ چونکہ شرارتاً ان کا گمان تھا کہ احمدی اس بات سے ڈر جائیں گے وہ آئیں گے ہی نہیں۔ تو ہم سارے علاقے میں اعلان کر دیں گے کہ قادیانی نعوذ باللہ جھوٹے ہیں۔ وہاں ہم نے یہ شرط بھی مان لی کہ ٹھیک ہے آپ ہمیں بے شک قتل کر دیں لیکن ہم آپ کے ساتھ یہ شرط نہیں لگاتے ہم آپ کو قتل نہیں کریں گے آپ صرف مسجد میں کھڑے ہو کر احمدیت کا اعلان کر دیں۔

یہ لوگوں کو کیسے پتہ لگے گا کہ ہم ہار گئے، تم جیت گئے؟؟۔ اس کا حل یہ ہے کہ میں پشاور سے ٹی وی لاتا ہوں، وی سی آر لاتا ہوں یہ تمام باتیں ریکارڈ ہو جائیں گی۔ اگر ہم ہار گئے تو تم لوگوں کو، حکومت کو بتا سکتے ہو کہ یہ ہار گئے ہیں اس لئے ہم نے انہیں قتل کر دیا، تمہارے پاس ایک ثبوت ہو جائے گا۔ اگر تم نے ایسے ہی ہمیں قتل کر دیا تو تمہارے پاس کیا ثبوت ہوگا۔ اس وقت تو وہ ان مولویوں نے مان لیا کہ یہ بالکل ٹھیک ہے۔ جب بعد میں انہوں نے سوچا کہ یہ کیا کیا تم نے، یہ تو تم نے اپنے ہاتھ سے ان کو ایک ہتھیار دے دیا۔ یہ تو تم نے ثبوت دے دیا۔ تم اس کا کیا جواب دو گے۔ ایک آدمی اس کا تم جواب نہیں دے سکتے اگر وہ کوئی عالم لے آئے تو کیا جواب دو گے۔ پھر انہوں نے یہ شرط رکھی کہ یہ آدمی نہیں ہوگا ساتھ کیونکہ ان کو پتہ تھا کہ یہ اتنے سے نہیں ڈرتا تو ان سے کیا ڈرنا ہے اور دوسروں نے آنا نہیں۔ دوسرے ڈر کی وجہ سے آئیں گے نہیں اور یہ ساتھ ہوگا نہیں تو وی سی آر، ٹی وی، یہ کیمرہ تو میں نے اس کو کہا کہ اچھا میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں لیکن وہاں اس جگہ نہیں جاؤں گا لیکن وہاں اس جگہ نہیں ہونگا میں دوسری جگہ پر بیٹھا ہونگا لیکن ہونگا میں وہاں ضرور۔ بہر حال ہم گئے تو لوگوں نے کہا یہ تم نے کیا کیا ہے تم نے بیوقوفی کی ہے۔ اگر یہ ریکارڈنگ ہو جائے گی تو ان کے پاس ثبوت ہوگا کہ تمہارے پاس کوئی جواب نہیں ہے اس کا۔ ہمارے جانے سے کوئی ایک گھنٹہ پہلے تقریباً دس مسجدوں میں انہوں نے اعلان کیا کہ یہ کافر ہیں، مفتی محمود نے انہیں کافر بنایا ہے اس لئے ہم ان سے کوئی بات نہیں کریں گے۔

اب ہم ٹی وی بھی لے گئے ہیں، وی سی آر بھی لے گئے ہیں، دولت خان کا جو بھائی تھا اس نے اونچی آواز سے کہا بلکہ مسجد میں اعلان کیا حق آگیا اور باطل بھاگ گیا۔ تو میں نے اس سے پوچھا شاہد! کیا بات ہے۔ پشتو میں پوچھا۔ تو اس نے کہا یہ مولوی بھاگ گئے ہیں۔ ہمارے پاس چونکہ ریکارڈنگ کے لئے سامان تھا کیمرہ تھا تو وہیں پر آٹھ دس گاؤں جمع تھے۔ اب رات ہے ساڑھے گیارہ بجے ہیں وہیں پر ہمارے ساتھ بڑے نیک، مخلص احمدی ہیں جو خود احمدی ہوئے ہیں حاجی بختیار احمد اس کا نام ہے۔ وہ اگر دنیا میں کسی نے فرشتہ دیکھنا ہو تو اس کو دیکھ لیں۔ ہیں کمزور جسم کے، تو میں نے ان کو کہا حاجی صاحب چونکہ انہوں نے شرط لگائی ہے کہ یہ ساتھ نہیں ہوگا اور ہمارے پاس پشتو بولنے والا مقرر نہیں ہے آپ چلیں۔ وہ ویسے بھی کمزور سے ہیں، جسم کے کمزور مگر ایمان کے تو خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ مضبوط ہیں، نہا دھو کر، صاف کپڑے انہوں نے پہنے۔ جب میں ان کے پاس گیا تو ان کے چہرے پر ایسا نور تھا کہ میں نے کبھی اتنی مدت میں اس شخص کے چہرے پر ایسا نور نہیں دیکھا جیسے ایک آدمی کہے کہ میں مقتل کیلئے جا رہا ہوں۔ چونکہ مولوی بھاگ گئے تو ان کے پاس احمدیت کے بارہ میں مضمون تھا انہوں نے خود لکھا تھا وہیں پر ان تمام لوگوں کے سامنے اس مضمون کو پشتو میں ریکارڈ کیا اور تین گھنٹے کا وہ ریکارڈ تھا اور وہاں تمام جتنے لوگ تھے ان کو سنایا کہ احمدیت یہ ہے......

میں پشاور آگیا اور دولت خان کو پولیس نے گرفتار کر لیا۔ وہاں انہوں نے یہ کہا کہ اس کو تحفظ دے رہے ہیں۔ نقص امن کے لئے اس کو گرفتار کیا ہے کوئی اس پر چارج نہیں تھا۔

صبح جب مجھے فون پر بتایا گیا کہ دولت خان کو گرفتار کر لیا گیا ہے تو اس وجہ سے جب میں شب قدر گیا تو دیکھا کہ حالات تو ویسے ہی خراب تھے تو کچہریوں میں جب میں گیا تو وہاں پر بھی کافی لوگ جمع تھے لیکن اس مجسٹریٹ نے مجھے کہا کہ دو دن کی چھٹی ہے۔ سات تاریخ تھی اور ایسے کریں آپ نو تاریخ کو آجائیں۔ تو یہ ریکارڈنگ جو وہاں ہو چکی تھی جو بھی دوست یا ان کے دوست آتے تھے لوگ آتے تھے وہ ریکارڈنگ لگا دیتے تھے کہ یہ احمدیت ہے۔ ان کے لئے اور بھی مصیبت بن گئی کہ یہ اب ان کی بات کرنے کی بھی ضرورت نہیں یہ ٹیپ لگا دیتے ہیں۔ بہر حال اس وقت نہ وہاں کوئی پتھر تھا نہ کوئی اینٹیں تھیں۔ کچہری میں اس احاطے میں اینٹوں پتھروں کا کیا کام ہے۔ یہ اشتہار لگے ہوئے تھے بڑے بڑے کہ قادیانی مرتد ہیں واجب القتل ہیں اور ان کو

fozman foods

A LEADING BUYING GROUP FOR GROCERS AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TELEPHONE
0181-478 6464
0181-553 3611

سنگسار کیا جائے۔ عدالت کے احاطے کے سامنے اور مسجدوں میں یہ اعلان کرتے تھے۔

اب خدا تعالیٰ کی مشیت کچھ ایسے کام کر رہی تھی جس احمدی کی ہم موٹر گاڑی لے جاتے تھے اس دن، چونکہ وہ کافی ہمارے قریب آتا جاتا تھا نہ وہ کوئی خرچہ لیتا تھا وہ نیا احمدی تھا افغانستان کا رہنے والا تھا، وہ یہ انتظار کرتا رہا کہ یہ مجھے فون کرے گا میں موٹر لے کر آجاؤں گا۔ میں نے اس کو فون نہ کیا اور وہ نہ آیا۔ وہاں سے بیس میل کا فاصلہ ہے اور ہم نے تمام دن کے لئے چھ سو روپے پر ٹیکسی کر لی کہ ہم اس کی ضمانت کرائیں گے اور چارسدے جائیں گے اور پھر پشاور آئیں گے تو پورے دن کے لئے چھ سو روپے میں ٹیکسی کر لی۔ جب وہاں لوگ جمع ہو گئے دیر سے، سوات سے، بڑی دور دور سے لوگ منگوائے گئے تھے، ہزاروں کی تعداد میں وہاں لوگ جمع تھے۔ اس کے بھائیوں نے یہ کوشش کی کہ یہ کسی طریقے سے یہاں نہ آئے۔

چونکہ خدا تعالیٰ کی تقدیر کام کر رہی تھی وہ ٹیکسی کو تو پہچانتے نہیں تھے جس موٹر میں ہم جاتے تھے اس کو پہچانتے تھے۔ وہ وہاں سے تقریباً آٹھ میل دور چوک ہے اس کو ناگمان چوک کہتے ہیں چوک میں کھڑے تھے کہ جب آئیں گے ہم ان کو واپس کر دیں گے۔ جب ہم وہاں پہنچے تو کچہری کے احاطے میں ہم گئے تو دیکھا کہ لوگ ٹولیوں کی شکل میں کھڑے ہیں۔

ابھی دس پندرہ منٹ بھی نہیں گزرے تھے کہ دولت خان کا بھائی آیا اس نے آتے ہیں مجھے چپیڑ ماری۔ چونکہ وہ تو تیار تھے اس بات میں، مجھے گریبان سے پکڑا اور وہ لوگ مجھے کھینچ کر لے گئے۔ جب وہ کھینچ کر لے گئے تو اب ہزاروں آدمی اور ایک آدمی کیا کر سکتا ہے، کچھ بھی نہیں۔ اپنی طرف سے انہوں نے مجھے ایک قسم کا قتل کر دیا۔ یعنی مار دیا۔ اور پشتو زبان میں کہا کہ ثواب کے لئے اس کو ایک ایک لات مارو۔ تو اس میں اب خدا تعالیٰ کی مشیت یہ کہ میرا جسم بے حس ہے، مردہ ہے لیکن میرا دماغ ویسے ہی کام کر رہا ہے۔ میں ان کی تمام باتیں سن رہا ہوں تو اس کے بعد پھر انہوں نے ریاض شہید کو پکڑا اور اس کو کچہریوں کی طرف لے گئے تو چونکہ پھر مجھے نہیں پتہ کہ اس کے ساتھ کیا ہوا۔ پھر اس کے بعد عینی شاہدوں نے جو بتایا کہ اس کو (ریاض کو) جب شہید کر دیا گیا تو اس کی لاش کو اتنا مسخ کیا گیا اور اس کے گلے میں رسی ڈال کر ایک ریڑھے کے ساتھ باندھ کر اس کو بازاروں میں گھسیٹا گیا اور پھر آنکھیں نکالی گئیں۔ تو تعلق ان مخالفین کا چونکہ زیادہ میرے ساتھ تھا کہ وہ مجھے نقصان پہنچانا چاہتے تھے۔ ریاض شہید تو ایک قسم کا مہمان تھا بہر حال اس کے جسم پر گوشت تقریباً نہیں تھا بلکہ اس نے میری بیٹی کو (جو ریاض شہید کی اہلیہ تھی) چند دن پہلے رات ایک بجے اٹھایا کہ اٹھو میں تمہیں کچھ باتیں کہنا چاہتا ہوں۔ تم نے بچوں کا خیال رکھنا ہے اور رونا پیٹنا نہیں اور میرے جسم پر گوشت نہیں ہوگا۔ میری بیٹی کے کہا کہ آدھی رات ہے یہ تم آدھی رات کو کیا کہہ رہے ہو۔

اب سمجھ نہیں آتی کہ اللہ تعالیٰ کی کیا مشیت تھی کہ مجھے خدا تعالیٰ نے بچا لیا اور ریاض احمد کو اللہ تعالیٰ نے سعادت دے دی کہ وہ شہید ہو گیا۔ جب ان کی یہ تسلی ہو گئی کہ ریاض بھی شہید ہو گیا ہے اور یہ بھی ختم ہو گیا تو خوشی سے کسی نے ڈانس کیا، کسی نے کچھ کیا۔ جب ان کی تسلی ہو گئی تو مجھے ایک مردہ کی طرح اٹھا کر جیسے ایک بوری کو پک اپ میں پھینکتے ہیں ایسے پھینکا اور مجھے چارسدہ ہسپتال لے گئے۔

تو خدا تعالیٰ کی ایسی مشیت ہے کہ تمام جسم کام نہیں کرتا، دماغ کام کرتا ہے۔ تو جب ہسپتال لے کر گئے تو میری Dead Body کی تفصیلی تلاشی لی۔ میرے پاس دس پندرہ ہزار روپیہ تھا جو میں ساتھ لے کر گیا تھا کہ اس میں سے وکیل کو دینا ہے یا وہاں ضمانت کے لئے خرچ کرنا ہے۔ تو میں نے ڈاکٹر کو کہا کہ میں ایک Sensitive Case ہوں۔ تم مجھے Handle نہیں کر سکتے۔ تم پیسے مجھ سے لے لو اور مجھے اسی سوزوکی میں پشاور ریفر کر دو۔ اس نے پوسٹ مارٹم کی رپورٹ تیار کی، سب کچھ تیار کیا۔ جب میں نے اس کو کہا تو اس نے کہا کہ یہ تو زندہ ہے۔ خیر ساڑھے تین چار ہزار روپیہ ڈاکٹر نے لیا اور باقی پیسے پولیس والوں نے لئے اور مجھے لیڈی ریڈنگ ہسپتال لے آئے۔ وہاں احمدی ڈاکٹر بھی تھے اور بھی ڈاکٹر کھڑے تھے۔ تو ان سب کا یہی خیال تھا کہ یہ چند منٹوں کا مہمان ہے چونکہ تمام پسلیاں فریکچر تھیں، ہاتھ فریکچر تھے، کوئی ڈاکٹروں کی سمجھ میں کچھ نہیں آتا تھا کہ یہ کیا ہے۔

بہر حال حضور نے یہاں سے فیکس کیا مرزا خورشید احمد صاحب وہاں پشاور آئے تو مجھے چونکہ ہسپتال میں بھی بیڑیاں لگی ہوئی تھیں۔ صبح احمدی ڈاکٹر نے ایس ایس پی کو فون کیا کہ اس کو تم نے بیڑیاں کس خوشی میں پہنائی ہوئی ہیں۔ کیا اس پر کوئی چارج ہے تو ایس ایس پی نے کہا کہ نہیں یہ صرف تحفظ کے لئے لگائی ہوئی ہیں۔ جب انہوں نے بیڑیاں کھولیں۔ ہمارا ہسپتال کے ساتھ ہی مکان ہے تقریباً دو تین سو گز کے فاصلے پر، میں گھر منتقل ہو گیا۔ ادھر صاحبزادہ مرزا خورشید صاحب آئے انہوں نے بتایا کہ یہ حضور کا فیکس ہے اور میں حضور کا نمائندہ بن کے آیا ہوں۔ آپ میرے ساتھ ربوہ چلیں۔ تو میں نے کہا کہ آپ ایسے بھی کہتے تو میں مان جاتا............۔

ربوہ آئے اور چونکہ رپورٹیں ایسی تھیں کہ یہ ابھی چند گھنٹوں کا مہمان ہے اور سفر نہیں کر سکے گا وہاں آکسیجن، ایمبولینس، ڈاکٹر دارالضیافت میں ہی کھڑے تھے۔ جب وہاں پہنچا تو میں نے کہا نہیں میں ہسپتال پیدل جاؤں گا تو انہوں نے کہا یہ کیسے ممکن ہے۔ میں نے کہا بس ممکن ہے۔ انتہائی نگہداشت وارڈ میں جب مجھے لے جانے لگے تو سب سے پہلے میں نے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو، صاحبزادہ صاحب کو، سلطان محمود صاحب کو کہا کہ آپ آئیں میں آپ کو تحریر دیتا ہوں۔ تو میں نے کہا آپ حضور کو لکھیں فیکس دیں کہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے بالکل ٹھیک ہوں اور کوئی تکلیف نہیں ہے لیکن حضور کو تکلیف نہ ہو، آپ یہ فیکس دیں۔ اور مجھے اس وارڈ سے نکالیں۔ خیر صاحبزادہ مرزا مبشر احمد صاحب ایک رات تو نہ مانے پھر سلطان محمود انور صاحب اور پرائیویٹ سیکرٹری منگلا صاحب یہ سب انہوں نے مشورہ کیا کہ ہاں ٹھیک کہتا ہے اس کو یہاں سے شفٹ کر دیں۔

جب مجھے شفٹ کیا گیا تو میں نے اپنے جسم سے قمیص اتاری اور پھر ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا مبشر احمد صاحب کو کہا کہ یہ تو آپ نے میرا سر دیکھا ہوا ہے اور جسم آپ دیکھیں تو وہ تمام جسم چھلنی تھا۔ تو پھر صاحبزادہ صاحب نے کہا کہ یہ انسانی طاقت سے بعید ہے، ہماری سمجھ میں کچھ نہیں آتا کہ ہم آپ کو کیا دیں، کیا نہ دیں۔ تو میں نے کہا آپ مجھے چلنے پھرنے کی اجازت دے دیں۔ میرا مقصد یہ تھا کہ اگر میں چلوں پھروں گا تو خون سرکولیشن کرے گا تو انہوں نے کہا اچھا صبح نو بجے تک آپ میرا انتظام کریں۔ صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب گھر گئے۔ وہ گھر سے بڑے پیار سے ایک چمچ پیک کیا ہوا اور ایک چھوٹی سی شہد کی بوتل اٹھا لائے۔ اس چمچ سے شہد نکالا اور پیالی میں حل کر کے مجھے دیا۔ جب میں نے وہ شہد پی لیا تو صاحبزادہ صاحب نے کہا کہ یہ چمچ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے صحابہ کو شفا کے لئے استعمال کراتے تھے۔ اور یہ وہ شہد ہے جو ام المومنین رضی اللہ عنہا نے میرے والد (ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب مرحوم) کو دیا تھا اور یہ اسی طرح محفوظ پڑا رہا۔ نہ یہ چمچ استعمال میں آیا اور نہ یہ شہد کبھی استعمال میں آیا۔ صاحبزادہ صاحب نے کہا کہ میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ اس سے زیادہ مستحق اور کوئی نہیں ہو سکتا............۔

آج تک مجھے نہ وہاں کوئی دوائی دی گئی، نہ ربوہ میں کوئی دوائی دی گئی۔ اب میں یہاں ہالینڈ آیا ہوں۔ یہاں کے ڈاکٹر گواہ ہیں اس بات کے کہ چار ہسپتالوں میں مجھے انہوں نے چیک اپ کے لئے بھیجا ہے۔ وہ جب ایکسرے لیتے ہیں وہ حیران اس بات پر ہوتے ہیں کہ اس کی پسلیاں ٹوٹی ہوئی ہیں، چار پانچ جگہ فریکچر ہیں، ہاتھ دو جگہ سے فریکچر ہے، گھٹنا اس کا فریکچر ہے اور یہ چلتا پھرتا کیسے ہے۔ یہ ابھی تک نیدرلینڈ کے ڈاکٹروں کی سمجھ میں نہیں آیا۔ اور میں نے ان کو کہا بھی کہ یہ آپ کی سمجھ میں آئے گا بھی نہیں۔ یہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک معجزہ ہے کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب آئیں گے مردوں کو زندہ کریں گے۔ میں وہ مردہ ہوں آپ کے سامنے کھڑا ہوں جو مسیح موعود علیہ السلام نے زندہ کیا ہے۔ روحانی مردے تو کروڑوں زندہ کئے ہیں۔ لیکن میں جسمانی مردہ آپ کے سامنے ہوں۔

یہ مسیح موعود علیہ السلام کی زندہ نشانی ہے۔ مجھے اپنی ذات کا پتہ ہے، کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ۔ میں کیا ہوں اور میری کیا حیثیت۔ یہ احمدیت، مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی نشانی ہے۔ میری یا ریاض احمد شہید کی کوئی اس میں حیثیت نہیں۔ اگر کوئی حیثیت ہے تو مسیح موعود علیہ السلام کی ہے، احمدیت کی ہے۔ آج ہم اگر زندہ بھی ہیں تو احمدیت کی برکت سے ہیں۔

مختصر عالمی خبریں

مرتبہ: ابوالمسرور چوہدری

ساڑھے تین سالوں میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے ۵۱۴۰ واقعات ہوئے

(پاکستان): وزیراعظم کے مشیر قانونی خالد انور نے سینٹ کے وقفہ سوالات کے دوران انکشاف کیا کہ ملک میں گزشتہ ساڑھے تین سالوں میں ملک میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے ۵۱۴۰ واقعات ہوئے۔ ان میں ۴۴۶ قتل، ۷۲۳ آبروریزی، ۱۵۹ زندہ جلائے جانے، ۷۰۰ تشدد کے، ۱۲۲۵ اغوا کے، ۵۰ جبری مشقت کے، ۱۸ توہین عدالت کے، اور ۲۳۰۲ دوسرے واقعات ہیں۔

آرچ بشپ آف کنٹربری نے ہم جنس پرست پادریوں کے مسئلہ پر ایک خاص اجلاس بلا لیا

(انگلستان): چرچ کے ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ آرچ بشپ آف کنٹربری، جارج کیری نے انگلستان کے بشپ صاحبان کی ایک میٹنگ بلا لی ہے جس میں ہم جنس پرست پادریوں کے مسئلہ کو پیش کیا جائے گا اور اس ضمن میں چرچ کے اندر جو اختلافات پائے جاتے ہیں ان کو دور کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

باور کیا جاتا ہے کہ ۱۷ بشپ صاحبان چرچ کی موجودہ منافقانہ پالیسی پر بہت نالاں ہیں جس کے تحت چرچ عام لوگون میں ہم جنس پرستی کو تو قبول کرتا ہے مگر پادریوں میں ہم جنس پرستی کا مخالف ہے۔

Lesbian and Gay Christian Movement کے نزدیک چرچ آف انگلینڈ کے پادریوں میں تقریباً ۱۵۰۰ ہم جنس پرست ساتھیوں کے ساتھ رہ رہے ہیں۔

امرتسر کا ہوائی اڈہ انٹرنیشنل ائرپورٹ بنے گا

(ہندوستان): امرتسر کے راجہ سانسی ہوائی اڈے کو انٹرنیشنل ائرپورٹ بنایا جا رہا ہے۔ یہاں سے اندرون ملک ۴۰۰ اور بیرون ملک ۳۰۰ مسافر بیک وقت آ جا سکیں گے۔ ہوائی اڈے کا رن وے ساڑھے نو ہزار سے بڑھا کر بارہ ہزار فٹ کیا جائے گا جو بوئنگ ۷۴۷ ہوائی جہاز کی آمد و رفت کے لئے مناسب ہوگا۔ وہاں بیرونی مسافروں کے لئے لاؤنج بھی بنایا جائے گا جس میں جدید سہولتیں ہونگی۔

کیا آپ نے الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ ادا کر دیا ہے؟

اگر آپ نے ابھی تک سالانہ چندہ خریداری ادا نہیں کیا تو براہ کرم فوری طور پر اپنی جماعت کے سیکرٹری مال کے پاس ادائیگی کر کے رسید حاصل کریں اور اپنے ملک کے سیکرٹری اشاعت کو اس کی اطلاع دیں- رسید پر مکمل پتہ اور AFC نمبر ضرور درج کروائیں- سالانہ زرِ خریداری:

برطانیہ ۲۵ پاؤنڈ، یورپ ۴۰ پاؤنڈ، دیگر ممالک ۶۰ پاؤنڈ

Continental Fashions

گروس گیراؤ شہر کے عین وسط میں خواتین کی اپنی دوکان جس پر جدید طرز کے دیدہ زیب ملبوسات، ہر رنگ کے دوپٹے، چوڑیاں، بندیا، پازیب، بچوں کے جدید طرز کے گارمنٹس، فیشن جیولری اور کھلا کپڑا مناسب قیمت پر دستیاب ہے۔

آپ کی تشریف آوری کے منتظر

Continental Fashions
Walther rathenau Str. 6.
64521 Gross Gerau
Germany
Tel: 06152-39832

TOWNHEAD PHARMACY
31 TOWNHEAD,
KIRKINTILLOCH,
GLASGOW G66 3JW

FOR ALL YOUR
PHARMAECUTICALS
NEEDS PHONE:
TEL: 0141-211-8257
FAX: 0141-211-8258

فتنہ پرور علماء کی شرانگیزی کے نتیجے میں

احمدی مرحومین کی نعشوں کی بے حرمتی اور تدفین میں رکاوٹ کے بعض واقعات

رشید احمد چوہدری

گر یہی دیں ہے جو ہے ان کے خصائل سے عیاں
میں تو اک کوڑی کو بھی لیتا نہیں ہوں زینہار

آجکل پاکستان میں جماعت احمدیہ کے افراد پر مظالم کا جو سلسلہ جاری ہے اس کی انتہا یہ ہے کہ احمدی میتوں کو قبرستان میں دفنانے سے نہ صرف روکا جارہا ہے بلکہ بعض دفعہ دفن شدہ میتوں جو اکھاڑ کر باہر پھینکا جارہاہے۔ یہ "نیک کام" آج کل کے علماء کی درخواستوں پر پاکستان کے مجسٹریٹ اور پولیس کے افسران سرانجام دے رہے ہیں۔ اگر کسی نیک دل افسر نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اور مولویوں کو سمجھانا چاہا کہ ایسا کرنا نہ صرف اسلامی شعار کے خلاف ہے بلکہ عظمت انسانی کی روح کو کچلنے کے مترادف ہے، تو یہ نام نہاد علماء شور مچانے لگ جاتے ہیں، واویلا کرتے ہیں، مساجد کے منبروں سے جماعت احمدیہ کے خلاف دشنام طرازی کر کے عوام کو ان کے خلاف بھڑکاتے ہیں۔ لوگوں کو سڑکوں پر لانے کی ترغیب دیتے ہیں۔ جلوس نکال کر، بازاروں میں ہڑتالیں کروا کر امن عامہ کے لئے خطرہ کا باعث بن جاتے ہیں اور بالآخر دھونس اور رعب کے ساتھ یا دروغگوئی سے پولیس افسران کو ساتھ ملا کر لاشوں کی بے حرمتی کرتے ہیں۔ اس طرح احمدی خاندانوں کو اپنے عزیزوں کا غم صرف ایک دفعہ ہی نہیں بلکہ کئی مرتبہ سہنا پڑتا ہے۔

ستم بالائے ستم یہ کہ ظالم علماء یہ ادنیٰ اور ذلیل حرکتیں اسلام کے نام پر اور اس مقدس رسولؐ کے نام پر کرتے ہیں جنہوں نے شرف انسانیت کو قائم کیا اور احترام میت کی ایسی اعلیٰ درجہ کی تعلیم دی ہے کہ جس کی مثال کسی اور مذہب میں نہیں ملتی۔ مگر یہ بدبخت اپنے ان کارناموں پر فخر کرتے ہیں اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ احمدی چونکہ غیر مسلم ہیں اس لئے ان کے مردے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں ہو سکتے۔

جہاں تک جماعت احمدیہ کے مسلمان ہونے کا تعلق ہے ہم بارہا بتا چکے ہیں کہ ہمیں کسی مولوی، پارلیمنٹ، ادارہ یا اسمبلی سے مسلمان ہونے کا سرٹیفکیٹ لینے کی ضرورت نہیں۔ ہمارے نزدیک جو شخص یا جماعت خدا تعالیٰ کے نزدیک مسلمان ہے وہی مسلمان ہے۔ عام اصول جو قرآن و حدیث بتاتے ہیں وہ یہ ہیں کہ جو شخص زبان سے مسلمان ہونے کا اقرار کرتا ہے ہمیں اسے غیر مسلم کہنے کا کوئی حق نہیں مگر جہانتک اس مسئلے کا تعلق ہے کہ مسلمانوں کے قبرستان میں غیر مسلم مردہ دفن نہیں ہو سکتا یا غیر مسلم قبرستان میں مسلم دفن نہیں ہو سکتا یہ بالکل جاہلوں والی بات ہے۔

اس بات کے ثبوت میں کہ آج کے دور میں مولوی صاحبان احمدیت کی دشمنی میں اسلام کی تعلیم کو کس طرح پس پشت ڈال چکے ہیں، پاکستان میں ہونے والے ایسے بیشمار واقعات میں سے صرف چند نمونۃً ذیل میں پیش کئے جارہے ہیں جن میں تمام انسانی قدروں کو پامال کرتے ہوئے احمدی مرحومین کی نعشوں کی بے حرمتی کی گئی اور یہ سلسلہ ابھی جاری ہے۔ حالانکہ عظمت انسانی کا تقاضا ہے کہ میت چاہے کسی مذہب یا عقیدہ سے تعلق رکھنے والی ہو اس کی حرمت کو قائم کیا جائے۔ ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے بھی یہی تلقین فرمائی ہے بلکہ اپنے عمل سے اس کو واضح فرمایا ہے۔ آپ ﷺ تو یہودیوں تک کی میتوں کے احترام میں کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔ اس سلسلہ میں ملاحظہ ہو "اسلام اور احترام میت" کے عنوان سے ایک تحقیقی و علمی مضمون جو ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کی جلد نمبر ۴ کے شمارہ نمبر ۱۶ (۱۸ اپریل ۹۷ء) میں شائع ہو چکا ہے۔ .... اے کاش کہ ہمارے معاندین و مکذبین قرآن و سنت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے آئینہ میں اپنے افعال اور اعمال کو دیکھنے کی توفیق پائیں تو انہیں معلوم ہو کہ ان کا طرز عمل نہ صرف حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کی پاکیزہ تعلیمات اور اسوہ محمدیؐ کے سراسر مخالف ہے بلکہ عام انسانی تہذیب و تمدن اور اخلاقی معیار سے بھی ہٹی ہوئی ہے اور ننگ انسانیت ہے۔ مگر تعجب ہے کہ وہ پھر بھی بڑی دیدہ دلیری اور ڈھٹائی کے ساتھ خود کو نہ صرف مسلمان بلکہ مجاہدین ختم نبوت کہلانے پر مصر ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

ذیل کے مضمون میں صرف ایسے چند واقعات پیش کئے جارہے ہیں جہاں بعض احمدی مرحومین کی نعشوں کی تدفین میں رکاوٹیں ڈالتے ہوئے فتنہ انگیزی کی گئی۔ آئندہ ایک مضمون میں بعض ایسی مثالیں بھی دی جائیں گی جہاں فتنہ پرور علماء نے احمدیوں کی قبریں اکھڑوانے کی مذموم کارروائیاں کیں۔ (ادارہ)۔

تدفین میں رکاوٹ

☆ محمد شفیع پریم کوٹ ضلع گوجرانوالہ فوت ہوئے اور عام قبرستان میں دفنانے کے لئے ۹ جون ۱۹۸۴ء کو نعش لے جائی گئی مگر انہیں دفن نہیں ہونے دیا گیا۔ مولویوں نے شور مچایا کہ احمدی میت وہاں دفن نہیں کی جاسکتی۔ پریم کوٹ کا قبرستان ۴۰ کنال کا ہے۔ ۳۸ کنال کا الگ ٹکڑا ہے اور دو کنال کا الگ۔ جب حالات زیادہ کشیدہ ہو گئے تو گاؤں کی برادری اکٹھی ہوئی۔ احمدیوں نے یہ مؤقف اختیار کیا کہ ہم گاؤں کے ۱/۴ کے مالک ہیں۔ اس لئے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہماری میتیں یہاں دفن نہ ہوں۔ اس پر فیصلہ ہوا کہ دو کنال کا الگ پلاٹ احمدیوں کو قبرستان کے لئے دے دیا جائے۔ اس طرح مکرم محمد شفیع صاحب مرحوم کی تدفین ہوئی۔

☆ کوثر زینت صاحبہ سچا سودا ضلع شیخوپورہ میں ۲۷ اگست ۱۹۸۴ء کو وفات پاگئیں مگر مقامی قبرستان میں تدفین میں رکاوٹ ڈالی گئی اس لئے جنازہ ربوہ لے جایا گیا۔

☆ قاضی محمد منیر آف کورووال سیالکوٹ، نبی بخش صاحب آف چاہ اسماعیل ضلع ڈیرہ غازی خان، اصغر علی صاحب آف چک چٹھہ ضلع گوجرانوالہ، آصف رشید آف باٹا پور لاہور، چوہدری عبید اللہ چیمہ آف راجن پور، عائشہ صاحبہ زوجہ محمد شفیع آف تلونڈی کھجوروالی گوجرانوالہ۔ سب کی تدفین میں رکاوٹ ڈالی گئی۔

☆ اسی طرح بھڈال، سیالکوٹ کے عبدالرشید صاحب کی والدہ کی وفات پر تدفین میں رکاوٹ ڈالی گئی۔ ہفت روزہ چٹان کی ۳۰ جولائی ۱۹۸۴ء کی اشاعت میں اس ہنگامے کی خبر دی گئی ہے۔

☆ بھاگو بھٹی ضلع سیالکوٹ میں ایک احمدی خاتون وفات پاگئیں۔ انکے غیر احمدی رشتہ داروں نے انکے خاوند اور احمدیوں کو ان کا جنازہ نہ پڑھنے دیا اور میت کو خود ہی دفنا دیا۔

☆ مگر بعض جگہوں پر ایسے واقعات بھی ہوئے ہیں جہاں نیک دل لوگوں نے احمدیوں کا ساتھ دیا اور احمدی میت کو اپنے قبرستان میں دفن کرنے کی اجازت دی۔ ایسا ہی ایک واقعہ شکارپور سندھ کا ہے۔ وہاں ۱۹۸۴ء میں ایک احمدی ماجد صاحب کی صاحبزادی کی وفات ہو گئی۔ اس موقع پر تمام غیر احمدی دوستوں نے ان کی بھرپور مدد کی۔ یہانتک کہ مالک مکان جو غیر احمدی شریف النفس آدمی تھے انہوں نے اپنے خاندانی قبرستان میں میت کو دفن کرنے کی اجازت دی اور کہا کہ اگر مولویوں نے شور مچایا تو میں خود ان سے نپٹ لوں گا۔

☆ قصبہ شادن لنڈ ضلع ڈیرہ غازی خان میں ایک احمدی عبدالقادر صاحب ۷ مئی ۱۹۸۷ء کو فوت ہو گئے۔ ان کو مقامی قبرستان میں دفن کرنے کا فیصلہ ہوا۔ یہ قبرستان جماعت کے نام الاٹ ہے مگر غیر احمدیوں نے اس قبرستان کو اپنے نام کر دینے کی درخواست حکام بالا تک پہنچائی ہوئی تھی مگر ابھی درخواست پر کوئی فیصلہ نہیں ہوا تھا۔ غیر احمدیوں کو جب معلوم ہوا تو مولویوں نے شور مچایا اور قصبہ کی مساجد میں اعلان کر دیا گیا کہ تمام مسلمان جمع ہو جائیں اور تدفین نہ ہونے دیں چنانچہ مولوی اور ان کے چند چیلے چانٹے جمع ہو گئے۔ اکثر کے ہاتھوں میں لاٹھیاں اور ڈنڈے تھے۔ انہوں نے آکر احمدیوں کو قبر کھودنے سے روک دیا۔ حالات دیکھ کر احمدیوں نے تدفین کا ارادہ ترک کر دیا اور میت کو ڈیرہ غازی خان لے جاکر دفن کر دیا۔

مولوی حضرات جو وہاں اکٹھے تھے ان کو پھر بھی چین نہ آیا۔ قبرستان میں ایک احمدی کی قبر مسمار کر دی گئی اور اس پر پیشاب کرتے رہے۔ قبرستان کی پختہ دیوار توڑ کر اینٹیں اور آہنی گیٹ اٹھا کر لے گئے۔

☆ ملک عبداللہ خان آف سمبڑیال ضلع سیالکوٹ کی اہلیہ نذیر بیگم مورخہ ۱۱ دسمبر ۱۹۸۷ء کو وفات پاگئیں۔ جس وقت مرحومہ کو قبر میں داخل کرنے گئے تو سمبڑیال کے مولوی صاحبان اپنے ساتھ لوگوں کا جتھہ لئے ہوئے قبرستان پہنچ گئے اور کہا کہ ہم میت کو یہاں دفن نہیں ہونے دیں گے۔ ڈی ایس پی صاحب نے احمدیوں کو تھانہ بلوایا اور کہا کہ مولوی شور کر رہے ہیں کہ **شریعت** ہمیں میت کے دفنانے کی اجازت نہیں دیتی۔

لہذا مجبوراً جنازہ قبرستان سے اٹھانا پڑا اور چوہدری محمد اعظم صاحب کی زمین میں میت کو دفن کرنا پڑا۔

اللہ بہتر جانتا ہے کہ یہ مولوی کس شریعت کے پیروکار ہیں۔ قرآن مجید اور سنت نبوی کا تو ان حرکتوں سے کوئی دور کا بھی سروکار نہیں۔

☆ ۱۵ دسمبر ۱۹۸۷ء کو نصیر آباد سندھ کے ایک احمدی دوست ریاض بیگ صاحب وفات پاگئے۔ جب ان کی تدفین کا مسئلہ سامنے آیا تو گاؤں کے ایک مولوی گلزار نامی نے سخت مخالفت کی اور کہا کہ مقامی قبرستان میں میت کو دفن نہیں ہونے دے گا۔ اس دن SDM وارہ بھی دورہ پر آئے ہوئے تھے۔ جماعت احمدیہ کا ایک وفد انہیں ملا اور صورت حال سے آگاہ کیا انہوں نے کہا کہ اپنی ذمہ داری پر دفن کر لیں۔ اگر مولویوں نے فتویٰ دے دیا کہ میت دفن نہیں ہو سکتی تو آپ کو نعش نکالنی پڑے گی۔

اس وقت سندھی تحریک کے ۲۰، ۲۵ آدمی وہاں کھڑے تھے انہوں نے یہ بات سنی تو احمدیوں سے کہا کہ جنازہ اٹھائیں اور قبرستان میں دفن کریں۔ ہم ملاؤں سے نپٹ لیں گے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان میں ایسے شرفاء بھی موجود ہیں جو عظمت انسانی کے تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے احترام میت کا خیال رکھتے ہیں اور مولویوں کے دھوکے میں نہیں آتے۔ مگر جہاں جہاں بدنہاد مولویوں کا زور چلتا ہے وہ فتنہ انگیزی سے باز نہیں آتے۔

☆ سندھ میں قائد مجلس نصیر آباد لاڑکانہ حاجی خان صاحب ۲۸ جولائی ۱۹۸۹ء کو فوت ہوئے۔ ان کی تدفین میں بھی رکاوٹ ڈالی گئی۔ چنانچہ انہیں دوسری جگہ انور آباد میں دفن کرنا پڑا۔

☆ مکرم عباس احمد صاحب آف سمبڑیال ضلع سیالکوٹ کی بچی بعمر سات ماہ ۶ اپریل ۱۹۸۹ء کو وفات پا گئی۔ اس کا جنازہ لے کر جب احباب جماعت نئی خرید کردہ جگہ برائے تدفین پہنچے تو مخالفوں نے تدفین سے روک دیا۔ رات ایک بجے اسسٹنٹ کمشنر ڈسکہ کو جگایا گیا۔ نیز ڈی ایس پی پولیس کے پاس بھی پہنچے مگر دونوں کے پاس سوائے زبانی ہمدردی کے کچھ نہ تھا اس لئے مجبوراً بچی کو چوہدری محمد اعظم صاحب کے خاندانی قبرستان میں دفن کیا گیا۔

☆ چوہدری عبدالرحمان صاحب آف خوشاب ۲۱ اپریل ۱۹۸۹ء کو وفات پاگئے۔ ان کی تدفین حسب معمول قبرستان نواب صاحب محلہ آہیرانوالہ خوشاب اسی روز بعد نماز مغرب عمل میں آئی۔ یہ قبرستان شروع ہی سے مشترکہ قبرستان ہے جہاں احمدی اور غیر احمدی سبھی تدفین کرتے تھے اور کبھی بھی کسی قسم کا کوئی تنازعہ پیدا نہیں ہوا تھا۔ مگر چوہدری عبدالرحمٰن صاحب کی تدفین کے دوسرے دن پولیس نے عہدیداران جماعت کو بلایا اور بتایا کہ قاری سعید احمد صدر "ختم نبوت" خوشاب نے شکایت کی ہے کہ احمدی مردے کی تدفین اینٹی احمدیہ آرڈیننس کی خلاف ورزی ہے۔ نیز یہ کہ عوام میں اشتعال پایا جاتا ہے اس لئے میت کو قبر سے نکال کر کسی اور جگہ دفن کیا جائے۔ احمدیہ وفد نے پولیس کے افسران کو سمجھایا کہ یہ مشترکہ قبرستان ہے۔ اہل محلہ نے کبھی بھی اعتراض نہیں کیا۔ اور شکایت کنندہ کا اس قبرستان سے کوئی تعلق نہیں۔ ڈی ایس پی پولیس احمدیوں کے وفد کو لے کر اسسٹنٹ کمشنر کے پاس گئے جس نے احمدیوں سے کہا کہ اگر وہ یہ تحریر دے دیں کہ آئندہ احمدی اس قبرستان کو استعمال نہیں کریں گے تو معاملہ رفع دفع ہو سکتا ہے۔ مگر اس کے باوجود قاری صاحب کی طرف سے برابر دباؤ رہا کہ احمدی میت کو وہاں سے نکال کر دوسری جگہ دفن کیا جائے۔

☆ ۲۶ نومبر ۱۹۸۹ء کو ایک احمدی خاتون مکرمہ لطیفاں بی بی زوجہ رانا دوست محمد آف چک ۸۸ ج ب، ضلع فیصل آباد وفات پاگئیں۔ چنانچہ جب ان کے لئے مقامی قبرستان میں قبر تیار ہو رہی تھی، مولوی زاہد امام مسجد اور مولوی رشید تھانہ ڈچکوٹ گئے اور مطالبہ کیا کہ تدفین روک دی جائے۔ اس پر تھانہ ڈچکوٹ کے SHO بمعہ گارد چک میں آئے اور لوگوں سے پوچھا کہ انہیں کیا اعتراض ہے اس پر لوگوں میں سے اکثر نے کہا کہ ہمیں مرحومہ کی تدفین پر کوئی اعتراض نہیں۔ مگر دونوں مولوی مخالفت کرتے رہے۔ لوگوں نے مولوی صاحبان کی مخالفت کا بہت برا منایا اور ایک شخص نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ مولوی صاحب اگر آپ کا یہی رویہ ہے تو بے شک ہماری امامت نہ کرائیں اور گاؤں

سے چلے جائیں۔ یہ حالات دیکھ کر SHO نے کہا کہ مرحومہ کو قبرستان میں تدفین کی اجازت ہے۔

☆ ۷ر جنوری ۱۹۹۰ء کو جہلم میں ملک منیر احمد صاحب ایڈووکیٹ کی ہمشیرہ وفات پاگئیں۔ ان کی نعش کو ان کے آبائی گاؤں 'سرانوالہ' جو اٹک شہر سے دو میل کے فاصلہ پر ہے لے جایا گیا اور گاؤں کے آبائی قبرستان میں جو احمدیوں اور غیر احمدیوں کا مشترکہ ہے دفن کر دیا گیا۔ اٹک کے احمدی احباب بھی جنازہ میں شامل ہوئے اور برادری نے بھی جو کہ غیر احمدی ہے ہر لحاظ سے تعاون کیا۔ لیکن جنازہ کے موقع پر جب شرپسند مولوی صاحبان کو خبر ہوئی تو وہ مدرسہ کے چند طالبعلموں کو لے کر وہاں پہنچ گئے اور مطالبہ شروع کیا کہ نعش کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جائے۔ پولیس موقعہ پر موجود تھی۔ گاؤں کے سرکردہ لوگوں نے کہا کہ یہ ہمارا برادری کا معاملہ ہے اور تدفین سارے گاؤں والوں کی رضامندی سے ہوئی ہے۔ اس لئے کسی باہر کے شخص کو اس پر اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔ مگر ان شرارتی لوگوں نے جنازے میں مداخلت کرنی شروع کر دی۔ گاؤں کے لوگ مشتعل ہو گئے اور نوبت ہاتھاپائی تک آن پہنچی مگر پولیس نے بیچ بچاؤ کر دیا اور ان شرارتی لوگوں کو وہاں سے چلے جانے کا حکم دیا۔ ان لوگوں نے وہاں سے واپس جا کر اٹک شہر میں جماعت احمدیہ کے خلاف جلوس نکالا اور چند احمدی گھروں اور دوکانوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔ اس کے بعد جلوس تھانے پہنچا اور جماعت احمدیہ کے خلاف اینٹی احمدیہ آرڈیننس مجریہ ۱۹۸۴ء کے مطابق رپورٹ درج کرائی جس میں لکھا کہ احمدی مسلمانوں کی طرح جنازہ نہیں پڑھ سکتے۔ انہوں نے یہ بھی انکشاف کیا کہ جب انہیں اطلاع ملی کہ احمدی میت کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا چاہتے ہیں تو وہ قاری سعید الرحمٰن وزیر عشر وزکوٰۃ کے پاس پہنچے جنہوں نے پولیس کو پیغام پہنچوایا کہ احمدیوں کو جنازہ پڑھنے سے روکا جائے۔ نیز نعش کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کرنے دیا جائے۔ مگر اس کے باوجود احمدیوں نے آرڈیننس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مسلمانوں کی طرح نماز جنازہ پڑھی اور پولیس نے انہیں روکنے کی بجائے ہمیں وہاں سے چلے جانے کا حکم دیا۔

انہوں نے اپنی درخواست میں یہ بھی لکھا کہ میت پر چادر ڈالی گئی تھی جس پر کلمہ طیبہ اور آیت الکرسی کندہ تھیں۔ یہ بھی آئین کی خلاف ورزی ہے۔ چنانچہ اس درخواست پر پولیس نے جماعت احمدیہ کے نو(۹) سرکردہ احباب پر زیر دفعہ ۲۹۵ تعزیرات پاکستان مقدمہ درج کر لیا۔ مولویوں نے شہر میں طوفان مچایا، اخبارات میں دھمکی آمیز بیانات جاری کئے، جلوس نکالے، مساجد میں اشتعال انگیز تقاریر کی گئیں۔ انتظامیہ کو وارننگ دی گئی کہ اگر نعش کو نہ اکھاڑا گیا تو اس کے سنگین نتائج بھگتنے پڑیں گے۔

ان کارروائیوں سے متاثر ہو کر ڈپٹی کمشنر اٹک نے احمدیوں کو پیغام بھجوایا کہ ۲۴ر جنوری ۱۹۹۰ء شام چھ بجے تک متوفیہ کی میت کو قبر سے نکال کر کسی اور جگہ دفنا دیا جائے۔ گاؤں والوں نے ڈی سی کی خدمت میں ایک عرضداشت پیش کی کہ متوفیہ ان کی رشتہ دار ہے اس کے بزرگ اسی قبرستان میں مدفون ہیں۔ اس کی تدفین پر گاؤں میں سے کسی کو اعتراض نہیں۔ مگر اس کے باوجود ڈی سی نے نعش اکھاڑنے کے احکام جاری کر دئے۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے مجیب الرحمٰن صاحب ایڈووکیٹ نے ہائی کورٹ کے راولپنڈی بنچ میں درخواست دے کر Stay order لے لیا۔

اس مخالفت میں جہاں مجلس تحفظ ختم نبوت کے دیگر علماء نے مذموم کردار ادا کیا وہاں ایک مولوی رمضان علی علوی تھا جو مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کا ممبر تھا اور جماعت احمدیہ کے خلاف شرانگیز کارروائیوں میں پیش پیش تھا۔ یہ شخص راجہ ظفر الحق سابق وزیر مذہبی امور کا یار غار تھا اور ۱۹ سال تک اس کے ساتھ کام کرتا رہا تھا۔ احراری لیڈر عطاء اللہ شاہ بخاری نے اسے اپنا منہ بولا بیٹا بنایا ہوا تھا۔ یہ مولوی احمدی عورت کی میت کو وہاں سے اکھاڑنے کی کوششوں میں دن رات لگا ہوا تھا۔ یہ مولوی ۱۶ر جنوری ۱۹۹۰ء کو احمدیوں کے خلاف ایک اجلاس میں شرکت کے لئے جا رہا تھا کہ راستے میں حادثے میں زخمی ہوا اور بعد میں اس جہان فانی سے نامراد رخصت ہوا۔

روزنامہ جنگ راولپنڈی ۱۵ر فروری ۱۹۹۰ء کی اشاعت میں رقمطراز ہے۔

"مولانا مرحوم ۱۶ر جنوری کو نماز مغرب کے بعد مجلس تحفظ ختم نبوت راولپنڈی کے ایک مبلغ کے ہمراہ کوہاٹی بازار تشریف لے گئے۔ مقصد کوہاٹی بازار کے سامنے مولانا قاضی اسرار الحق سے ملنا تھا تاکہ ضلع اٹک میں ایک قادیانی خاتون کی مسلمانوں کے قبرستان میں تدفین کے ضمن میں پیدا ہونے والی صورت حال پر مشورہ ہو سکے۔ لیکن مری روڈ کراس کرتے ہوئے ایک غیر محتاط گاڑی کی زد میں آگئے۔ سر میں چوٹ لگی جس پر پانچ ٹانکے لگے اور ۱۷ر جنوری کی شام سر کی چوٹ کے سبب چہرے پر سوجن کے سبب ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں داخل کرا دیا گیا"۔

(روزنامہ جنگ راولپنڈی ۱۵ر فروری ۱۹۹۰ء)

مگر ۱۸ر جنوری کو وہ اگلے جہان کو سدھار گیا۔

اس طرح مولوی رمضان علی علوی کی غیر معمولی حادثاتی موت دوسروں کے لئے عبرت کا نشان بن گئی۔

☆ فروری ۱۹۹۰ء میں کوٹ سوہندا ضلع شیخوپورہ میں منیر احمد صاحب کے چچا محمد رمضان فوت ہو گئے۔ جب گاؤں والوں کو پتہ چلا کہ احمدی میت کو گاؤں کے قبرستان میں دفنانا چاہتے ہیں تو گاؤں کے سرکردہ افراد نے فیصلہ کیا کہ میت کو وہاں نہیں دفن ہونے دیں گے۔ اس پر نعش کو ربوہ لے جا کر دفن کیا گیا۔

☆ کنجاہ ضلع گجرات کے ایک احمدی ملک عبدالسلام صاحب ۲۱ر اپریل ۱۹۹۱ء کو فوت ہو گئے۔ وہ ککے زئی برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ چنانچہ ان کی تدفین کیلئے ککے زئی برادری کے قبرستان میں قبر کھودنے کے لئے آدمی بھجوائے گئے جنہوں نے قبر تیار کر لی۔ ملک عبدالسلام کے سارے خاندان کے افراد اس قبرستان میں دفن ہیں اس لئے خیال تھا کہ برادری کا کوئی آدمی بھی اعتراض نہیں کرے گا۔ چنانچہ نعش کو غسل دینے کے بعد مسجد احمدیہ میں نماز پڑھنے کے لئے گئے تو وہاں تھانہ کے دو اہلکار آئے اور احمدیوں سے تھانہ جانے کے لئے کہا۔ انہوں نے بتایا کہ مولویوں نے وہاں شور ڈالا ہوا ہے۔ پولیس سٹیشن پہنچے وہاں عبدالسلام صاحب کی برادری کے لوگ موجود تھے۔ ایک مولوی جو "مولوی چھرا" کے نام سے مشہور ہے بھی وہاں موجود تھا۔ اس نے کہا یہ قبرستان مسلمانوں کا ہے اس لئے ہم میت کو وہاں دفن ہونے نہیں دیں گے۔ ککے زئی برادری نے بھی مولویوں کا ساتھ دیا۔ مرحوم کے رشتہ دار ککے زئی برادی کے افراد نے مرحوم کے صاحبزادے سے کہا کہ تم سنی ہونے کا اعلان کر دو تو ہم میت کو قبرستان میں دفن ہونے کی اجازت دے دیں گے۔

رات کے نو بج چکے تھے اس لئے احمدی مسلمانوں نے معاملہ کو طول دینا مناسب خیال نہ کیا اور نعش کو ایک احمدی دوست چوہدری محمد صالح اور ان کی غیر احمدی برادری کے ذاتی قبرستان میں دفن کر دیا گیا اور تدفین پر ان کی غیر احمدی برادری نے کوئی اعتراض نہ کیا۔

☆ روزنامہ پاکستان لاہور کی ۲۱ر مئی ۱۹۹۱ء کی اطلاع کے مطابق لاڑکانہ کے ایک گاؤں گبر مسین میں ایک احمدی ملک احمد کی نعش عام قبرستان میں دفنانے نہیں دی گئی۔ انتظامیہ کی مداخلت پر فیصلہ ہوا کہ احمدیوں کو قبرستان میں سے ایک حصہ کاٹ کر علیحدہ دے دیا جائے۔

☆ ایک معمر احمدی عورت لاڑکانہ میڈیکل سنٹر میں ۱۴ر جون ۱۹۹۱ء کو وفات پاگئیں۔ ان کا جنازہ تدفین کے لئے ان کے آبائی گاؤں کانڈو لایا گیا مگر جب ان کا بھائی قبرستان میں قبر کی تیاری کے لئے جا رہا تھا تو انہیں راستہ میں مخالفین نے پکڑ کر زدوکوب کیا اور کہا کہ وہ میت کو گاؤں کے قبرستان میں دفن نہیں ہونے دیں گے۔ پولیس کے پاس شکایت کی گئی مگر کوئی شنوائی نہیں ہوئی اور اسطرح نعش کو مسجد احمدیہ کے ملحقہ احاطہ میں دفن کیا گیا۔

☆ ۳۰ر جولائی ۱۹۹۲ء کو مہر محمد صاحب ولد سجاد قوم سپرا سکنہ ٹھٹھہ چندو کلاں تھانہ لالیاں وفات پا گئے۔ ان کی تدفین سارے گاؤں اور برادری کی موجودگی میں گاؤں کے قبرستان میں کی گئی۔ اس کی اطلاع پاتے ہی ایک شرپسند، فتنہ پرور مولوی اللہ یار ارشد ۲۰، ۲۵ آدمی لے کر مذکور گاؤں پہنچا اور اشتعال انگیز تقاریر کیں اور نعش کو اکھاڑنے کا مطالبہ کیا۔ مگر برداری نے مولویوں کے اس مطالبے کو ٹھکرا دیا۔ مولویوں نے گاؤں کے چند لوگوں سے ایک تحریر پر دستخط کروا لئے اور پھر اسسٹنٹ کمشنر چنیوٹ کے ہاں قبر کشائی کے لئے درخواست دے دی۔ مگر جب پولیس معاملہ کی تحقیق کے لئے گاؤں پہنچی تو گاؤں والوں نے ایک درخواست کے ذریعہ ان کو بتایا کہ "ہمارے گاؤں کا یہ مشترکہ قبرستان ہے اور گاؤں والوں کا آپس میں بہت اتفاق ہے۔ کبھی بھی فرقہ وارانہ تعصب گاؤں کے مکینوں میں نہیں پایا گیا۔ مولوی صاحبان خواہ مخواہ ہمارے گاؤں میں فرقہ واریت پھیلانا چاہتے ہیں جو کہ اسلام کی تعلیم کے بالکل برعکس ہے۔ مہر محمد سپرا صاحب گاؤں کے بہت ہی معزز شخص تھے اور گاؤں کے تمام لوگ ان کا ازحد احترام کرتے تھے۔ اسی قبرستان میں ان کے والدین اور بیٹے کی قبریں بھی موجود ہیں۔ مولوی حضرات خواہ مخواہ ان کی بے حرمتی کرنا چاہتے ہیں۔ لطف کی بات یہ ہے کہ جن پانچ آدمیوں سے مولویوں نے زبردستی دستخط کروا لئے تھے ان میں سے صرف ایک پولیس کے روبرو پیش ہوا اور اس نے بھی مولویوں کی حمایت میں دستخط کرنے پر پشیمانی کا اظہار کیا۔ اس طرح مولوی حضرات اپنے مذموم ارادوں میں کامیاب نہ ہو سکے۔

حضرت رسول اکرم ﷺ نے آخری زمانہ کے علماء سوء کے متعلق یہ بتایا تھا کہ "منهم تخرج الفتنة و فيهم تعود" یعنی ان میں سے فتنہ پھوٹے گا اور انہی میں واپس لوٹے گا۔ آج کے ایسے مولویوں کی حرکات اس پیش گوئی کی صداقت پر گواہ ہیں اور حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں ایسے علماء کی شناخت کوئی مشکل کام نہیں۔

☆ قصبہ بصیر پور ضلع اوکاڑہ کے ایک احمدی ولی محمد صاحب ۱۰ر ستمبر ۱۹۹۲ء کی شام کو وفات پا گئے۔ گاؤں کے چند فتنہ پردازوں نے احمدیوں کو ان کا جنازہ پڑھنے نہیں دیا اور کہا کہ گاؤں کے قبرستان میں اس کو دفنانے کی اجازت نہیں دیں گے۔ چنانچہ مرحوم کو ان کے اپنے گھر کے احاطہ میں دفن کرنا پڑا۔

☆ چک سکندر ضلع گجرات کے بابو عنایت اللہ صاحب ۹ر اکتوبر ۱۹۹۲ء کو وفات پا گئے۔ ان کی وفات پر گاؤں کے مولوی محمد امیر نے پولیس کو درخواست دی کہ احمدیوں کو برسرعام نماز جنازہ پڑھنے سے روکا جائے۔ چنانچہ پولیس نے مرحوم کے بیٹے ریاض احمد قائد خدام الاحمدیہ چک سکندر کو بلایا اور کہا کہ آپ کسی کھلی جگہ کی بجائے کسی احاطہ میں نماز جنازہ پڑھ لیں۔ چنانچہ ان کا جنازہ احمدیہ قبرستان کے احاطہ میں پڑھا گیا اور وہیں ان کی تدفین ہوئی۔

☆ ۲۲ر دسمبر ۱۹۹۲ء کو محمود احمد صاحب چک ۸۸ جنوبی سرگودھا کی والدہ وفات پاگئیں۔ ان کی تدفین کے لئے مقامی قبرستان میں قبر تیار کرائی گئی مگر تدفین سے قبل مولوی اکرم طوفانی پولیس اور انتظامیہ کو لے کر وہاں پہنچا اور تدفین کو رکوا دیا۔ اور کھودی ہوئی قبر میں بھی مٹی سے پر کروا دی۔ چنانچہ مکرم محمود احمد صاحب نے اپنی والدہ کو اپنی زمینوں میں دفن کیا۔

☆ چک ۱۴۸ گ ب ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ایک احمدی بزرگ عمر الدین صاحب ولد مولیٰ بخش صاحب ۹۰ سال کی عمر میں مورخہ ۷ر جون ۱۹۹۳ء کو مقامی ہسپتال میں وفات پا گئے۔ ان کے ورثاء تدفین کے لئے گاؤں کے عام قبرستان میں لے گئے جہاں احمدی اور غیر احمدی سالہا سال سے اپنی میتیں دفن کرتے تھے اور قبر کی کھدائی شروع کی۔ ابھی قبر مکمل نہیں ہوئی تھی کہ ڈی ایس پی ٹوبہ ٹیک سنگھ پولیس کی بھاری جمعیت کے ساتھ موقعہ پر پہنچے اور قبر کھودنے سے روک دیا۔ اور احمدیوں سے کہا کہ اس قبرستان میں آپ قانوناً تدفین نہیں کر سکتے بہتر ہے آپ اپنی نعش کو اپنے کھیتوں میں دفن کر دیں۔ بعد میں قبرستان کی جگہ الاٹ ہونے پر آپ نعش کو وہاں منتقل کر لیں۔ ورثاء نے کہا کہ ہم عرصہ دراز سے اسی مشترکہ قبرستان میں اپنی میتیں دفن کرتے چلے آئے ہیں۔ اب کیوں رکاوٹ ڈالی جا رہی ہے جس پر انہوں نے کہا کہ پہلے اس بارہ میں کسی کو اعتراض نہیں تھا اب اعتراض پیدا ہوا ہے۔ تکرار کے بعد احمدی مسلمانوں کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہ رہا کہ نعش کو ربوہ تدفین کے لئے بھیج دیا جائے۔

☆ چک نمبر ۵۔۱۱۴ ایل ضلع ساہیوال میں صرف ایک احمدی فیملی مکرم چوہدری محمد شریف صاحب گجر کی آباد ہے۔ ۱۴ر جنوری ۱۹۹۴ء کو ان کا نوجوان بیٹا طاہر احمد جو ڈرائیور تھا ایک حادثے میں فوت ہو گیا۔

۱۵ر جنوری کو معززین اہل دیہہ اور گجر برادری نے ان کے بیٹے کی میت اپنے قبرستان میں دفنانے پر زور دیا مگر جب قبر کھودی جا چکی تھی تو گاؤں کے ملاں نے چند شر انگیز لوگوں سے مل کر تدفین کی مخالفت شروع کر دی۔ اور مدرسہ غوثیہ میاں چنوں سے ایک فتویٰ منگوایا جس کی رو سے ایک احمدی میت کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں کیا جا سکتا۔ اس طرح فضا کشیدہ ہو گئی اور سارے معززین جو ۱۰۰ کے لگ بھگ تھے مولویوں کی مخالفت سے گھبرا کر آہستہ آہستہ چلے گئے۔

ان حالات کو دیکھ کر مکرم چوہدری محمد شریف گجر کے بھائی جو غیر احمدی ہیں انہوں نے میت کو دفنانے کے لئے اپنی زمین میں جگہ دی۔ چنانچہ وہاں ان کی تدفین کی گئی۔

☆ ۔ چک نمبر ۵۹۱ گ ب گنگا پور جڑانوالہ میں ایک احمدی ارشاد احمد ولد غلام احمد ستمبر ۱۹۹۵ء میں فوت ہو گئے۔

باقی صفحہ ۲۹ پر ملاحظہ فرمائیں

مکتوب آسٹریلیا

(چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل انٹرنیشنل، آسٹریلیا)

وہ چیڑ کے درخت جو پندرہ کروڑ سال پہلے مر چکے تھے از سر نو زندگی پاکر بازار میں بکنے لگے

اڑھائی سال قبل سڈنی کے نیشنل پارک میں ایک سیاہ رنگ کا پتھر ملا۔ تجزیہ سے معلوم ہوا کہ یہ کسی جانور کا اندرونہ ہے جس نے پندرہ کروڑ سال پہلے کسی چیڑ کے درخت کی شاخیں پتے وغیرہ کھائے تھے جو مرنے کے بعد اس کے جسم میں پڑے رہ گئے اور گل سڑ کر چورا بن گئے۔ اور پھر لمبا عرصہ گزرنے کی وجہ سے سیاہ رنگ کے پتھر کی شکل اختیار کر گئے یعنی Fossilize ہو گئے۔ تجزیہ کے نتیجہ میں اس چیڑ کے درخت کے زندہ DNA مل گئے جس کی نوع کسی طبعی حادثہ کے نتیجہ میں ختم ہو چکی ہوئی ہے۔ یہ درخت کروڑوں سال قبل سڈنی کے شمال مغربی علاقہ میں اگا کرتے تھے پھر لاکھوں سال پہلے کوئی ایسا حادثہ گزرا کہ ان کی نسل یا نوع ہی ختم ہو گئی۔ جو ڈی این اے حالت خواب میں پڑے مل گئے ان کو مناسب عمل کے ذریعہ بڑھا لیا گیا اور وہی چیڑ کے درخت اب دوبارہ اگ آئے ہیں۔ چونکہ یہ متحجر (Fossilized) پودہ وولمی نیشنل پارک سڈنی سے دستیاب ہوا تھا اس لئے اس کا نام وولمی پائن (Wollemi Pine) پیٹنٹ کیا گیا۔ یہ پودے اب اتنے بڑے ہو گئے ہیں کہ عنقریب ان کو پھل لگنا شروع ہو جائے گا اور پھر ان کے بیج سے آگے درخت اگائے جا سکیں گے۔ اب تک جتنے اگائے گئے ہیں ان میں بیج کو نہیں بلکہ بچے کھچے ذرات کو استعمال کیا گیا ہے۔ چنانچہ حکومت کا متعلقہ محکمہ اب ایسے لوگوں کی تلاش میں ہے جو تجارتی بنیادوں پر اس پودے کو فروخت کریں۔ خواہشمند احباب کیمڈن سڈنی کے نزدیک Mount Annan Botanic Garden میں ان پودوں کا معائنہ کر سکتے ہیں۔ لیکن وہ کہتے ہیں ان کو اس قسم کے کام کا تجربہ ہونا چاہئے۔ اب تک کوئی ایک سو ادارے کاروبار میں دلچسپی ظاہر کر چکے ہیں۔ ہر پودہ جو بکے گا اس پر متعلقہ محکمہ رائلٹی وصول کرے گا۔ تا اس ریسرچ پر جو خرچ اٹھا ہے اسے پورا کیا جا سکے۔ (ماخوذ سڈنی مارننگ ہیرلڈ ۱۵ر مارچ ۱۹۹۷ء)

اللہ کی قدرت ہے کہ وہ درخت جو کروڑوں سال پہلے مر چکے تھے بلکہ مرور زمانہ سے پتھر بن چکے تھے وہ ایک بار پھر زندہ ہو کر دنیا کو دعوتِ نظارہ و فکر دے رہے ہیں۔ قرآن کریم نے انسانوں کو اپنی حیات اخروی کو حیات نو کے آئینہ میں دیکھنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اور اس سے مشابہ قرار دیا ہے چنانچہ فرمایا "......اور ہم اس (پانی) کے ذریعہ سے مردہ ملک کو زندہ کرتے ہیں۔ اسی طرح مرنے کے بعد نکلنا بھی ہو گا......" (ق: ۱۰ تا ۱۲)۔ نیز فرمایا "اور انہوں نے یہ (بھی) کہا ہے کہ جب ہم (مر کر) ہڈیاں ہو جائیں گے اور کچھ عرصہ بعد گل کر ہڈیوں کا (بھی) چورا بن جائے گا (تو ہمیں از سر نو زندہ کیا جائے گا اور) کیا واقعی ہمیں ایک نئی مخلوق کی صورت میں اٹھایا جائے گا؟ تو (انہیں) کہہ کہ تم (خواہ) پتھر بن جاؤ یا لوہا یا کوئی اور ایسی مخلوق جو تمہارے دلوں میں ان سے بھی سخت نظر آتی ہو (تب بھی تم کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا)۔ یہ سن کر وہ ضرور کہیں گے (کہ) کون ہمیں دوبارہ (زندہ کر کے وجود میں) لائیگا۔ تو (انہیں) کہہ کہ وہی (خدا) جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا......" (بنی اسرائیل ۵۰ تا ۵۲)

برطانیہ میں سائنس دانوں نے نو ہزار سال قبل فوت ہونے والے شخص کی زندہ اولاد کا سراغ لگالیا۔

برطانیہ کے سائنس دانوں نے ایک ایسا کارنامہ سرانجام دیا ہے جس پر وہ بڑے فخر و انبساط کا اظہار کر رہے ہیں۔ کچھ عرصہ قبل انہیں ایک ایسے شخص کے پتھرائے ہوئے جسم کا پورا ڈھانچہ ملا تھا جو نو ہزار سال قبل فوت ہوا تھا اس کا نام Cheddar Man رکھا گیا تھا۔ سائنس دانوں نے اس کے ایک دانت کے گڑھے (Cavity) میں سے اس کا DNA حاصل کیا اور جاسوسی کے حیران کن طریقے استعمال کرتے ہوئے ایک ایسا شخص ڈھونڈ نکالا جس کا DNA فوت شدہ شخص کے DNA سے Match کرتا تھا۔ وہ شخص ۴۲ سالہ تاریخ کا استاد ہے اور اس کا نام Mr.Adrian Targett ہے۔

یہ دنیا کا قدیم ترین شجرہ نسب ہے (ہمارے آدم سے تو پہلے کا ہے) اور ہے بھی اس شخص کا جو تاریخ کا استاد ہے۔ (رائیٹر بحوالہ سڈنی مارننگ ہیرلڈ ۱۰ر مارچ ۹۷ء)

سائنس دانوں کو واقعی جاسوسی کے اس عظیم کارنامہ پر خوش ہونے کا حق ہے۔ مسٹر ٹارگیٹ کو بھی The Son of Soil جیسا کوئی خطاب ملنا چاہئے جو قدیم ترین معلوم برطانوی ہیں۔ کسی نسل کا نو ہزار سال سے ایک ہی قطعہ زمین پر رہتے چلے جانا کوئی معمولی بات نہیں۔

ڈائنوساور کیسے ختم ہوئے

حال ہی میں میکسیکو کے ساحل کے نزدیک سمندر کی گہرائی میں ایک ایسا سیارچہ (Asteroid) دھنسا ہوا ملا ہے جو تقریباً بارہ میل لمبا تھا۔ یہ واقعہ کوئی ۶۵ ملین سال پہلے گزرا تھا۔ سیارچے کے گرنے سے ایک زبردست دھماکہ ہوا اور زمین سے اتنی گرد اٹھی کہ سارے آسمان پر گرد کی تہہ بن گئی۔ گرد کی چادر نے ایک خاصے عرصہ کے لئے سورج کی روشنی کو زمین پر آنے سے روک لیا جس کے نتیجے میں زمین اتنی سرد ہو گئی کہ وہ بڑے بڑے جسموں والے رینگنے والے جانور (چھپکلی کی شکل کے) جنہیں ڈائنوساور (Dinisaur) کہتے ہیں زندہ نہ رہ سکے۔ اب ان کے ڈھانچے اور بڑے بڑے انڈے جو لمبا عرصہ دبے رہنے سے پتھر بن گئے ہیں کہیں کہیں دستیاب ہوتے ہیں۔ کہتے ہیں ڈائنوساور کے علاوہ دوسرے حیوانوں کی ستر فیصد انواع بھی اس سردی میں ختم ہو گئیں۔ جو تیس فیصد انواع بچ گئیں وہ بھی کوئی تیرہ ملین کے قریب بتائی جاتی ہیں۔ اللہ کی مخلوق کا کون شمار کر سکتا ہے۔

بے شمار سیارچے ہمارے سورج کے گرد اب بھی چکر لگا رہے ہیں۔ ان کی زیادہ تعداد مریخ (Mars) اور مشتری (Jupiter) کے درمیان بیان کی جاتی ہے۔ خدا ہی ہے جو انہیں گرنے سے روکے ہوئے ہے اگر اس طرح کا کوئی پھر زمین سے آ ٹکرائے تو موجودہ حیوانوں اور انسانوں کی بھی خیر نہیں۔

الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیں

نظر نظر میں لئے جان و دل کے نذرانے
طوافِ شمع کو پھر آ گئے ہیں دیوانے

جبیں پہ گردِ رہِ عشق دل میں نور و سرور
ہیں آسمانِ عقیدت پہ آج دیوانے

جہانِ درد لرزتی ہوئی صداؤں میں
محبتوں کے خزانے دلوں کے کاشانے

مصافحوں میں لپک اور معانقوں میں خلوص
عطا کیا ہے عجب سوز انہیں مسیحا نے

وہ لوگ آئے ہیں آنکھوں میں شمع شوق لئے
جنہیں نہ پوچھا کبھی کم نگاہ دنیا نے

کس اہتمام سے اک شمع انجمن کے لئے
وفا کے نور میں ڈوبے ہوئے ہیں پروانے

یہ تین دن بھی عجب رحمتوں کے دن ہوں گے
کھلیں گے دیدہ و دل میں گلوں کے پیمانے

شرابِ نور سے دھو لو دل و نظر ثاقب
نصیب ہوں کہ نہ ہوں پھر یہ دن خدا جانے

جناب ثاقب زیروی نے اپنا یہ کلام جلسہ سالانہ ربوہ ۶۹ء کے موقعہ پر پڑھا - مرسلہ: حمید اللہ ظفر - جرمنی

باقی از صفحہ ۲۸: نعشوں کی بے حرمتی جن کی نماز جنازہ میں اردگرد کے احمدی مسلمانوں کے علاوہ غیر احمدی بھی شامل ہوئے اور مقامی قبرستان میں تدفین کر دی گئی۔

اخبار صداقت لاہور کی ۵ر ستمبر ۱۹۹۵ء کی اشاعت کے مطابق " تحریک ختم نبوت بچیانہ کے عہدیداروں مولانا خادم حسین، مولانا عبدالحمید رحمانی، مولانا احسان اللہ خان، ڈاکٹر فیاض احمد قادری اور مہر شوکت علی کے علاوہ منڈی بچیانہ کے نامہ نگار پر مشتمل ایک وفد نے اسسٹنٹ کمشنر جڑانوالہ سے ملاقات کر کے علاقہ میں گھمبیر صورت حال کے متعلق بتایا اور متعلقہ افراد کے خلاف کارروائی کرنے کی درخواست علاقہ مجسٹریٹ کو دے دی ہے۔ علماء نے فتویٰ دیا ہے کہ قادیانی کے جنازے میں شامل ہونے والے مسلمان بے دین ہو گئے ہیں اور ان کی بیویاں ان پر حرام ہو گئی ہیں"۔

☆ ہفت روزہ ختم نبوت ۱۹ر تا ۲۴ر اکتوبر ۱۹۹۶ء کی اشاعت کے مطابق چک نمبر ا تحصیل دنیاپور ضلع لودھراں میں ایک احمدی فوت ہوا تو اس کے عزیزوں نے اسے مقامی قبرستان میں دفن کرنے کی کوشش کی مگر علاقے کے بعض لوگوں نے اس کی پرزور مخالفت کی۔ یہ مخالفین ڈپٹی کمشنر لودھراں اور اسسٹنٹ کمشنر پولیس دنیاپور سے بھی ملے۔ اسسٹنٹ کمشنر نے حکم صادر کیا کہ احمدی چونکہ کافر ہیں اس لئے ان کا مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونا منافی اسلام ہے۔

☆ حویلی لکھا ضلع اوکاڑہ کے حافظ نیاز احمد وفات پا گئے۔ یہ لوکل ٹاؤن کمیٹی میں ملازم تھے۔ ملاؤں نے ان کی تدفین مقامی قبرستان میں نہیں ہونے دی۔ لہذا رشتہ داروں نے ان کی نعش کو دوسرے گاؤں میں لے جا کر دفن کیا۔

☆ مارچ ۱۹۹۶ء کو بعض شریر لوگوں نے ملاؤں کی انگیخت پر گوکھووال ضلع فیصل آباد کے قبرستان میں داخل ہو کر دو احمدی مسلمانوں رحیم بخش صاحب اور حفیظہ بی بی زوجہ مختار احمد صاحب کی قبروں کو نقصان پہنچایا اور ان کے کتبے توڑ دئے۔

☆ رچنا ٹاؤن لاہور کے ایک احمدی ڈاکٹر ظفر محمود صاحب کو نومبر ۱۹۹۶ء میں ڈاکوؤں نے گولی مار کر شہید کر دیا۔ میت کو مقامی قبرستان لے جایا گیا۔ جہاں ان کے چھوٹے بھائی کی قبر بھی موجود ہے۔ قبرستان کا یہ قطعہ اس خاندان نے خرید رکھا ہے۔ مگر اس کے باوجود ملاں حضرات پولیس کو لے کر آئے اور کہا کہ احمدی میت کو یہاں دفن نہیں کیا جا سکتا۔ احمدیوں نے کہا کہ جگہ ان کی ملکیت ہے اور زمین کی رجسٹری کے کاغذات بھی ان کو دکھائے مگر اس کے باوجود پولیس نے ڈاکٹر صاحب کی نعش کو وہاں دفن نہیں ہونے دیا۔ چنانچہ انہیں ماڈل ٹاؤن کے احمدیہ قبرستان میں لے جا کر دفن کیا گیا۔

آخر پر مجلس تحفظ ختم نبوت کے اشتہار کی عبارت ملاحظہ ہو۔ لکھتے ہیں:

"پاکستانی قانون کے مطابق کوئی غیر مسلم قادیانی، مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں ہو سکتا۔ لہذا تمام مسلمانوں سے اپیل کی جاتی ہے کہ وہ اپنے قبرستانوں میں کسی قادیانی مردے کو دفن نہ ہونے دیں۔

اگر کہیں کوئی قادیانی شرارتاً ایسا کریں تو اس کا فوری نوٹس لیں اور اس سلسلہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تمام دفاتر کی خدمات ہمہ وقت مسلمانوں کے لئے حاضر ہیں۔ اطلاع ملتے ہی مجلس کے خدام مسلمانوں کے شانہ بشانہ قادیانی شرارت کو ناکام بنا دیں گے"۔

احمدی مرحومین کی نعشوں کی بے حرمتی اور تدفین میں رکاوٹ کے ایسے بیشمار واقعات میں سے یہاں صرف نمونۃً چند واقعات بیان کئے گئے ہیں۔ ہمیں مولا کریم کے فضل اور رحم سے بھاری امید ہے کہ وہ تمام مرحومین جن کی نعشوں کے ساتھ یہ ننگ اسلام ننگ انسانیت سلوک علماء سوء اور ان کے ہم نواؤں کی طرف سے کیا گیا خدا تعالیٰ ان مرحومین کو اپنے جوار رحمت میں خاص جگہ عطا فرمائے گا اور ان کے تمام لواحقین کو بھی جنہوں نے محض للہ ہر قسم کے فتنہ سے بچتے ہوئے صبر کا نمونہ دکھایا انہیں بھی اس صبر کی بہترین جزا عطا فرمائے گا۔ اور ہمیں یہ بھی یقین ہے کہ فتنہ پرور علماء اور ان کے ہم نوا بھی اپنے اعمال کی پاداش ضرور پائیں گے۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

حضرت حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوری رضی اللہ عنہ

حضرت حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوری رضی اللہ عنہ یو-پی کے رؤسا میں سے تھے- بہت عالم فاضل تھے- ایک بار آپ کو قرآن کریم کے کسی آیت کے معانی سمجھ نہیں آرہے تھے، کسی آیت کی تنسیخ کے آپ قائل نہیں تھے چنانچہ طبیعت کی بے چینی اس قدر بڑھی کہ بخار ہوگیا...... - آپکے والد اور ہمشیرہ بھی بہت بڑے عالم تھے -انہوں نے بھی اس مسئلہ کے حل کے لئے آپکے ساتھ مل کر دعائیں کرنی شروع کیں- انہی دنوں ان کے ایک ملنے والے پنجاب سے ہوکر واپس گئے تو کہنے لگے کہ امرتسر کے ایک مطبع میں گیا تھا جہاں مولوی غلام احمد قادیانی کی کوئی کتاب چھپ رہی تھی- اس کے چند اوراق لے آیا ہوں- یہ اوراق 'آئینہ کمالات اسلام' کا وہ حصہ تھا جس میں مطلوبہ آیت کی تشریح تھی- یہی نشان قبولیت احمدیت کا باعث بنا-

حضرت حافظ صاحبؓ کے بارے میں مکرم محمد ضیاء الحق چودھری صاحب کا ایک مضمون روزنامہ "الفضل" ۹رمئی کی زینت ہے-

مضمون نگار رقمطراز ہیں کہ حضرت حافظ صاحبؓ کے پاس میں بھی باقاعدگی سے حاضر ہوتا تھا- جب مکرم بشیر احمد صاحب آرچرڈ نے قبولِ احمدیت کی سعادت حاصل کی تو کچھ روز بعد سخت مایوسی کی حالت میں کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے کلام نہیں کرتا- میری خواہش ہے کہ خدا مجھ سے بولے- میں نے صبح یہ کیفیت حضرت حافظ صاحبؓ سے عرض کی تو آپ نے فکر کا اظہار فرمایا اور پھر مکرم آرچرڈ صاحب کو بلواکر فرمایا کہ آپ ایک درخواست اپنی ملکہ کو لکھیں کہ فلاں وقت اور فلاں دن وہ آپ سے ملاقات کرے- آرچرڈ صاحب ان دنوں فوج میں سیکنڈ لیفٹیننٹ تھے، حیرت سے بولے میں ملکہ کو یہ کیسے کہہ سکتا ہوں میری یہ حیثیت نہیں- اس پر حافظ صاحبؓ نے فرمایا 'پھر ہم اس احکم الحاکمین کو کیسے مجبور کر سکتے ہیں'- اور مسئلہ آرچرڈ صاحب کی سمجھ میں آگیا-

ایک بار حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا تھا کہ حضورؓ کے زمانہ خلافت سے قبل یوپی کے ایک مخلص صاحبِ ثروت احمدی نے حضورؓ کی دعوت کی اور شہر کے کافی رؤسا بلوائے- حضورؓ نے فرمایا کہ فرشی نشست تھی اور میرا حصہ اس قدر تھا کہ اگر اپنے سامنے اور دائیں بائیں پوری لمبائی تک ہاتھ پھیلایا جائے تو پھر بھی ختم نہ ہو- اسی طرح باقی مہمانوں کے حصے تھے جن کی نشان دہی پھولوں کی لڑیوں سے کی گئی تھی...... - بعد میں کسی وقت حضرت حافظ صاحبؓ سے مضمون نگار نے پوچھا کہ آپ تو یوپی کے تمام احمدی رؤسا کو جانتے ہوں گے، یہ دعوت کس خوش نصیب نے کی تھی- حضرت حافظ صاحب نے گردن جھکالی اور آہستہ سے فرمایا "وہ خوش نصیب میں ہی تھا"-

مضمون نگار بیان کرتے ہیں کہ حضرت حافظ صاحبؓ کو میں نے عموماً بستر پر گاؤ تکیہ لگائے نیم دراز حالت میں لکھتے دیکھا- آپ بغیر لائن کا سفید کاغذ دہرا کرکے بائیں ہاتھ پر رکھ کر تیزی سے لکھتے تھے اور آپؓ کی لکھائی کاتبوں کی طرز پر بہت خوبصورت تھی-

شدید گرم موسم میں ایک دن میں حضرت حافظ صاحبؓ کے کمرہ میں داخل ہوا تو آپؓ پسینہ سے شرابور تھے اور ایک گتہ سے خود کو ہوا دے رہے تھے- پتہ چلا کہ انجمن کے کسی کارکن کی غلطی کی وجہ سے بجلی کا بل ادا نہیں ہوا اور بجلی کٹ گئی ہے- میں نے کہا کہ میں اس کارکن کی شکایت حضرت صاحب سے کروں گا- یہ سنتے ہی حضرت حافظ صاحبؓ بے قراری سے اٹھ کر بیٹھ گئے اور نہایت خفگی سے فرمایا "میاں کیا کہا! تم اپنے بھائی کی شکایت کروگے؟"- یہ سن کر میری جو حالت ہوئی وہ ناقابل بیان ہے-

حضرت حافظ صاحب کو کتابوں سے بہت پیار تھا- آپکی شاہجہانپور میں ایک بہت بڑی لائبریری تھی جس پر تقسیم ملک کے بعد حکومت نے قبضہ کیا- اپیل کی گئی لیکن آپؓ بہت اضطراب میں تھے- ایک روز جب بے قراری ناقابل برداشت ہوگئی تو اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوکر دعا مانگی کہ لائبریری کا فیصلہ تو اے اللہ آپ کی جو مشیت ہوگی، ہوجائے گا لیکن مجھے سکینت تو عطا فرمادیں- اسی حالت میں فارسی کا یہ شعر القاء ہوا

کار سازِ ما بفکرِ کارِ ما
فکرِ ما در کارِ ما آزارِ ما

فرمایا اس کے بعد سے طبیعت پر کوئی بوجھ نہیں ہے-

مضمون نگار کہتے ہیں کہ میں اپنے ایک زیر تبلیغ دوست مکرم چودھری نصیر احمد صاحب (جن کا ذکرِ خیر گزشتہ شمارہ میں ہوچکا ہے) کو لے کر ایک دو مرتبہ حضرت حافظ صاحبؓ کی خدمت میں بھی حاضر ہوا- نصیر صاحب احمدیت کے کافی قریب آکر پھر مخالفت سے گھبرا کر کچھ پیچھے ہٹ گئے- حضرت حافظ صاحبؓ کی وفات سے چند روز پہلے میں آپؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؓ نے استفسار فرمایا "آپکے اس تاجر دوست کا کیا بنا؟"- میں نے کچھ ناامیدی کی بات کی تو فرمایا "میں نے اس کے چہرے پر ایمان کا نور دیکھا ہے، جاؤ اور اس کا پیچھا کرو"-

حضرت حافظ صاحبؓ کے ایک غیر از جماعت ہم وطن مکرم حلیم صاحب، جو ۴۹ء میں آرڈیننس کلودنگ فیکٹری سیالکوٹ کے مدار المہام تھے، نے ایک بار آپؓ کی شعرگوئی کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ آپؓ کی "واسوخت" پڑھنے کے بعد داغ دہلوی نے کہا تھا "مختار میرا سارا کلام لے لے اور اپنی یہ واسوخت مجھے دے دے تو مجھے خوشی ہوگی"-

حضرت حافظ صاحبؓ کا حافظہ بلا کا تھا- کوئی حوالہ درکار ہوتا تو فرماتے اس الماری سے فلاں خانے سے دائیں طرف سے اتنے نمبر کی کتاب کا فلاں صفحہ نکالیں- ابھی ہم صفحہ نکال رہے ہوتے کہ آپؓ پیراگراف کے پیراگراف بول دیتے اور فرماتے دیکھو میں ٹھیک پڑھ رہا ہوں!...... حضرت حافظ صاحبؓ کی چارپائی سونے کی بجائے کتب کو ترتیب سے رکھنے کے لئے بطور شیلف استعمال ہوتی تھی- چنانچہ مضمون نگار کا بیان ہے کہ آپؓ کی چارپائی پر جو چادر بچھی ہوتی اس کے نیچے دونوں طرف مختلف کاغذ رکھے ہوتے- جب چادر تبدیل کرنا ہوتی تو آپ اس کے اوپر دوسری چادر بچھوا لیتے اور پھر ان تہوں میں ضروری تحریرات جگہ پاتیں- آپؓ کو ایک ایک کاغذ یاد ہوتا کہ کون سی تہ میں اور کس جگہ رکھا ہے- ایک بار آپؓ نے فرمایا کہ شاہجہانپور میں بعض اوقات ایک ایک درجن چادریں اوپر نیچے بچھ جاتیں اور شیلف کا کام دیتیں اور پھر اس پلنگ کو دوسرے کمرے میں رکھواکر آپؓ نیا پلنگ بچھوا لیتے اور اس کا بھی ایسا ہی استعمال ہوتا-

-......☆......☆......☆......-

روزنامہ "الفضل" ۹رمئی میں شامل اشاعت مکرم نسیم سیفی صاحب کی ایک نظم کے چند اشعار پیش ہیں

ہے دشت نوردی مری فطرت کا تقاضا
ستانے کا ہے سایہ دیوار ، بہانہ
ہے وقت کی رفتار مری زیست کی دشمن
ہے سر پہ لٹکتی ہوئی تلوار، زمانہ
جینے کا سلیقہ بھی نسیم اس کو نہ آیا
جس شخص نے مرنے کو حقیقت نہیں جانا

-......☆......☆......☆......-

آسٹریلیا میں دوسرا مرکزِ تبلیغ

ماہنامہ "الہدیٰ" اپریل ۹۷ء کی ایک خبر کے مطابق آسٹریلیا میں دوسرے مسلم احمدیہ تبلیغی مرکز کا قیام ۱۷رمارچ ۹۷ء کو (کوئنزلینڈ کے دارالحکومت) برسبین (Brisbane) میں عمل میں آیا ہے-

-......☆......☆......☆......-

ہفت روزہ "بدر" ۸رمئی کے مطابق ۷راپریل کو قادیان میں عالمی یوم صحت کے موقع پر منعقد ہونے والی ایک تقریب میں پنجاب کے ڈائریکٹر ہیلتھ اینڈ فیملی ویلفئر نے شرکت کی اور جماعتی خدمات سے متاثر ہوکر ضلعی اور صوبائی سطح پر خدمت خلق کے تعلق میں قائم کی جانے والی کمیٹیوں میں قادیان کو بھی نمائندگی دینے کا اعلان کیا-

-......☆......☆......☆......-

پہلے امریکی احمدی
مسٹر محمد الیگزینڈر رسل ویب

مسٹر الیگزینڈر ویب ۱۸۴۶ء میں Hudson city, New York میں پیدا ہوئے- آپ کے والد ایک روزنامہ کے مالک اور مدیر تھے- آپ نے بھی گریجوایشن کرنے کے بعد صحافت کا پیشہ ہی اپنالیا اور ایک روزنامہ کے مدیر بھی رہے- آپ کو مذہب سے بہت لگاؤ تھا- تاہم عیسائیت سے اطمینانِ قلب نہ پاکر آپ نے ۱۸۷۲ء میں اسے ترک کرکے دیگر مذاہب کا مطالعہ شروع کیا- اسی دوران حضرت مسیح موعودؑ کا ایک اعلان پڑھ کر آپکی حضورؑ کے ساتھ خط وکتابت ہوئی جس کے نتیجہ میں آپ نے اسلام قبول کرلیا- آپ کے بارے میں ایک تحقیقی مضمون مکرم پروفیسر فضل احمد صاحب کے قلم سے "احمدیه گزٹ" امریکہ جون رجولائی ۹۷ء کی زینت ہے- مضمون میں مسٹر ویب کا حضرت اقدسؑ کے نام ایک خط (محررہ ۲۴رفروری ۱۸۸۷ء) اور حضورؑ کی طرف سے اس خط کا جواب بھی شامل ہے جو حضورؑ نے اپنی کتاب "شحنہ حق" صفحات ۴۳۹-۴۴۴ پر نقل فرمائے ہیں-

مسٹر ویب اپنے خط میں اسلام کی تبلیغ کا شوق ظاہر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہ امریکہ میں اسلام کی تبلیغ میں اہم کردار ادا کرسکتے ہیں اور اس کیلئے خود کو پیش کرتے ہوئے حضورؑ کی راہنمائی چاہتے ہیں - وہ دعا کرتے ہیں کہ اگرچہ حضورؑ سے جسمانی ملاقات حاصل نہ ہوسکے تاہم روحانی ملاقات نصیب ہو اور حضورؑ کی امیدیں اور تدبیریں پوری ہوں- اس کے جواب میں حضرت اقدسؑ نے یہ تحریر فرمایا کہ آپ کی چٹھی نے مجھے اس لئے بہت خوشی عطا کی ہے کہ وہ مراد جس کام کیلئے میں زندگی وقف سمجھتا ہوں وہ کسی قدر پوری ہوتی نظر آتی ہے یعنی امریکہ ویورپ میں تبلیغ اسلام-

بعد ازاں مسٹر ویب کو فلپائن میں امریکہ کا سفیر مقرر کیا گیا اور اپنے عہدہ کی میعاد کے اختتام پر آپ نے ہندوستان کی بھی سیر کی اور واپس امریکہ جاکر بھی حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ سے خط وکتابت جاری رکھی- حضرت اقدسؑ کی وفات پر آپ نے تعزیتی خط بھی تحریر کیا- آپ نے امریکہ میں تبلیغ اسلام کی بھرپور کوشش کرتے ہوئے تین کتب تصنیف کیں اور سات تبلیغی سنٹر یا سرکل قائم کئے- مسٹر ویب کی وفات ۱۹۱۶ء میں ہوئی-

-......☆......☆......☆......-

ایک واقعہ

روزنامہ "الفضل" ۱۰رمئی میں مکرم مولانا محمد صدیق شاہد صاحب گورداسپوری اپنے مضمون میں حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ کا ذکرِ خیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت میر صاحبؓ مدرسہ احمدیہ کے ہیڈماسٹر تھے اور ہر بچے پر آپؓ کی شفقت عیاں اور یکساں تھی- آپؓ کو یہ امر پسند نہیں تھا کہ بچے کھیس یا چادر وغیرہ اوڑھ کر سکول آئیں کیونکہ اس سے سستی پیدا ہوتی ہے- ایک روز میں کھیس اوڑھے آپؓ کے دفتر کے سامنے سے گزرا تو آپؓ نے مجھے بلاکر اپنی اچکن عطا فرمائی کہ آپؓ کا نام لے کر اسے درزی سے درست کروالوں اور آئندہ اسے پہن کر سکول آؤں-

-......☆......☆......☆......-

اس کالم کیلئے موصول شدہ دیگر رسائل میں جماعت احمدیہ آسٹریلیا کا ماہنامہ "الہدیٰ" مئی ۹۷ء، جماعت احمدیہ امریکہ کا ماہنامہ "نوائے ظفر" مئی ۹۷ء و جولائی ۹۷ء، جرمن زبان میں خدام الاحمدیہ جرمنی کا سہ ماہی "یوگینڈ جورنال ڈیئر جماعت" برائے سرما ۹۷ء، جماعت احمدیہ کینیڈا کا ماہنامہ "احمدیه گزٹ" اپریل ۹۷ء، جماعت احمدیہ نائیجیریا کا ماہنامہ "دی ٹرتھ" اپریل ۹۷ء و مئی ۹۷ء، لجنہ اماء اللہ ناروے کا سہ ماہی "زینب" شمارہ ۲-۹۷ء، جماعت احمدیہ غانا کا ماہنامہ "گائیڈنس" مئی ۹۷ء، جماعت احمدیہ برطانیہ کا ماہنامہ "اخبار احمدیه" جون ۹۷ء، لجنہ اماء اللہ کینیڈا کا سہ ماہی "النساء" شمارہ ۲-۹۷ء، جماعت احمدیہ بریڈفورڈ (برطانیہ) کا ماہنامہ "البصیرت" مئی ۹۷ء، ماہنامہ "تشحیذ الاذہان" مئی ۹۷ء، ماہنامہ "مصباح" مئی ۹۷ء اور ہفت روزہ "بدر" قادیان کے بعض شمارے شامل ہیں-

فرانس کے کاروباری احباب کی توجہ کے لئے

اگر کوئی احمدی فرانس میں شیزان کی ایجنسی آسان شرائط پر لینا چاہتے ہوں تو ہم سے رابطہ کریں-
رقم کی ادائیگی ڈالر یا پاؤنڈ کی صورت میں پیشگی لی جائے گی- پورے یا نصف کنٹینر کا آرڈر دینا ضروری ہوگا

Muhammad Suleman Tariq
13 Portman Gardens, Hillingdon Middx VB10 9NT
Tel: 01895 234 525 Fax: 01895 234 155

Muslim Television Ahmadiyya

Programme Schedule for Transmission

25/7/97 -7/8/97

Please Note that programme and timings may Change without prior notice.
Details of Programmes are Announced After Every Six Hours.
All times are given in British Standard Time.
For more information please phone or fax +44 181 874 8344

19 RABI'AL AWAL — Friday 25th July 1997

00.05 Tilawat, Hadith, News
00.30 Children's Corner: Yassarnal Quran
01.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00 Quiz Prog- History of Ahmadiyyat (Part 5) (R)
02.30 Huzur's Reply To Allegations - Session 32 (10.6.94) (Part 1) (R)
03.00 Urdu Class (R)
04.00 Learning Dutch (R)
05.00 Homoeopathy Class With Huzoor (R)
06.05 Tilawat, Hadith, News
06.30 Children's Corner: Yassarnal Quran
07.00 Pushto Programme
08.00 Bazm-e-Moshaira : An Evening With Akram Mehmood
09.00 Liqaa Ma'al Arab - (R)
10.00 Inspection of Jalsa Gah (Islamabad) for Jalsa Salana 1997 By Huzoor
12.05 Tilawat, News
12.30 Darood Shareef and Nazm
13.00 Friday Sermon by Huzoor Live From Islamabad, Tilford, U.K. (25.7.97)
15.20 *Opening Session*: Live Proceedings of 32nd Jalsa Salana, United Kingdom (1997) Hoisting of 'Lawa-e-Ahmadiyyat' By Huzoor
15.30 Recitation of the Holy Quran with Urdu Translation, Qaseeda (Arabic) Poem (Urdu)
16.00 Live Inaugural Address By Huzoor, Jalsa Salana '97 (U.K.)
19.05 Tilawat , News
19.30 Highlights of Jalsa Salana
20.00 Live Question & Answer Session With Huzoor in Urdu, Islamabad , Tilford , U.K.
22.00 Friday Sermon By Huzoor (R)
23.00 MTA Variety

20 RABI'AL AWAL — Saturday 26th July 1997

00.05 Tilawat, Hadith, News
00.30 Children's Corner -Mulaqat With Huzoor (R)
01.00 Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00 MTA USA Production : Response To Phil Arms, A Christian Priest By: M.A. Cheema-No.11
03.00 Inaugural Address By Huzoor (R)
06.05 Tilawat, Hadith, News
06.30 Children's Corner -Mulaqat With Huzoor (R)
07.00 Saraiki Programme
08.00 Medical Matters with Dr M.H. Khan
09.00 Liqaa Ma'al Arab
10.00 *Second Session*: Live Proceedings of Jalsa Salana 97: Recitation of the Holy Quran with Urdu Translation , Poem (Urdu)
10.15 Speech : "The Miracles of the Holy Quran", By Mr. Muzaffar Clarke. (Birmingham)
10.40 Speech : "The Destruction of Lekhram - An Everlasting Divine Sign of the Truth of Islam ", By Ismail B.K. Adoo (Ex Ambassador of Ghana)
11.05 Speech: "A Treatise of the Verse Istikhlaf About Khilafat", By Imam Ataul Mujeeb Rashed
11.35 Poem (Urdu)
11.45 Address By Huzoor in Ladies Jalsa Gah, Jalsa Salana '97
13.35 Tilawat, News
14.00 Highlights of Jalsa Salana (U.K.)
15.00 Interviews of Different Delegates
16.00 *Third Session:* Recitation of the Holy Quran with Urdu Translation , Qaseeda (Persian)
16.30 Address By Huzoor, Jalsa Salana (UK) 97
20.05 Tilawat, Hadith
20.35 MTA Variety
21.00 Islamic Teachings : Rohani Khazaine
22.00 Learning Chinese
23.30 Hikayat-e-Shereen

21 RABI'AL AWAL — Sunday 27th July 1997

00.05 Tilawat, Hadith, News
00.30 Children's Corner
01.00 Liqaa Ma'al Arab
02.00 M.T.A. U.S.A. Production: Interview - Br. Abdul Haleem ,Pres. Washington Jamaat
03.00 Address By Huzoor, 3rd Session Jalsa Salana '97
06.05 Tilawat, Hadith, News
06.30 Children's Corner
07.00 Address By Huzoor in Ladies Jalsa Gah (R)
09.00 Liqaa Maal Arab
10.00 *Fourth Session :* Recitation of the Holy Quran with Urdu Translation , Poem (Urdu)
10.15 Speech : "ThePhilosophy of the Prophecies & Challenges of the Holy Quran" By N. A. Qamar
10.45 Speech :"The Two Most Important Requirements of the Time-Tabligh & Tarbiyyat", By Dr. Iftikhar Ahmad Ayaz
11.15 Short Speeches by Distinguished Guests
11.30 International Q/A Session (English)
13.00 International Bai'at (Initiation Ceremony)
13.35 Tilawat, News
14.00 Highlights of Activites During Jalsa Salana
15.00 Interviews of Different Delegates
16.00 *Final Session:* Recitation of the Holy Quran with Urdu Translation
16.20 Concluding Address By Huzoor , Jalsa Salana (U.K.) 1997
19.35 Tilawat ,Hadith
20.00 Urdu Class
21.00 Bait Bazi
21.30 MTA Variety
23.30 Learning Chinese

22 RABI'AL AWAL — Monday 28th July 1997

00.05 Tilawat, Hadith, News
00.30 Children's Corner- Children's Workshop -No. 8
01.00 Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00 Concluding Address By Huzoor (R)
05.00 Learning Chinese (R)
06.05 Tilawat, Hadith, News
06.30 Children's Corner- Children's Workshop No.8
07.00 Speeches (R)
08.30 Bait Bazi
09.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00 Urdu Class (R)
11.00 M.T.A. Sports - Volley ball Match Gujranwala Vs Lahore
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Norwegian
13.00 Indonesian Hour
14.00 Bengali Programme
15.00 Homoeopathy Class With Hadhrat Khalifatul Masih IV
16.00 Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00 Turkish Programme
18.05 Tilawat, Hadith, News
18.30 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor
19.00 German Service
20.00 Urdu Class
21.00 Islamic Teachings-Rohani Khazaine
22.00 Homoeopathy Class With Huzoor (R)
23.00 Learning Norwegian

23 RABI'AL AWAL — Tuesday 29th July 1997

00.05 Tilawat, Hadith, News
00.30 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor
01.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00 M.T.A. Sports - Volley ball Match Gujranwala Vs Lahore (R)
03.00 Urdu Class (R)
04.00 Learning Norwegian (R)
05.00 Homoeopathy Class With Huzoor (R)
06.05 Tilawat, Hadith, News
06.30 Children's Corner - Mulaqat With Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
07.00 Pushto Programme
08.00 Islamic Teachings-Rohani Khazaine
09.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00 Urdu Class (R)
11.00 Medical Matters :"Diseases of the Teeth", Host: Dr. Sultan A. Mobashir Guest: Dr. Naseer A. Khan (Part 3)
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning French
13.00 From The Archives- Friday Sermon by Huzoor, Fazl Mosque, London, U.K. (1.6.90)
14.00 Bengali Programme
15.00 Tarjumatul Quran Class (R)
16.00 Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00 Norwegian Programme
18.05 Tilawat, Hadith, News
18.30 Children's Corner :Yassarnal Quran
19.00 German Service
20.00 Urdu Class (N)
21.00 Around the Globe- Hamari Kaenat
22.00 Tarjumatul Quran Class (R)
23.00 Learning French
23.30 Hikayat-e-Shereen (N)

24 RABI'AL AWAL — Wednesday 30th July 1997

00.05 Tilawat, Hadith, News
00.30 Children's Corner :Yassarnal Quran
01.00 Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00 Medical Matters : "Diseases of the Teeth" Host: Dr. Sultan A. Mobashir Guest: Dr. Naseer A. Khan (Part 3) (R)
03.00 Urdu Class (R)
04.00 Learning French
05.00 Tarjumatul Quran Class (R)
06.05 Tilawat, Hadith, News
06.30 Children's Corner: Yassarnal Quran
07.00 Quiz-Seerat Hadhrat Khalifatul MasihII Part 1
08.00 Around The Globe -Hamari Kaenat
09.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00 Urdu Class (R)
11.00 Seerat Sahaba Hadhrat Masih-i-Maud (A.S) : Hadhrat Mirza Ayub Baig Sahib
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Arabic
13.00 African Programme
14.00 Bengali Programme
14.45 Tarjumatul Quran Class (R)
16.00 Liqaa Ma'al Arab
17.00 French Programme
18.05 Tilawat, Hadith, News
18.30 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor
19.00 German Service
20.00 Urdu Class (N)
21.00 Al Maidah -Shaljaum Ki Bhujia
21.45 Tarjumatul Quran Class (R)
23.00 Learning Arabic
23.30 Arabic Prog. : Qaseedah/Nazm

25 RABI'AL AWAL — Thursday 31st July 1997

00.05 Tilawat, Hadith, News
00.30 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor (R)
01.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00 Canadian Horizon : Basketball Tournament - Markham Vs Vaughan (Final)
03.00 Urdu Class (R)
04.00 Learning Arabic (R)
04.30 Arabic Prog. - Qaseedah/Nazm
04.45 Tarjumatul Quran Class (R)
06.05 Tilawat, Hadith, News
06.30 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor (R)
07.00 Sindhi Programme -Translation of Friday Sermon By Huzoor (27.10.95)
08.00 Quiz Prog. : History Of Ahmadiyyat (Part 6)
09.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00 Urdu Class (R)
11.00 Al Maidah - Shaljam Ki Bhujia (R)
11.30 Huzur's Reply To Allegations - Session 32 (10.6.94) (Part 2)
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Dutch
13.00 Chinese Programme: Philosophy of The Teachings of Islam
14.00 Bengali Programme
15.00 Homoeopathy Class With Huzoor
16.00 Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00 Russian Prog: Q/A Session With Guests From Russia & Kazakhistan Session 4 (21.5.94) Part 2
18.05 Tilawat, Hadith, News
18.30 Children's Corner: Yassarnal Quran
19.00 German Service
20.00 Urdu Class (N)
21.00 Bazm-e-Moshaira at Bait ul Fazl , Islamabad
20.00 Homoeopathy Class With Huzoor (R)
23.00 Learning Dutch

26 RABI'AL AWAL — Friday 1st August 1997

00.05 Tilawat, Hadith, News
00.30 Children's Corner: Yassarnal Quran
01.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00 Quiz Prog - History of Ahmadiyyat (Part 6) (R)
02.30 Huzur's Reply To Allegations - Session 32 (10.6.94) (Part 2) (R)
03.00 Urdu Class (R)
04.00 Learning Dutch (R)
05.00 Homoeopathy Class With Huzoor (R)
06.05 Tilawat, Hadith, News
06.30 Children's Corner : Yassarnal Quran
07.00 Pushto Programme
08.00 Bazm-e-Moshaira at Bait ul Fazl Islamabad
09.00 Liqaa Ma'al Arab - (R)
10.00 Urdu Class
11.00 Computers For Everyone -Part 19
12.05 Tilawat, News
12.30 Darood Shareef and Nazm
13.00 Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV, Fazl Mosque, London (1.8.97)
14.00 Bengali Programme
15.00 Huzoor's Mulaqat With Urdu Speaking Friends
16.00 Liqaa Ma'al Arab (N)
17.00 Friday Sermon By Huzoor (R)
18.05 Children's Corner -Mulaqat With Huzoor
20.30 Medical Matters with Dr M.H.Khan
21.30 Friday Sermon by Huzoor (R)
22.45 Huzoor's Mulaqat With Urdu Speaking Friends

27 RABI'AL AWAL — Saturday 2nd August 1997

00.05 Tilawat, Hadith, News
00.30 Children's Corner -Mulaqat With Huzoor (R)
01.00 Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00 MTA USA Production: Response To Phil Arms, A Christian Priest By: M.A. Cheema (No. 12)
03.00 Urdu Class (R)
04.00 Computers For Everyone -Part 19
05.00 Huzoor's Mulaqat With Urdu Speaking Friends
06.05 Tilawat, Hadith, News
06.30 Children's Corner -Mulaqat With Huzoor (R)
07.00 Saraiki Programme
08.00 Medical Matters with Dr M.H. Khan
09.00 Liqaa Ma'al Arab
10.00 Urdu Class
11.00 Interview : Mirza Abdul Haq (Part 4)
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Chinese
13.00 Q/A Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV, At Nasirabad , Sindh (19.2.84)
14.00 Bengali Programme
15.00 Children's Class - 2.8.97
16.00 Liqaa Maal Arab
18.05 Tilawat, Hadith, News
18.30 Children's Corner: By Atfal & Nasirat, Jhang
19.00 German Service
20.00 Urdu Class (N)
21.00 Islamic Teachings : Rohani Khazaine
22.00 Children's Class - 2.8.97 (R)
23.00 Learning Chinese
23.30 Hikayat-e-Shereen

28 RABI'AL AWAL — Sunday 3rd August 1997

00.05 Tilawat, Hadith, News
00.30 Children's Corner: By Atfal & Nasirat, Jhang
01.00 Liqaa Ma'al Arab
02.00 M.T.A. U.S.A. Production: Interview - Br. Abdul Haleem (President Washington Jamaat)
03.00 Urdu Class (R)
04.00 Learning Chinese
05.00 Children's Class -2.8.97 (R)
06.05 Tilawat, Hadith, News
06.30 Children's Corner : By Atfal & Nasirat , Jhang
07.00 Friday Sermon By Huzoor, (R)
09.00 Liqaa Ma'al Arab -(R)
10.00 Urdu Class (R)
11.00 Around The Globe : Trollhattan Passthrough For Ships & Boats
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Chinese
13.00 Q/A Session with Huzoor At Bait ur Rasheed , Germany (17.5.97)
14.00 Bengali Programme
15.00 Mulaqat With English Speaking Friends
16.00 Liqaa Maal Arab
17.00 Albanian Programme
18.05 Tilawat ,Hadith
18.35 Children's Corner-Childrens Workshop No.9
19.00 German Service
20.00 Urdu Class (N)
21.00 Bait Bazi : Darul Uloom Vs Darul Nasr
21.30 Dars-ul-Quran (No. 9) (1996) By Huzoor- Fazl Mosque , London
23.30 Learning Chinese

29 RABI'AL AWAL — Monday 4th August 1997

00.05 Tilawat, Hadith, News
00.30 Children's Corner-Childrens Workshop No. 9
01.00 Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00 Around The Globe: Trollhattan Passthrough For Ships & Boats (R)
03.00 Urdu Class (R)
04.00 Learning Chinese (R)
05.00 Mulaqat With English Speaking Friends (R)
06.05 Tilawat, Hadith, News
06.30 Children's Corner- Childrens Workshop No 9
07.00 Dars-ul-Quran (No. 9) (1996) By Huzoor, Fazl Mosque, London (R)
08.30 Bait Bazi : Darul Uloom Vs Darul Nasr
09.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00 Urdu Class (R)
11.00 M.T.A. Sports -Kabbadi - Lahore Vs Rabwah
12.05 Tilawat, 'News
12.30 Learning Norwegian
13.00 Indonesian Hour
14.00 Bengali Programme
15.00 Homoeopathy Class With Huzoor (R)
16.00 Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00 Turkish Programme
18.05 Tilawat, Hadith, News
18.30 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor
19.00 German Service
20.00 Urdu Class
21.00 Islamic Teachings - Rohani Khazaine
22.00 Homoeopathy Class With Huzoor (R)
23.00 Learning Norwegian

1 RABI'AL THANI — Tuesday 5th August 1997

00.05 Tilawat, Hadith, News
00.30 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor (R)
01.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00 M.T.A. Sports: Kabbadi- Lahore Vs Rabwah(R)
03.00 Urdu Class (R)
04.00 Learning Norwegian (R)
05.00 Homoeopathy Class With Huzoor (R)
06.05 Tilawat, Hadith, News
06.30 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor (R)
07.00 Pushto Programme
08.00 Islamic Teachings-Rohani Khazaine
09.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00 Urdu Class (R)
11.00 Medical Matters :"Health & Care of Mother & Child" Host: Dr. Amtul Rasheed Guest: Dr. Nusrat Jehan (Part 1)
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning French
13.00 From The Archives- Friday Sermon by Huzoor, Fazl Mosque, London, U.K. (1.6.90)
14.00 Bengali Programme
15.00 Tarjumatul Quran Class (R)
16.00 Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00 Norwegian Programme
18.05 Tilawat, Hadith, News
18.30 Children's Corner :Yassarnal Quran
19.00 German Service
20.00 Urdu Class (N)
21.00 Around The Globe - Hamari Kaenat
22.00 Tarjumatul Quran Class (R)
23.00 Learning French
23.30 Hikayat-e-Shereen (N)

2 RABI'AL THANI — Wednesday 6th August 1997

00.05 Tilawat, Hadith, News
00.30 Children's Corner :Yassarnal Quran
01.00 Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00 Medical Matters : "Health & Care of Mother &Child" Host: Dr. Amtul Rasheed Guest: Dr. Nusrat Jehan (Part 1) (R)
03.00 Urdu Class (R)
04.00 Learning French
05.00 Tarjumatul Quran Class (R)
06.05 Tilawat, Hadith, News
06.30 Children's Corner: Yassarnal Quran
07.00 Quiz-Seerat Hadhrat Khalifatul Masih II Part 2
08.00 Around The Globe -Hamari Kaenat
09.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00 Urdu Class (R)
11.00 Seerat Sahaba Hadhrat Masih-i-Maud (A.S) : Hadhrat S. Sarwar Shah
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Arabic
13.00 African Programme
14.00 Bengali Programme
14.45 Tarjumatul Quran Class (R)
16.00 Liqaa Ma'al Arab
17.00 French Programme
18.05 Tilawat, Hadith, News
18.30 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor
19.00 German Service
20.00 Urdu Class (N)
21.00 Al Maidah -Qeema Samosay
21.45 Tarjumatul Quran Class (R)
23.00 Learning Arabic
23.30 Arabic Prog. : Qaseedah/Nazm

3 RABI'AL THANI — Thursday 7th August 1997

00.05 Tilawat, Hadith, News
00.30 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor (R)
01.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00 Canadian Horizon : Majlis-i-Irfan (14.6.89)
03.00 Urdu Class (R)
04.00 Learning Arabic (R)
04.30 Arabic Prog. - Qaseedah/Nazm
04.45 Tarjumatul Quran Class (R)
06.05 Tilawat, Hadith, News
06.30 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor (R)
07.00 Sindhi Programme -Translation of Friday Sermon By Huzoor (3.11.95)
08.00 Quiz Prog. : History Of Ahmadiyyat (Part 7)
09.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00 Urdu Class (R)
11.00 Al Maidah - Qeema Samosay (R)
11.30 Huzur's Reply To Allegations - Session 33 (15.6.94) (Part 1)
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Dutch
13.00 Chinese Programme: Philosophy of The Teachings of Islam
14.00 Bengali Programme
15.00 Homoeopathy Class With Huzoor (R)
16.00 Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00 Russian Prog: Q/A Session With Guests From Russia & Kazakhistan Session 5 (22.5.94) Part 1
18.05 Tilawat, Hadith, News
18.30 Children's Corner : Yassarnal Quran
19.00 German Service
20.00 Urdu Class (N)
21.00 Bazm-e-Moshaira : Mehfil -i- Hamd -o- Na'at Organized By Jamia Ahmadiyya Rabwah
20.00 Homoeopathy Class With Huzoor (R)
23.00 Learning Dutch

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

Vol. 4 | Friday, July 25, 1997 | No. 30 & 31

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاہد مؤرخ احمدیت

ممبران جماعت اسلامی خدا کے پیامبر ہیں

جماعت اسلامی ہند کے ایک رکن ڈاکٹر عبدالحق انصاری نے "ہندوستان میں جماعت اسلامی کے مسائل" کے عنوان پر خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ

"ہندوستان میں مسلمانوں کی دو حیثیتیں ہیں۔

ا۔ ایک حیثیت مسلمانوں کی اقلیت کی حیثیت ہے۔ اس کے کچھ مسائل ہیں۔ جان و مال کا تحفظ، تعلیم کے مسائل، معاش کا مسئلہ۔ کچھ ہمارے سیاسی مسائل ہیں۔ ہمارے درمیان کوئی مقبول لیڈر شپ نہیں۔ لیڈر بڑے خود غرض، تنگ نظر اور موقع ملے تو قوم کو بیچ سکتے ہیں۔ چونکہ ہم اقلیت میں ہیں اس لئے ہمیں اس کا بہت احساس ہے۔ کچھ لوگ اٹھتے ہیں پھر شخصیتوں کی جنگ چلتی ہے۔ کوئی مؤثر اقدام نہیں...... کرتا۔ اقلیت کے اعتبار سے ہمارا اسلامی تشخص معارض بحث ہے۔ ہم پر یلغار ہے، یورش ہے۔ اس بات کی مسلسل کوشش ہو رہی ہے کہ ہمارا اسلامی تشخص ختم ہو جائے۔ پرسنل لاء ختم کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ ایک پرسنل کوڈ نافذ کرنے کی متواتر کوشش ہو رہی ہے۔ آج ہمارا اسلامی تشخص خطرے میں ہے۔ ہمارے لئے یہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے جس سے ہم نے مقابلہ کرنا ہے۔ جماعت اسلامی ہند اپنے مسائل حل کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ اس سلسلے میں دوسرے لوگ بھی کچھ کر رہے ہیں۔

۲۔ ہماری دوسری حیثیت خدا کے پیامبر کی ہے۔ یعنی ہم ایک خدا کے پیامبر ہیں۔ قرآن و سنت کے محافظ بنائے گئے ہیں۔ رسول اب نہیں آئیں گے۔ اس رسالت کا فریضہ ہم کو انجام دینا ہے۔ یہ ایک افسوس کی بات ہے کہ اس دوسری حیثیت کو ہم بھول رہے ہیں۔

ہندوستان ایک بڑا ملک ہے۔ یہ ہزاروں ہزار سال پرانا ہے۔ نو سو ملین اس کی آبادی ہے۔ اس میں ساڑھے سات سو ملین غیر مسلم ہیں۔ یہ خاصی محنتی قوم ہے۔ باوجود داخلی مسائل کے آپس میں متحد ہیں۔ **سارے خلفشار کے باوجود پچاس سال تک جمہوری نظام چلا کر دکھا دیا ہے۔ ہندوازم، جین ازم، بدھ ازم، سکھ ازم کے باوجود وہ متحد ہیں۔ مسلمانوں میں سب کچھ ایک ہونے کے باوجود جو انتشار ہے اسے دیکھ کر شرم آتی ہے"۔**

(ہفت روزہ ایشیا۔ لاہور۔ ۲۱ر جولائی ۱۹۹۵ء صفحہ ۳۵)

☆......☆......☆......☆

"فضائل درود ناریہ"

ماہنامہ "السیف الصارم" (لاہور۔ پشاور) نے مارچ ۱۹۹۱ء کے شمارہ میں ایک خود ساختہ "درود ناریہ" شائع کیا ہے۔ اور اس کے دلچسپ فضائل و برکات لکھے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

"یہ درود شریف نہایت ہی زود اثر ہے۔ فی الحقیقت یہ درود صدق دل سے پڑھ کر اگر پہاڑ کو انگلی سے اشارہ کیا جائے تو پہاڑ فوراً ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی زیادہ طاقت اس درود شریف میں رکھ دی ہے۔ یہ درود شریف ایک ایسا راز ہے جس کو عارفوں اور خاص الخاص ولیوں کے سوا کوئی بھی نہ سمجھ سکا۔ اس میں بیشمار خاص فوائد ہیں جن کو اگر لکھا جائے تو دنیا کی سیاہی اور کاغذ ختم ہو جائے"۔

ملّانے شریعت سازی کی جو شعلہ خیز فیکٹریاں لگا رکھی ہیں "درود ناریہ" کے یہ نام نہاد اور جعلی فضائل اس کا "شاہکار" کہلانے کے مستحق ہیں۔

☆......☆......☆......☆

مذہبی جماعتوں کی سیاستکاری کا عظیم نقصان

ایک اہل حدیث عالم جناب حافظ صلاح الدین یوسف پاکستان کی مذہبی جماعتوں کے پچاس سالہ سیاسی کردار کا حقیقت افروز الفاظ میں تجزیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"تجربات سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ مذہبی جماعتوں کا سیاسی جماعتوں کا روپ دھار لینا صحیح نہیں ہے۔ اس طرح انہوں نے سیاست میں بھی بالعموم منفی کردار ادا کیا ہے اور اپنے اصل مقاصد و اہداف سے بھی وہ دور ہو گئی ہیں۔ علاوہ ازیں اس سے فرقہ واریت میں بھی اضافہ ہوا ہے جو پہلے ہی ہمارے ملک میں شدت سے موجود تھی۔ اس سے ایک اور عظیم نقصان یہ ہوا ہے کہ مذہبی جماعتوں میں دھڑے بندیوں نے خطرناک اور مستقل صورت اختیار کر لی ہے۔ پہلے ہر مسلک کی ایک بڑی تنظیم تھی۔ (چھوٹی چھوٹی تنظیمیں تو ہر مسلک میں کچھ نہ کچھ رہی ہیں۔ لیکن ملکی اور مسلکی سطح پر ان کی کبھی کوئی اہمیت نہیں رہی ہے)۔ جیسے مرکزی جمعیت اہل حدیث تھی، جمعیت علمائے اسلام تھی۔ اور جمعیت علمائے پاکستان تھی۔ یہ تینوں بالترتیب اہل حدیث، دیوبندیوں، اور بریلویوں میں بٹی ہوئی ہیں۔ ان دھڑوں کے درمیان مسلکی اختلافات نہیں ہیں بلکہ ایسے تنظیمی اختلافات ہیں جو عہدہ و منصب کی خواہش اور ان اغراض و مفادات کی پیداوار ہیں جو سیاست کے میدان میں ان کے بڑے عہدے داروں کو حاصل ہوتے ہیں۔

اسی طرح ایک بڑا نقصان یہ ہوا کہ ان جماعتوں کو دینی مقاصد کے مقابلے میں سیاسی مقاصد زیادہ عزیز ہو گئے جیسے گزشتہ انتخابات میں بیشتر مذہبی جماعتوں نے اپنے اپنے نقطہ نظر اور مقصد کو اہمیت دی اور نواز شریف کے ساتھ مل کر ایک بے دین عورت کی سربراہی کا راستہ روکنے کی کوشش نہیں کی......

...... دینی مفادات کے مقابلے میں سیاسی مفادات غالب آگئے تھے چنانچہ فضل الرحمان گروپ نے تو پیپلز پارٹی سے سرحد میں انتخابی اتحاد تک کر لیا۔ اور ستم کی انتہاء یہ ہے کہ آخر وقت تک یہ حضرات اس کے حاشیہ نشین اور سیاسی حلیف بنے رہے۔ اس کے بالمقابل دوسرا گروپ سمیع الحق گروپ تھا۔ اس کے الگ قیام کی وجہ ہی (بظاہر) فضل الرحمان گروپ کا پیپلز پارٹی کی طرف رجحان بتلایا جاتا ہے۔ لیکن اس گروپ کو بھی صابر شاہ کی حکومت کی برطرفی کے بعد ایک وزارت کی "بے نظیر قلقی" دے دی گئی تو یہ گروپ بھی آخر وقت تک خاموش رہا۔ گویا ایک وزارت پر تمام دینی مقاصد کو نظر انداز کر دیا گیا۔

"مذہب" فروختند چہ ارزاں فروختند

اس قسم کا کردار اس سے قبل ایک انتخاب میں نورانی گروپ نے ادا کیا تھا۔ اس کے نتیجے میں بھی بے نظیر برسر اقتدار آئی تھی۔

یہ وہ تلخ حقائق ہیں جنہیں بیان کرنے کو جی تو نہیں چاہتا کہ اہل دین اور وارثان رسول کی رسوائی ہوتی ہے لیکن بات کو سمجھانے کے لئے یہ مثالیں ناگزیر تھیں۔ اس تفصیل سے اصل مقصد اسی بات کی وضاحت ہے کہ مذہبی جماعتوں نے سیاست میں آکر نہ صرف یہ کہ اپنے مقاصد سے روگردانی کی بلکہ اپنے اہداف ہی کو فراموش کر بیٹھی ہیں۔ اس لئے ان کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ اپنا اصل کام کریں اور قوم کی تربیت اور اس کی تطہیر کریں۔ پچاس برس انہوں نے سیاست میں ضائع کر دیئے اور کچھ حاصل نہ

(ہفت روزہ الاعتصام لاہور۔ ۳۱ر جنوری ۱۹۹۷ء)

☆......☆......☆......☆

علامہ سر محمد اقبال فرماتے ہیں ؎

جس طرح احمد مختار ہے نبیوں میں امام
اس کی امت بھی ہے دنیا میں امام اقوام
کیا تمہارا بھی نبی ہے وہی آقائے انام
تم مسلماں ہو؟ تمہارا بھی وہی ہے اسلام
اس کی امت کی علامت تو کوئی تم میں نہیں
مے جو اسلام کی ہوتی ہے وہ اس خم میں نہیں

(باقیات اقبال صفحہ ۳۶۷۔ ناشر آئینہ ادب چوک مینار انارکلی لاہور۔ بار سوم ۱۹۷۸ء)

کلمہ طیبہ لکھنے کے جرم میں دو احمدی دوکاندار گرفتار

جج نے ضمانتیں منسوخ کر دیں

(پریس ڈیسک) پتوکی سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ایک شدید معاند سلسلہ راجہ رستم ظہیر کی درخواست پر پولیس نے مورخہ ۲۶ر جون ۹۷ء کو ریل بازار پتوکی کے دو احمدی دوکانداروں مکرم بشیر الحق صاحب اور مکرم مبشر احمد جاوید صاحب کے خلاف زیر دفعہ ۲۹۵-اے اور ۲۹۵-بی تعزیرات پاکستان ایک مقدمہ قائم کر کے دونوں کو گرفتار کر لیا ہے۔ ان پر جرم یہ عائد کیا گیا ہے کہ انہوں نے اپنی دوکانوں کے اندر کلمہ طیبہ لکھا ہوا تھا۔

مقامی مجسٹریٹ نے مورخہ ۳۰ر جون ۹۷ء کو ان کی ضمانتیں منظور کر لیں مگر مخالفین نے سیشن جج کی عدالت میں ضمانتوں کی منسوخی کے لئے درخواست دائر کی چنانچہ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج پتوکی چوہدری عبدالشکور نے دونوں کی ضمانتوں کو کالعدم قرار دے کر انہیں دوبارہ گرفتار کرنے کا حکم دیا ہے۔ دونوں آج کل سنٹرل جیل قصور میں ہیں۔

اس فیصلہ کی اطلاع دیتے ہوئے روزنامہ "پاکستان" لاہور اپنی ۱۲ر جولائی ۱۹۹۷ء کی اشاعت میں مزید لکھتا ہے کہ ضمانتوں کی منسوخی کے اس فیصلہ پر لوگوں نے بڑی خوشی کا اظہار کیا، ایک دوسرے کو مبارکباد دی، مٹھائی بانٹی گئی اور شکرانے کے نفل ادا کئے گئے۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ اپنے ان مظلوم بھائیوں کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں دشمن کے ہر شر سے محفوظ رکھے۔

انگریزی ترجمہ قرآن مجید

انگریزی ترجمہ قرآن مجید از حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ جو ایک عرصہ سے نایاب تھا اب خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ شائع ہو گیا ہے۔ اس ایڈیشن میں ایک مفید ضمیمہ بھی منسلک ہے جس میں بعض اہم آیات کا متبادل ترجمہ اور ضروری نوٹس شامل کئے گئے ہیں۔

ہومیوپیتھی یعنی علاج بالمثل (جلد اول)

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہومیوپیتھی طریقہ علاج کے متعلق مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر نشر ہونے والے لیکچرز پر مشتمل جلد اول کا نظر ثانی شدہ ایڈیشن ضروری ترامیم، مفید اضافوں اور تفصیلی انڈیکس کے ساتھ دوبارہ شائع ہوا ہے اور جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقعہ پر سٹال سے دستیاب ہوگا۔ انشاء اللہ

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں:-

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔